



# آداب کارروائی

تنظیمی اور ملی امور پر خطابات

از  
قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ

العارف اکیڈمی پاکستان

المصطفیٰ ہاؤس ۵۔ مسلم ٹاؤن موٹر لاہور

(جملہ حقوق طبع و حق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	آداب کارواں
خطابات	شہید مظلوم علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ
ناشر	العارف اکیڈمی پاکستان
مطبع	نیر اسد پرنٹنگ پریس رینگیمن روڈ لاہور
اشاعت اول	25 نومبر 1998ء
اشاعت دوم	7 مارچ 2010ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	200/- روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الضامنین  
۸ بینٹ  
میل بکس

غزنی سٹریٹ اڈو کاڈر لاہور فون: 042-37245186  
0344-4151214

نشر ولایت ثقافتی مرکز

2-A/1 مسلم ٹاؤن موڑ وحدت روڈ لاہور

فون 0333-4509679

## فہرست مضامین

صفحہ	موضوع و مناسبت خطابات	نمبر شمار
7	1. قائد شہیدؒ کا پیغام ملت کے جوانوں کے نام	
	2. شہید مظلوم علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ کے جہلم کی مناسبت سے حضرت امام خمینیؒ کا تعزیتی پیغام	11
17	3. شہیدؒ بربان شہیدؒ	
22	4. تنظیمی احباب سے قائد شہیدؒ کا ورد دل	
53	5. آئی۔ ایس۔ او کونشن ۸۷ء سے قائد شہیدؒ کا خطاب	
62	6. کربلا گئے شاہ میں کونشن کے اختتام پر شہیدؒ کا خطاب	
66	7. چیچہ وطنی میں آئی۔ او کے کونشن ۸۵ء سے شہیدؒ کا خطاب	
78	8. نارووال میں آئی۔ او کے جوانوں سے قائد شہیدؒ کا خطاب	
93	9. قائد شہیدؒ کا اجلاس مرکزی کونسل (۸۵ء) بمقام مہمبٹ	
102	10. مرکزی کونشن (۸۶ء) تحریک نفاذ فقہ جعفریہؒ کراچی سے خطاب	
121	11. جھنگ میں جعفریہ کونسل پنجاب (۸۶ء) سے قائد شہیدؒ کا خطاب	
142	12. تنظیمی کونشن ٹنڈو قہوڑو حیدر آباد میں قائد شہیدؒ	
164	13. ملتان میں مرکزی کونسل کے اجلاس سے قائد شہیدؒ کا خطاب (۸۷ء)	
179	14. سکس میں مرکزی کونسل سے قائد شہیدؒ کا خطاب (اکتوبر ۸۷ء)	
189	15. جعفریہ کونسل قم ایران سے قائد شہیدؒ کا خطاب	
198	16. دورہ ایران کے بعد قائد شہیدؒ کا خطاب	
208	17. کوسٹ میں تحریک کے سالانہ اجلاس (۸۸ء) سے قائد شہیدؒ	
229	18. ڈھڈ پال میں قائد شہیدؒ کا خطاب	
237	19. دورہ بھکر کے موقع پر قائد شہیدؒ کا خطاب	
244	20. ڈیرہ اسماعیل خان میں قائد شہیدؒ کا ایک خطاب	
255	21. کوسٹ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے قائد شہیدؒ کا خطاب	

- 261 22. کربلائے کونڈ (اپریل ۸۶ء) میں شہیدؒ کا خطاب
- 269 23. اسراء کونڈ کی رہائی کے بعد قائد شہیدؒ کا جوانوں سے خطاب
- 275 24. دورہ بلتستان کے موقع پر قائد شہیدؒ کا خطاب
- 292 25. شکر (بلتستان) میں شہیدؒ کا خطاب
- 296 26. امامیہ مسجد گلگت میں قائد شہیدؒ کا خطاب
- 303 27. نگر (گلگت) میں قائد شہیدؒ کا خطاب
- 307 28. پاراچار میں تربیتی سیمینار سے قائد شہیدؒ کا خطاب
- 325 29. ملی امور کے بارے میں قائد شہیدؒ کا کراچی میں خطاب
- 351 30. قائدؒ کا پیغام ملت کے جوانوں (I.S.O) کے نام
- 352 31. قائد ملت جعفریہؒ کا جوانوں کے نام پیغام
- 354 32. پیغام قائدؒ بمناسبت اجلاس مجلس عاملہ (I.S.O) کونڈ
- 356 33. پیغام قائد ملت جعفریہؒ ملت کے جوانوں کے نام
- 359 34. قائد ملت جعفریہؒ کا جوانوں کے نام پیغام
- 361 35. طلباء تنظیموں کے دوروزہ سیمینار پر قائدؒ کا پیغام
- 364 36. یوم سیاہ کی مناسبت سے قائدؒ کا پیغام
- 366 37. قائدؒ کا پیغام ملت کے نام ۱۳- اکتوبر ۸۴ء
- 369 38. شہداء کونڈ کے سوگ کی مناسبت سے قائدؒ کا پیغام
- 370 39. معززین ملت کے نام قائدؒ کا پیغام
- 372 40. علماء کرام کے نام قائدؒ کا پیغام
- 373 41. ملت عزیز کے نام قائدؒ کا پیغام
- 374 42. جہلم شہداء کونڈ کی مناسبت سے قائدؒ کا پیغام
- 376 43. بیرون ملک مقیم شیعیان پاکستان کے نام قائدؒ کا پیغام
- 377 44. قائد ملت جعفریہؒ کا علماء کے نام پیغام
- 380 45. قائد ملت جعفریہؒ کا علماء کے نام پیغام
- 382 46. پندرہ روزہ "اعظم" کے نام قائد کا پیغام

## قائد شہید ”کا پیغام ملت کے جوانوں کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں کہ کتب اسلام اپنے پیروکاروں کو علم و حکمت کے

حصول کی طرف دعوت دیتا ہے۔

امام جعفر صادق ” فرماتے ہیں۔ ” میں اپنے اصحاب کو ان کے سروں پر اس وقت تک

باروں گا جب تک کہ وہ تعلیم حاصل نہ کر لیں۔“

اصلاً ہمارے مذہب کی ابتدا بھی اقراء سے ہوتی ہے۔

اسی طرح ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے مذہب نے حصول علم کے لئے کسی شرط یا

بندش کو بھی لاگو نہیں کیا بلکہ اسلام نے علم کی عمومیت چار لحاظ سے برقرار رکھی ہے۔

۱۔ جنس کے لحاظ سے عمومیت۔

۲۔ مکان کے لحاظ سے عمومیت۔

۳۔ زمان کے لحاظ سے عمومیت۔

۴۔ مقام کے لحاظ سے عمومیت۔

اسلام سے پہلے علم و حکمت صرف خواص کے لئے مخصوص تھی۔ مگر اسلام نے

آکر جنس کی اس قید کو ختم کر دیا اور عورت، مرد، بوڑھے، بچے، مسافر، غریب، امیر

سب پر یہ فرض عہد کیا کہ وہ حصول علم کے لئے تگ و دو کریں۔

حدیث رسولؐ ہے کہ

”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ“  
 ”فَرِيضَةُ الْعِلْمِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ“  
 ”علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے۔“

اسی طرح پیغمبر اکرمؐ نے یہ ارشاد فرما کر جگہ و مکان کی بندشوں کو توڑا کہ

”اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصَّيْنِ“  
 ”علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔“

اسی طرح علم کے حصول کے لئے زمانے کی ضرورت نہیں۔ جس زمانے اور جس عمر میں ملے حاصل کرو۔ حدیث رسولؐ ہے۔

”اَطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ“  
 ”علم حاصل کرو گہوارے سے قبر تک۔“

اور آخر میں اسی طرح اسلام نے مسلم کے لئے بھی کوئی شرط نہیں رکھی غرض جس کے پاس علم ہو ایک مسلمان کو چاہئے کہ اس سے علم حاصل کرے۔ حدیث رسولؐ ہے۔ ”علم مؤمن کی گمشدہ چیز ہے اسے جہاں پاؤ حاصل کرو“

لیکن دوسری طرف جب ہم شیعوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ پاکستان کے بعض مقامات میں بسنے والے شیعوں کی ننانوے فیصد تعداد ان پڑھ اور جاہل افراد پر مشتمل ہے۔ شیعوں کی یہ حالت زار دیکھ کر ہر ذی شعور ذہن میں جو پہلا سوال اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ

اگر اسلام ایک کامل دین ہے مکتب تشیع ایک حقیقی مکتب ہے تو پھر

شیعہ تعلیمی میدان میں اتنے غریب کیوں ہیں؟

شیعہ تعلیم سے اتنے محروم کیوں ہیں؟

اور علمی میدان میں اتنی بد حالی کیوں ہے؟

شرف الدین مرحوم جو لبنان سے تعلق رکھتے تھے اپنی کتاب ”دین حق“ میں فرماتے

ہیں کہ

”میں نے اتنی دلائل کتابیں لکھیں کہ اگر کوئی غیر مسلم پڑھے تو قائل ہو جائے کہ مذہب اسلام ایک کامل دین ہے لیکن دوسری طرف اگر لبنان کے شیعوں کی حالت دیکھی جائے تو سب سے بد حال طبقہ شیعوں ہی کا ہے۔“

چنانچہ اگر ایک غیر مسلم یہ حالت دیکھتا ہے تو یقیناً یہ سوچتا ہو گا کہ اگر کتب شیعہ واقعی حق ہے تو اس کے ماننے والوں کی یہ حالت کیوں ہے؟

شرف الدین مرحوم نے اس کا حل اس طرح تلاش کیا کہ انہوں نے نوجوانوں کو منظم کیا مدرسے اور درسگاہیں قائم کیں جو جوان بازاروں میں گھومتا نظر آتا اسے مدرسے میں لے آتے اور اسے علم و حکمت کے زیور سے آراستہ کرتے اور آخر کار ان کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ارض لبنان میں علم کے زیور سے آراستہ مذہب شیعہ کے صحیح پیروکار نظریاتی نوجوان کی کمی نہیں۔

غرض کہ وہ حالت جو ۵۰ سال پہلے لبنان کے شیعوں کی تھی آج وہی حالت کچھ کمی بیشی کے ساتھ پاکستانی شیعوں کی ہے۔

چنانچہ حل وہی ہے جو شرف الدین مرحوم نے تلاش کیا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم حصول علم کو فریضہ جانیں۔ ذریعہ معاش نہیں کیونکہ جب ایک انسان یہ تہیہ کر لیتا ہے کہ حصول علم میرا فریضہ ہے تو پھر اس کا اٹھنا بیٹھنا لینا کھانا پینا سب عبادت بن جاتا ہے۔ غرض کہ ہر وہ علم کہ جو مسلمانوں کی سر بلندی کے لئے ضروری ہے اس کا حصول ہمارے لئے فریضہ ہے تاکہ ملت اسلامیہ کو استقلال و سر بلندی حاصل ہو اور غیروں کے آگے گدائی کا ہاتھ نہ پھیلا نا پڑے۔

غرض کہ علم حاصل کرنے کے مراحل کو اس طرح بانٹا جا سکتا ہے کہ اول تو اسے ایک فریضہ سمجھا جائے۔ دوم اس کے حصول کے ساتھ اپنے ہم جماعتوں سے علمی مباحث کو فروغ دیا جائے اور سوئم یہ کہ اپنے سے کم عمر طلباء کو پڑھایا جائے



کہ اس طرح خود بھی تجربہ حاصل ہو گا اور چھوٹوں کا فائدہ بھی ہو گا۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پاکستان کی اکثریت تعلیم سے محروم ہے اور عورت کا ایک بڑا حق جو غصب کیا گیا ہے وہ بھی علم ہے آپ کا یہ فرض ہے کہ جو کچھ حاصل کریں اسے گھریلو عورتوں تک پہنچائیں کہ یہ آپ کا جہاد ہو گا۔ اگر اس طرح ہمارے دیہاتوں اور قصبوں میں تعلیم رواج پا جائے تو جہالت کا قلع قمع ہو جائے گا۔ میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ مدارس دینیہ سے ارتباط رکھیں اور باعمل اور صالح علماء سے رابطہ رکھیں تاکہ اس طرح مادی اور روحانی علوم مل کر ہمارے آپ کے مسائل حل کر دیں۔

میں تمام طلباء سے اپیل کرتا ہوں کہ آپس میں لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کریں۔ فضول وقت ضائع نہ کریں کہ طلباء اپنا وقت بیکار باتوں میں ضائع نہیں کرتے۔ اگر آپ نے معاشرے کو بیدار کر دیا تو دنیا کی وہ کوئی طاقت ہوگی جو اس معاشرے کا حق غصب کر سکے گی۔

آپ نوجوان اپنی قوم کے چوکیدار ہیں اپنے معاشرے کے پاسدار و نگہبان ہیں۔ آپ کو بیدار رہنا چاہیے تاکہ کوئی بھی طاغوتی طاقت آپ کے سیاسی، دینی اور سماجی حقوق پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ آج جو ہمارے حقوق ہم سے چھینے جا رہے ہیں ہم پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ صرف اور صرف اس لئے ہیں کہ یا تو ہم جاہل ہیں یا اگر علم رکھتے ہیں تو تقویٰ نہیں رکھتے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم خود عالم بنیں اور علم کو معاشرے میں پھلائیں تاکہ ہمارے مصائب ختم ہو جائیں۔ موجودہ بحران ختم ہو جائے اور سعادت کی زندگی کا حصول ممکن ہو سکے۔

”والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ“

عارف حسین الحسنی

شہید مظلوم

علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ

کے جہلم کی مناسبت سے

حضرت امام خمینیؒ

کا

تعزیتی پیغام

باسمہ تعالیٰ

محترم علمائے کرام ، حج اسلام اور پاکستان کی قابل قدر قوم ایدہم اللہ تعالیٰ  
اسلام و انقلاب کے شیدائی اور وفادار ، محروموں اور مظلوموں کا دفاع کرنے  
والے اور سید الشہداء جناب اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کے  
فرزند صادق حجت الاسلام سید عارف حسین الحسینیؒ کی شہادت کے  
سلسلے میں آپ لوگوں نے مجھے جو تحریک و تحریریت کے پیغامات ، خطوط اور ٹیلیگرام  
وغیرہ ارسال کئے ہیں وہ مجھے موصول ہو گئے ہیں اگرچہ یہ عظیم سانحہ مسلمانوں کے  
قلوب اور خاص طور پر اسلام کے حقیقی اور احساس ذمہ داری رکھنے والے علمائے  
کرام کے لئے ایک گہرا گماڑ ہے ، تاہم اس قسم کا سانحہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ  
دنیا بھر کے مظلوموں اور خاص طور پر پاکستان کی اس عظیم قوم کے لئے جس نے  
خود استعمار کی تمخیوں کا ذائقہ چکھا ہوا ہے اور جس نے بھرپور جدوجہد ، جہاد اور  
شہادتوں کے نذرانوں کے بعد اپنی آزادی حاصل کی ہے قطعی طور پر غیر متوقع نہ  
تھا۔ اسلامی معاشروں کے درد آشنا وہ مجاہدین جنہوں نے  
محروموں اور پابرخنہ لوگوں کے ساتھ اپنے خون کا نذرانہ پیش  
کرنے کا عہد کر رکھا ہے انہیں جان لینا چاہئے کہ ابھی تو مقابلے کا  
آغاز ہے۔ اس لئے کہ استعمار و استعمار کی دیواریں ڈھانے اور حقیقی اسلام محمدیؐ کی  
منزل تک پہنچنے کے لئے انہیں ابھی ایک طویل راہ در پیش ہے۔

علامہ سید عارف الحسینیؒ کی مثال کو پیش نظر  
رکھنے کے بعد غور کریں کہ ایک مومن کے لئے اس سے بڑی بشارت و  
سعادت اور کیا ہو گی کہ وہ محراب عبادت حق سے خون آلود چہرہ  
لئے خود کو ”إِنْ جِئِیْ اِلَیَّ رَبِّکَ“ کی منزل پر پائے اور نہ صرف  
یہ کہ خود جام شہادت نوش کر کے لذت وصال محبوب سے

## لطف اندوز ہو بلکہ اپنے ساتھ ہزاروں تشنگان عدالت کو بھی سر چشمہ نور سے سیراب ہوتا دیکھے۔

اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے والے حقیقی علماء اور بزرگان دین اور نام نہاد علماء میں یہی تو فرق ہے کہ اسلام کے جانباز مجاہد علماء ہمیشہ سے ہی جہان خوار ظالموں کے زہر آلود تیروں کا ہدف بننے چلے آئے ہیں اور ظلم و قضا کا پہلا تیر انہی کے سینوں میں پیوست ہوتا رہا ہے جبکہ نام نہاد علماء دنیا طلب اور زر پرستوں کی حمایت کے سائے میں باطل کو رواج دینے والے بن جاتے ہیں یا پھر ظلم کی تائید اور مدح سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ ہم نے آج تک کسی بھی درباری ملاں یا کسی بھی وہابی عالم کو نہیں دیکھا کہ وہ ظلم و شرک کے خلاف، خصوصاً روس جیسے جارحیت پسند اور امریکہ جیسے جرائم پیشہ کے خلاف مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو جبکہ اس کے برعکس آج تک ہم نے خدائے بزرگ و برتر اور مخلوق خدا سے عشق کرنے والے اور ان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار کسی حقیقی دینی عالم کو نہیں دیکھا کہ وہ پابہنہ لوگوں کی مدد کرنے میں تامل کرے یا اپنے آخری اور حقیقی منزل تک رسائی سے قبل ہی کفر و شرک کے مقابلے سے تھک کر بیٹھ گیا ہو۔ علامہ عارف حسین الحسینیؒ ایسے ہی تھے۔

مجھے قطعی یقین ہے کہ پوری دنیا کی مسلم اقوام بخوبی جان چکی ہیں کہ یہ عظیم سانحہ کیونکر رونما ہوا۔ تمام مسلم اقوام کو سوچنا چاہئے کہ آخر وہ کونسی وجہ ہے کہ اسلامی ملک ایران میں مطہری، بہشتی، شہدائے محراب اور ہزاروں مایہ ناز علماء کو جبکہ عراق میں باقر الصدر، محسن الحکیم اور ان کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بے شمار حقیقی اور سچے علمائے دین کو یہی نہیں بلکہ لبنان میں راجب حرب جیسی شخصیتوں کو اور پاکستان میں علامہ عارف حسینؒ جیسی گرامی گرام کو یا دیگر تمام اسلامی ممالک میں ان حقیقی علمائے کرام کو جن کے دل اسلام کے لئے تڑپتے ہیں اور جو

حقیقی محمدی اسلام کے فروغ کے انتھک جدوجہد کرنے والے تھے انہیں ہی ہمیشہ ظالموں نے اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا ہے۔

پاکستان کے باشریف اور غیور عوام جو حقیقی معنوں میں ایک انقلابی ملت ہیں اور اسلامی اقدار کے پابند ہیں اور جن سے ہمارا بہت قدیمی 'گہرا انقلابی' ایمانی اور ثقافتی رشتہ ہے میں انہیں اس امر کی تاکید کرنا ضروری خیال کرتا

**ہوں کہ وہ شہید راہ حق (علامہ عارف الحسینیؒ) کے اہکار**

**کو زندہ رکھیں۔** اور ابلیس زادوں کو حضرت محمدؐ کے حقیقی اسلام کی راہ میں

رکاوٹیں کھڑی کرنے کی اجازت نہ دیں۔ آج جبکہ مشرق و مغرب کی استعماری قوتوں

میں عالم اسلام سے براہ راست مقابلے کی ہمت نہیں رہی ہے تو انہوں نے عاجز آ کر

ایک طرف تو سیاسی مذہبی شخصیات کے قتل اور دوسری طرف امریکی اسلام پر مبنی

ثقافت کی ترویج کے لئے کوششیں تیز کر دی ہیں۔ کاش ان عالمی خون خواروں کی

تمام تر دست درازیاں، مجاہد پرورد مسلم سرزمین افغانستان میں کی گئی دست درازی کی

مانند اعلانیہ اور بر ملا ہوتیں تاکہ مسلمان غاصبوں کے جھوٹے تکبر و اقتدار کے بت

کو پاش پاش کر ڈالتے مگر امریکی اسلام سے مقابلے کی راہ خاصی پر

**پیچ اور عجب ہے۔** ضروری ہے کہ اس کے تمام پہلو ان پابندہ مسلمانوں

پر روشن ہوں مگر صد افسوس کہ ابھی بہت سی اسلامی اقوام کے لئے امریکی اسلام اور

خاص محمدی اسلام، پابندہ لوگوں اور محروموں کے اسلام اور ریاکاروں، سنگدلوں،

سرمایہ داروں، خدا فراموش آرام و آرائش میں پڑے افراد کے اسلام کی درمیانی

حد واضح نہیں ہے اور اس حقیقت کی وضاحت کی ایک کتب فکر اور ایک آئین میں

دو متضاد انداز فکر کا وجود ممکن نہیں، یہ وضاحت ایک اہم سیاسی فریضہ ہے اور اگر یہ

**کام دینی مدارس کے ذریعے کیا گیا ہوتا تو قوی امکان تھا کہ**

**ہمارے عزیز سید عارف حسین الحسینیؒ آج ہمارے درمیان**

**ہوتے**۔ تمام علماء کا فرض ہے کہ ان دونوں انداز فکر کی وضاحت کے ذریعے اپنے پیارے مذہب اسلام کو مشرق و مغرب کے چنگل سے آزاد کرائیں۔ اگرچہ ان محترم شہیدوں کا خون اعلیٰ معنوی اقدار کی منازل سے تمام خس و خاشاک کو بہالے جائے گا اور یہی خون ناحق باطل کی تبلیغ و ترویج کرنے والوں کو غرقاب کر دے گا۔ مگر ہمیں اس بات سے بھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ آج تمام دشمنان اسلام کے وہ کٹھ پتلی عناصر جنہیں شرق و غرب نے سامراجیت کی حکمیل کے لئے آمادہ کیا ہے انہوں نے ہی مسلمانوں کو خواب غفلت میں مبتلا کیا ہے اور خود مرکب مراد پر سوار ہو کر پوری قوت سے اسلام و قرآن کو اپنا دشمن قرار دے رہے ہیں مگر آج روس اور امریکہ نے مقدس انقلاب اسلامی ایران کے نتیجے میں سینکڑوں سیاسی، عسکری اور ثقافتی ناکامیوں کا منہ دیکھا ہے اور دنیا بھر میں ہر جگہ ان کے حیات بخش مفادات کے خلاف اسلام کی طرف سے خطرے کا گنگل دیا جا چکا ہے۔ **لہذا اب ہمیں چاہئے کہ یورپ شعور کے ساتھ مشرقی اور مغربی استکبار کے مکر و فریب کو پہچان کر اس کا سدباب کریں۔**

مسلم اقوام کو چاہئے کہ وہ عالمی طاقتوں کے فریب و دشمنی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اصول وضع کریں جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظارہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ہم نے ولایت خدا کی اور نبی اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی خوشنودی اور رضا کی ری کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اور ضروری ہے کہ ہم خلوص دل سے ہر اس چیز سے متنفر اور دور ہوں جو ان سب کی رضا کے برعکس ہو اور اس دوری پر ہمیں فخر بھی ہونا چاہئے۔

میں دیندار اور مذہبی علماء اور جناب حجت الاسلام سید عارف حسین الحسینی کے محترم خانوادے اور پاکستان کی مسلمان قوم کو اس عظیم شہادت پر تعزیت اور مبارک

باد پیش کرتا ہوں اور اس ملک کے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلامی ملک ایران آپ کے اسلامی شخص، آپ کی آزادی اور عزت و شرافت کے دفاع کے لئے ایک سچے دوست کی حیثیت سے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گا۔

### **میں اپنے عزیز بیٹے سے محروم ہوا ہوں۔**

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مصائب برداشت کرنے اور شہیدوں کی راہوں میں پہلے سے زیادہ عمل کے چراغ جلائے رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ظالموں کے مکرو فریب کو خود انہی پر موڑ دے اور ارجمند مسلمان قوم کو شہادت اور جہاد کے راستے میں ثابت قدم رکھے۔

والسلام علی عباد اللہ الصالحین

روح اللہ الموسوی الخمینی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ہجری

شہید بزبان شہید

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)



### بسم رب الشهداء والصدیقین

انسان کے لئے کسی چیز کے بارے میں کوئی معیار مقرر کرنا شاید مشکل ہوتا ہے لہذا وہ کسی معیار کو سمجھنے اور استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے لئے اسلام کو سمجھنا اتنا آسان نہیں ہے اس کو سمجھنے کے لئے باقر الصدر کا وہ قول یاد آتا ہے کہ ”آپ امام خمینی کی ذات میں اس طرح ضم ہو جائیں جس طرح وہ اسلام میں ضم ہو چکے ہیں“ تو اب ہمارے لئے بات آسان ہو گئی ہے کہ جو کچھ امام خمینی ہیں وہ اسلام ہے اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں جس طریقے سے امام خمینی اسلام میں ضم ہو گئے تھے اور وہ چاہتے تھے آپ امام خمینی میں ضم ہو جائیں میں سمجھتا ہوں ہم نے اس ملک کے اندر جن لوگوں کی زندگیاں مکمل ہوتے ہوئے دیکھی ہیں اپنی اس زندگی میں ان میں سے ایک شخصیت جس کا نام بڑے منفرد اور نمایاں انداز میں لیا جاسکتا ہے جو امام خمینی کی ذات میں کھو گئے تھے، ضم ہو گئے تھے وہ شہید عارف الحسنی تھے۔

ایک تو یہ پہلو ہے جس کو سمجھنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ دوسری بات جو مجھے کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تک ہمیں شہید حسینی potentials (پوشیدہ صلاحیتوں) کے متعلق صحیح آگاہی حاصل نہیں ہوئی۔

ہمارے دوست قم سے خصوصی طور پر اس کام کے لئے آئے ہیں کہ شہید حسینی کے آثار جمع کئے جائیں۔ اب بظاہر کسی شخص کے بارے میں معلومات کیجا کرنا یا علم حاصل کرنے کو لوگ عموماً ایک عقیدتی attachment (لگاؤ) سمجھتے ہیں یا یہ کہ مثلاً اس کو ایک جذباتی کیفیت یا شخصیت پرستی وغیرہ کہتے ہیں۔ بہر حال خدا کا شکر ہے کہ ہم یہ کام اسلام کے عین حکم کے مطابق انجام دے رہے ہیں کیونکہ امام خمینیؑ نے شہید حسینیؑ کے چہلم کی مناسبت سے جو تعزیت نامہ بھیجا تھا اس میں واضح طور پر یہ جملہ موجود ہے کہ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ شہید حسینیؑ

کے آثار کو جمع کریں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ ایک حکم ہے۔ ہماری نظروں میں چونکہ امام خمینی کی ذات اسلام سے جدا نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا motto اور aim ہے۔ تیسری بات جو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اصل میں آدمی کا اپنا کام ہوتا ہے potential bases حقیقی صلاحیتوں کی بنیادوں کو سمجھنا!

جبکہ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے واضح طور پر گورباچوف کو اپنے خط میں فرمایا ہے کہ ایسا کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے کہ آپ اسلام کو درک کریں۔ یعنی آپ اسلام کو پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ کہ اسے درک کریں کہ اس میں کیا چیز ہے یہ آسان کام نہیں ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ آپ چند دن کے لئے چار آدمیوں کو قم بھیجیں وہ یہاں کے ماحول کے اندر رہیں شاید ان میں اسلام کو سمجھنے کی استطاعت پیدا ہو یعنی اس کے لئے استطاعت شرط ہے۔!!

اس پر میں کہوں گا کہ سب کی بات تو نہیں کرتے بہر حال اکثر تو ہمارے اندر استطاعت ہی نہیں ہے۔ خصوصاً ایک شہید اور پھر ایک شہید عالم دین کے مقام کو سمجھنے کی۔ فی الحال آپ یہ سمجھیں کہ شہید حسینی جس صف میں کھڑے ہیں ہم اس کو صحیح درک نہیں کر سکتے۔ اگر واقعی تھوڑی بہت سمجھ اور ادراک ہو تو امام خمینی ایک محفل کا نام ہے جس میں دس چودہ ستارے ہیں جن میں مطہری شہید نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ بہشتی، جواد باہر، باقر الصدر، شہید راغب لبانی، مہدی الحکیم جیسے ستاروں کی محفل تھی جس کا حسینی شہید بھی ایک حصہ تھے۔ وہ ہمارے معاشرے کا حصہ نہیں تھے!! ہمارے معاشرے کا درحقیقت وہ حصہ نہیں تھے۔ آپ شہید حسینی کے خطابات کو سنئے ان کی گفتگو سنئے، ہمارے معاشرے کے ساتھ قطعاً آپ کو ان کی مماثلت اور مشابہت نہیں ملے گی۔

ان کے درک کرنے کے لئے ہمارے اندر پہلے استطاعت پیدا ہونی چاہئے۔ آخری بات بطور ایک شیعہ کے یہ کہوں گا کہ ہم نے اس ملک میں تین مراحل طے

کئے ہیں! جب پاکستان بنا تھا اس وقت یا تو ساری تنظیمیں غیر منظم تھیں یا سرے سے نہیں تھیں تو اس طرح جو پہلا مرحلہ تھا وہ شیعہ مطالبات کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی تنظیموں کا تھا جس کو مرحوم دہلوی صاحب کے دور میں ملک گیر حیثیت حاصل ہوئی۔ یہ واضح طور پر شیعہ مطالبات کی حد تک تھا۔ اس کے بعد مفتی جعفر حسین مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ جو واقعاً اس زمانے کے ابوذر تھے ان کا مقام بھی اس معاشرے میں کسی سے کم نہیں واقعاً زمانے کے ابوذر تھے! انہوں نے اس سلسلے میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور شیعیت کو ملک گیر کیا۔ انہوں نے اس تنظیم کو پورے ملک میں پھیلا دیا اور دوسرا یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اخبار ”جنگ“ کو ایک نہایت رہنما اور سیاسی انٹرویو دیا۔ یہ انٹرویو ان کی علالت کے دوران ان کے گھر میں لیا گیا تھا۔ یہ ان کا آخری انٹرویو تھا جو ہمارے لئے ان کی ایک یادگار دستاویز بن گیا۔ یہ شائع شدہ مواد کی صورت میں موجود ہے۔ اس میں انہوں نے واضح کر دیا ہے کہ اس ملک کے اندر ہمارا ایک سیاسی رخ بھی ہے لیکن انہیں اس کے بعد وقت نہ ملا کہ وہ اپنے اس قول کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

شہید حسینی کی یہ خوش قسمتی ہے اور ان کی وجہ سے ہمارے لئے یہ باعث سعادت و خوش بختی تھا کہ شہید نے شعوری طور پر انقلاب اسلامی ایران کو پاکستان میں متعارف کروایا۔ ہم نے جذباتی طور پر اور انہوں نے شعوری طور پر۔ کسی کا یہ جملہ استعمال کرتا ہوں۔ شہید حسینی کی تعریف کرتے ہوئے اس نے یہاں یہ جملہ کہا ہے کہ انہوں نے آئینے سے بھی زیادہ شفاف انداز میں یہاں انقلاب کو reflect (منکس) کیا ہے، آئینے سے بھی زیادہ صاف انداز میں!! کیونکہ آئینہ ہو بہو وہی کچھ منکس کرتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں نہیں نہیں آئینے سے بھی زیادہ صاف انداز میں!! اتنی تشریح کے ساتھ کے شیشہ بھی اتنی تشریح نہیں کر سکتا۔ دوسرے مرحلے میں شہید حسینی نے قیادت کو سنبھالا اس کاروان کے سالار بنے۔ انہوں نے ایک بہت

بڑا مظاہرہ بینار پاکستان میں کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ پاکستان کے اندر ہمیں دخل حاصل ہے پاکستان کے تعلیمی مسائل کے اندر، پاکستان کے دفاعی مسائل کے اندر، پاکستان کی خارجہ پالیسی میں، پاکستان کی ثقافت میں، فرض پاکستان کے ہر معاملے کے اندر ہمیں واضح طور دخل ہے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے اور نیا قدم ہے جو شہید نے اٹھایا اور اب ماشاء اللہ یہ کارواں آگے چل رہا ہے۔ میں دوستوں کو یہ کہتا ہوں اور احباب کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ بہت مشکل ہوتا ہے کسی نئی چیز کو سمجھنا اور نئے کام کرنا۔ اگر آپ نیا کام کر سکیں تو خوب اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کوئی نیا کام نہ کر سکیں تو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے شہید حسینیؒ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یہ کافی ہے اپنی زندگیوں کو اور آنے والی نسلوں کی زندگیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے۔

اسٹریڈو شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

## عظیمی احباب سے قائم فہمید کا درد دل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقٰنًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ (انفال: ۲۹)

خالق نے قرآن میں مومنین کو خطاب کیا ہے۔ ”اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ“ اگر تم لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اگر تم متقی بن گئے ”يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقٰنًا“ خداوند تعالیٰ تمہارے لئے فرقان عطا کرے گا۔ ایسی روح آپ کو بخشے گا ایسی چیز آپ کو عطا کر دے گا کہ اس چیز کے ذریعے سے آپ حق اور باطل کے درمیان فرق کر سکیں گے اور اس چیز کی نورانیت اور ہدایت کی برکت سے آپ وہ راستہ جو خدا کی طرف جاتا ہے اس راستے سے جدا کر سکیں گے جو شیطان کی طرف جاتا ہے۔

”وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ“ جب تم لوگ تقویٰ اختیار کرو گے تو خداوند تعالیٰ تمہاری برائیوں کو چھپا دے گا اور ”وَيَغْفِرْ لَكُمْ“ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

کچھ ہوتے ہیں اصول۔ جس طرح ایک عمارت کے لئے بنیاد کی ضرورت ہے جس پر وہ عمارت کھڑی ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیں بھی زندگی میں سعادت کے حصول کے لئے سعادت دنیوی و اخروی کے حصول کے لئے کچھ اصول اپنانے چاہئیں کچھ بنیادیں بنانی چاہئیں۔ اگر ان بنیادوں پر ہم نے اپنی زندگی کو استوار کیا تو یقیناً پھر ہم سرفراز و سر بلند ہوں گے۔ جو بھی مشکل ہم پر آئے گی تو ہم اس سے سرفراز و سر بلند باہر آئیں گے اور شکست سے دوچار نہیں ہوں گے۔ ان اصولوں میں سے ایک اصول اور ان بنیادوں میں سے ایک بنیاد تقویٰ ہے کہ اگر ہم نے تقویٰ اختیار کر لیا تو اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم تم کو فرقان عطا کریں گے۔ اس فرقان کے ذریعے آپ اپنی زندگی میں نیک و بد، حق و باطل

اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکیں گے اور آپ کسی جگہ پر نہیں پھسلیں گے اور لغزش میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

### تقویٰ کے آثار

اب تقویٰ کے آثار دھوڑنا چاہیں تو ہم دیکھیں کہ ہم مٹا آئی لو، آئی ایس لو یا تحریک میں کام کر رہے ہیں جو مذہبی جماعتیں ہیں جن میں دین و مذہب مرکزیت رکھتے ہیں اور دوسرے مسائل اس کے ارد گرد گھومتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے اندر دیکھنا ہے کہ میں دو تین پانچ یا دس سال سے اس تنظیم میں کام کر رہا ہوں آیا مجھ میں کچھ تقویٰ آیا ہے یا نہیں؟ تو یہاں پر تقویٰ کے کچھ آثار ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ اس زمین میں قوتہ جاذبہ (کشش ثقل) ہے۔ یہ قوتہ جاذبہ دیکھنے کی چیز نہیں ہے لیکن کچھ آثار سے ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زمین میں قوتہ جاذبہ ہے۔ اگر میں اس تسبیح کو چھوڑ دوں تو یہ نہ تو اوپر جائے گی اور نہ ہی دائیں بائیں جائے گی بلکہ یہ سیدھی زمین کی طرف جائے گی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین میں کشش اور قوتہ جاذبہ ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے دیکھا ہے کہ زمین میں قوتہ جاذبہ ہے۔ تو آپ کہیں گے کہ قوتہ جاذبہ ان چیزوں میں سے نہیں ہے کہ جنہیں آپ حواس خمسہ سے درک کر سکیں بلکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ آثار کے ذریعے جنہیں آپ درک کر سکتے ہیں تو تقویٰ بھی ایسی ہی چیز ہے۔ تقویٰ ان چیزوں میں سے نہیں ہے کہ دور سے اگر ہم ایک جوان کو دیکھیں تو اس کی آنکھوں اور پیشانی سے ہم یہ سمجھ سکیں کہ یہ شخص متقی ہے بلکہ ہم اسے آثار کے ذریعے پہچانیں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا تقویٰ کے کچھ آثار ہم میں موجود ہیں یا نہیں؟

## تقویٰ کی پہلی نشانی

تقویٰ کا ایک اثر یہ ہے کہ اگر واقعا ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہو تو پھر ہم اپنے بھائیوں کے خلاف نہ بات کریں گے نہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلائیں گے بلکہ اگر ایک کام ہم نے اپنے بھائی سے دیکھ لیا تو اس کو حل برصحت کریں گے میں نے اگر دیکھ لیا کہ ایک لڑکا ایک خاتون کو اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار کر کے لے جا رہا ہے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ نامحرم لڑکی کو ساتھ لے جا رہا تھا۔ بلکہ میں حل برصحت کروں گا کہ ہو سکتا ہے وہ اس کی بہن ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی چھو بھی یا خالہ ہو۔ مثلاً اس کے محارم میں سے ہو، محرم ہو (نامحرم نہ ہو) یا مثلاً اگر میں نے دیکھ لیا کہ ہمارے بھائی نے ایک لفظ کہہ دیا کہ جس سے فرض کریں دوسرے بھائی کی مذمت ہو یہاں پر میں اس کو حل برصحت کروں گا کہ ہو سکتا ہے یہاں پر کچھ مصلحت ہو اور اس مصلحت کی وجہ سے اس شخص نے یہ لفظ کہا ہو۔ جس طرح کہ ہمارے آئمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کو زمانے کے حکمرانوں کے ظلم و تشدد سے بچانے کے لئے کبھی کبھی ان کے خلاف بھی ایک آدھ جملہ استعمال کرتے تھے تاکہ وہ لوگ کہیں کہ یہ ان افراد میں سے نہیں ہے تو اسی طرح اگر مثال کے طور پر کسی بھائی نے (ہم آپ کی مثال نہیں دیتے ہم اپنی مثال دیتے ہیں) کہ ہم مثلاً متنازع فیہ قسم کے افراد میں سے ہیں اب ایک علاقے میں اگر کوئی سمجھے کہ آپ ہمارے ساتھ مربوط ہیں تو پہلے سے ہی آپ کو کام کا موقع نہیں ملے گا لہذا وہاں پر آپ کہہ دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے یہ فلاں قسم کی فکر رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ اس مصلحت کے تحت ہے تاکہ آپ کو وہاں کام کرنے کا موقع مل جائے اور آپ ان میں فکر اسلامی کے لئے کام کر سکیں۔ اگر پہلے سے وہ یہ سمجھ لیں کہ آپ فلاں شخص کے ساتھ مربوط

ہیں تو آپ ادھر تقریر کے لئے اٹھیں گے تو وہ آپ کے خلاف نعرے لگائیں گے کہ یہ فلاں کا آدمی ہے اسے نکال دو۔ بولنے نہ دو۔ پس ہم اگر ایک جگہ دیکھیں گے کہ فلاں شخص کے خلاف اس نے بات کی تو ہم اس کو اس وقت حمل برصحت نہیں کریں گے فوراً اس کو سند بنا کر پورے یونٹوں کو بھیج دیں گے کہ فلاں تو ہمارے آئی۔ ایس۔ او کے خط کے خلاف ہے۔ اس نے ہمارے فلاں آدمی کے خلاف تقریر کی ہے۔ یہ کیا ہے؟ وہ کیا ہے وغیرہ اور اس شخص کو جو آپ کے پاس نعمت تھی اور قدرت تھی آپ نے اس کو خود بخود ضائع کر دیا۔ یا مثال کے طور پر بعض جگہوں میں کچھ افراد مستحق ہیں۔ ابھی تک وہ حقائق درک نہیں کر سکے ہیں اگر یہاں پر آپ کے دل میں تقویٰ موجود ہے تو آپ ان کو موقع دے دیں۔ ان کے ساتھ بات کریں، ان سے بحث کریں ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرف آجائیں لیکن اگر غصے میں آکر احساسات میں آکر آپ نے ان کے خلاف باتیں کیں آپ نے ان کے احساسات و جذبات کو مجروح کیا تو وہ آپ کے پاس آنے کے لئے تیار تھے بھی تو آپ کے اس رویے کی وجہ سے وہ آپ کی تنظیم سے دور ہو جائیں گے۔ اب ایک نشانی تقویٰ کی یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنی تنظیم میں کسی بھائی سے کوئی ایک بات دیکھ لی تو آپ فوراً اس کو برے پہلو پر حمل نہ کریں آپ اس کو حق اور نیکی پر حمل کریں۔ یہاں تک کہ بعد میں اگر آپ کو تحقیق کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ وہ واقعا آپ کے خط کا مخالف ہے وہ مثلاً آپ کی تنظیم کے ساتھ نہیں ہے تو اس کے بعد آپ کا جو قانون ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک نشانی ہے۔

### تقویٰ کی دوسری نشانی

تقویٰ کی دوسری نشانی یہ ہے (البتہ نشانیاں بہت ہیں) کہ ہم یہاں تحریکوں اور



تنظیموں میں کام کرتے ہیں۔ خداوند متعال نے اذہان کے لحاظ سے انسانوں کو مختلف پیدا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں میرا آپ کے ساتھ یا دوسرے بھائی کے ساتھ فکری طور پر کوئی اختلاف ہو جائے۔ اب یہاں پر دو حالتوں سے خارج نہیں ہے۔ یا میرے دل میں تقویٰ الہی موجود ہے یا تقویٰ الہی موجود نہیں ہے۔ یا دوسری مثال۔ فرض کریں آپ نے پہلے مجھے پونٹ کا کوئی عہدہ دیا تھا بعد میں مجھ سے بہتر ایک آدمی آپ کو مل گیا جو تنظیم کے لئے زیادہ اور بہتر کام کر سکتا تھا وہ عہدہ آپ نے مجھ سے لے کر اس کو دے دیا۔ اب یہاں پر اگر میرے دل میں تقویٰ موجود ہے تو پھر اس عہدے کو اگر آپ نے مجھ سے لے لیا پھر بھی میں آپ کی تنظیم کے ساتھ اسی طرح فعالیت، سرگرمی اور تعاون جاری رکھوں گا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ میرے دل میں تقویٰ موجود ہے۔ جس جوش و خروش کے ساتھ پہلے کام کرتا تھا اگر اس کو بالکل ترک کر دیا یا اس میں کمی کر دی تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ میرے دل میں بالکل تقویٰ موجود نہیں ہے (اگر میں نے بالکل کام کو ختم کر دیا) یا میرے دل میں تقویٰ کم ہے (اگر میں پہلے دو گھنٹے روزانہ دیتا تھا تو اب دو گھنٹوں کی جگہ پر آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دیتا ہوں) اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل میں تقویٰ کم ہے۔

اسی طرح اگر میں نے تنظیم کے لئے کام کیا تھا۔ تنظیم سے غلطی ہو گئی یا مجھ سے غلطی ہو گئی اور آپ نے مجھے اپنی تنظیم سے نکال دیا اب دو حالتوں سے خارج نہیں ہے یا میں نے دو سال، پانچ سال، دس سال جو اس تنظیم کے لئے کام کیا تھا یا اس پر میں راضی ہوں اور خوش ہوں یا اس گزشتہ فعالیت پر میں پشیمان ہوں اگر میں پشیمان ہو گیا کہ واقعا میں نے غلطی کی تھی یہ تو ایک سیاسی تنظیم تھی مثلاً اپنی دکانداری یا تجارت کرتا خواہ مخواہ میں نے پانچ یا دس سال اس تنظیم کے لئے ضائع کئے اور آخر میں انہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ تو یہ دلیل ہے اس

بات پر کہ میرے دل میں تقویٰ موجود نہیں ہے اور یہ دس سال کام جو میں نے کیا ہے خدا و رسولؐ اور اہل بیتؑ و قرآن و اسلام اور عظیم کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اپنی شخصیت کے لئے اپنی ساکھ کے لئے اور اپنے مفادات کے لئے کیا تھا۔ چونکہ اگر میرے دل میں تقویٰ موجود ہوتا اگر میں نے سب کام خدا کے لئے کیا ہوتا تو میں ناراض نہ ہوتا میں خفا نہ ہوتا اس لئے کہ میں نے تو عظیم کے لئے اور لوگوں کے لئے کام نہیں کیا تھا خدا کے لئے کیا تھا اب اگر آپ نے مجھے فارغ کر دیا ہے تو خدا نے تو مجھے فارغ نہیں کیا۔ اگر آپ نے میرے احسانات کو بھلا دیا ہے تو خدا نے تو انہیں فراموش نہیں کیا۔ مٹا دیں اگر میرے دل میں تقویٰ الٰہی موجود ہے تو میں کہوں گا کہ الحمد للہ میں نے دس سال اس عظیم کے لئے اپنا وظیفہ شری ادا کیا ہے اب ہمارے بھائی مناسب نہیں سمجھتے کہ میں اس عظیم میں مزید رہوں تو اگر میں عظیم سے خارج ہو گیا تو اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ ہم بعض اوقات عظیم اور اسلام کو ایک سمجھتے ہیں کہ اگر مجھے عظیم سے نکال دیا تو گویا میں اسلام سے بھی نکل گیا۔ آئی۔ ایس۔ او میں جب تھا تو واٹھی رکھی ہوئی تھی جب اس سے نکل گیا تو واٹھی بھی منڈوا دی اگر پہلے مسجد میں آتا تھا دعائے کمال میں آتا تھا تو جب آئی۔ ایس۔ او والوں نے مجھے فارغ کر دیا تو پھر مسجد کو بھی خدا حافظ کہہ دیتا ہوں ”هَذَا فَرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ“ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ میرے دل میں تقویٰ موجود نہیں ہے اور میں نے جو کچھ کیا ہے خدا کے لئے نہیں کیا ہے۔

کام صرف خدا کے لئے ہونا چاہیے۔

برادر عزیز! کام کرو لیکن خدا کے لیے۔ اگر زیادہ کرو لیکن خدا کے لئے نہ ہو تو یہ سراب جیسا ہو گا کہ جیسے دور سے انسان کو پانی نظر آتا ہے لیکن جب نزدیک

جانتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ آپ کو یہاں کچھ دکھائی دے رہا ہے لیکن موت کے بعد آپ دیکھیں گے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ کم کام کرو لیکن خدا کے لئے ہو غلوں کے ساتھ ہو۔ آپ نے خود اپنے بیوروں پر شہید مطہریؒ کا یہ فرمان لکھا ہوا ہے کہ اپنی ذات کے لئے کام کرنا بت پرستی ہے اور خدا اور لوگوں کے لئے کام کرنا شرک ہے۔ اپنا اور لوگوں کا کام خدا کے لئے کرنا عین توحید ہے۔ پس لوگوں کے لئے یا تنظیم کے لئے کام کرنا کس کی خاطر ہونا چاہیے؟ صرف خدا کے لئے !! اصل محور خدا ہونا چاہیے وہ ذات اور وہ نقطہ جس کے ارد گرد ہمارا سب کچھ گھومتا ہو وہ کیا ہونا چاہیے؟ خدا !! جیسا کہ کیمونسٹوں کے نزدیک محور آلات و اہزار، اقتصاد ہیں ہمارے نزدیک سب چیزوں کا مرکز خدا ہونا چاہیے اگر ہم خدا کے لئے کام کریں گے تو ہم خوش ہوں گے کیونکہ اس کا ہمیں نتیجہ ملے گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا میں نام نہیں لوں گا بہت سے لوگوں نے کام کیا بڑی بڑی ہستیاں تھیں لیکن ان کے مقابلے میں دوسری ہستیاں بھی تھیں وہ جنہوں نے خدا کے لئے کام کیا اگرچہ کم تھا لیکن آج ان کو خدا کے علاوہ ہم سب مسلمان بھی یاد کر رہے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے لئے کام نہیں کیا تھا خدا ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ (یہ تو وہ خود جانتا ہے) آج لوگوں نے بھی ان کو بھلا دیا ہے۔

## تقویٰ کی تیسری نشانی۔

تقویٰ کی تیسری نشانی یہ ہو گئی کہ اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو پھر اگر ہمیں تنظیم سے نکال دیا جائے تو دس سال جو ہم نے کام کیا ہے اس پر ہم پشیمان نہ ہو جائیں اگر ہم پشیمان ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے خدا کے لئے کام نہیں کیا تھا۔ ایک اور نشانی یہ ہے کہ جس تنظیم میں بھی انسان کام کرے البتہ سلسلہ مراتب اپنی جگہ پر محفوظ ہو اس سے بڑھ کر ہم عہدوں کو مقصد نہ

سمجھیں اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو پھر ان عہدوں کو وسیلہ سمجھیں اور ان کے ذریعے ہم اعلیٰ و برتر و وسیع مقصد کے لئے کام کریں اگر ہم نے انہیں مقصد سمجھ لیا تو پھر جیسا کہ امام خمینیؑ مدظلہ نے بنی صدر منافق کے دور میں یہ جملہ فرمایا تھا کہ اگر آپ یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ سب کچھ میرے چیل کے ذریعے ہو اور جو کچھ میرے چیل کے ذریعے ہو گا وہ سو فیصد صحیح اور عین اسلامی ہو گا اور اگر وہی کام زید کرے تو وہ غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے اگر یہ سوچ رکھتے ہو تو یہ اسلامی سوچ نہیں ہے اور تقویٰ کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ آپ کا مطیع نظر یہ ہو کہ اس معاشرے میں ان مظلوموں کی جو مشکلات ہیں اگر ہمارا یہ مقصد ہو کہ ان بچاروں کی مشکلات حل ہو جائیں اور ان کے دردوں میں سے کچھ کی دوا ہو جائے خواہ وہ دوا میرے ذریعے سے ہو یا دوسرے کے ذریعے سے ہو۔ اب ہم بعض اوقات ناموں سے بگڑ جاتے ہیں ابھی تک یہ موقع نہیں آیا لیکن خوب یہ بھی بعید نہیں ہے کہ ناموں تک آجائیں کہ ہم مثلاً نام پر آپس میں جھگڑیں کہ یہ کام آئی۔ ایس۔ او کے نام سے ہونا چاہیے۔ کام ہو گا لیکن نام آئی۔ ایس۔ او کا ہونا چاہیے۔ دوسرا کہے نہیں آئی۔ او کا ہونا چاہیے تیسرا کہے نہیں تحریک کے نام سے ہونا چاہیے۔ اگر ہم آپس میں الجھ گئے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔ بابا ہمیں تو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ میرے نام سے ہو یا آپ کے نام سے ہو میرے ذریعے ہو جائے یا آپ کے ذریعے ہو جائے دیکھنا یہ ہے کہ کام ہو جائے اب اس سلسلے میں ہم نے ایسے اشخاص بھی دیکھے ہیں جنہوں نے بعض جگہوں پر خدمات انجام دی ہیں مثلاً یہیں کراچی میں چھ جولائی کو ہمارے ساتھ جو مسئلہ پیش آیا تھا ہم نے ایک صاحب سے کہہ دیا کہ ذخیوں کے لئے کمک و مدد کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہمارا نام نہ لیں یا اسی طرح ایک اور بزرگ شخصیت ہیں جو چاہتے ہیں کہ کسی جگہ پر اس قسم کے کام کریں لیکن وہ نہیں چاہتے

کہ ان کا نام لیا جائے یہ تقویٰ کی دلیل ہے۔ چونکہ ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ یہ نفس بڑا خطرناک ہے یہ عقلم راسخوں سے انسان کو گمراہ کرتا ہے بعض اوقات ریا کے ذریعے انسان کو خراب کرتا ہے پس اگر ہم ان چیزوں میں لگ جائیں کہ میرا نام ہو جائے۔ چونکہ آئی او کے ساتھ مربوط ہوں یا تحریک کے ساتھ ہوں یہ جو ہم تحریک کا نام لیتے ہیں درحقیقت ہمیں تحریک کی فکر نہیں ہوتی ہمیں اپنی فکر ہوتی ہے تحریک کا نام اس لئے لیتے ہیں کیونکہ تحریک میں ہم ہیں تو یہ خود ایک قسم کی ریا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میرے دل میں تقویٰ نہیں ہے ہمیں تو کام کرنا چاہیے تھا چاہے وہ جس کے نام سے ہو۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے کاموں کا رنگ اسلامی ہو تو ہمیں ان چیزوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے فلاں نام یا میرا عہدہ وغیرہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

تقویٰ کی چوتھی نشانی۔

تقویٰ الہی کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو افلاطون نہ سمجھے اگر میں کسی عظیم میں ہوں آئی۔ ایس۔ او۔ 'آئی۔ او' یا تحریک میں ہوں اور میں یہ سوچ رکھتا ہوں کہ اس عظیم میں جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ اس عظیم کے دوسرے افراد نہیں سمجھتے۔ اگر میں یہ سوچ رکھتا ہوں تو یہ بھی تقویٰ کے خلاف ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں تقویٰ موجود ہے تو

”فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ“

ہر با علم شخصیت کے اوپر خدا نے اس سے زیادہ علم رکھنے والے کو رکھ دیا ہے۔ مثال کے طور پر میں آئی۔ ایس۔ او یا آئی۔ او میں آیا ہوں تو ابھی جو لڑکے مجھ سے ایک یا دو سال بعد ہیں اب میں ان پر بزرگی ثابت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں ان سے ایک سال پہلے آیا ہوں۔ یہ تو کوئی بزرگی نہ ہوئی۔ چونکہ یہ مجھ سے ایک سال

عمر میں چھوٹے ہیں اگر یہ مجھ سے ایک سال بڑا ہوتا تو یہی مجھ سے ایک سال پہلے تنظیم میں آتا۔ یہ تو فضیلت کا معیار نہ ہوا کیونکہ دو سال پانچ سال اس سے پہلے اس تحریک میں آیا ہوں لہذا اگر ایک مجلس ہو تو مجھے یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ چونکہ میں اس سے پہلے اس تنظیم میں آیا ہوں لہذا یہ میرے احرام کے لئے اٹھے اگرچہ وہ مجھ سے زیادہ کام کیوں نہ کرتا ہو۔ پس ہم میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے اور یہ کہ میں سوچوں کہ جو کچھ میں سمجھتا ہوں یہی حرف آخر ہے اور دوسرے بھائی یہ نہیں سمجھ سکتے تو یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ میں نے کل بھی ادھر عرض کیا کہ ہمارے مراجع عظام وہ بھی جب حالات ادھر ادھر ہو جاتے ہیں اور ان کے فتویٰ میں تبدیلی آجاتی ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں اب ہماری تنظیموں میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ مثلاً یہ جو میں آپ سے چند دن پہلے آیا ہوں میں کہوں کہ میں تو سمجھتا ہوں آپ اگر اچھے بھی ہیں لیکن چونکہ آپ کو ایک سال ہوا ہے کہ اس تنظیم میں آئے ہیں۔ لیکن جب آپ بات کرتے ہیں کہ ”چپ ہو جاؤ بیٹھ جاؤ تم تو کل آئے ہو تم بات کرتے ہو“ یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ سمجھتا ہو ہو سکتا ہے اس کے ذہن میں ایسے نکات ہوں جن تک میرا ذہن نہ پہنچا ہو تو ہمیں یہ سوچ اپنے ذہن سے نکال دینی چاہیے بلکہ حقیقت یہ ہے ابھی چونکہ بحث بہت طولانی ہو جائے گی لیکن شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے تین مراحل قرار دیئے ہیں اور آخری مرحلہ یہ ہے کہ جتنا انسان زیادہ سمجھتا جاتا ہے اتنا انسان زیادہ اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے کہ میں تو نہیں سمجھتا۔ یہ اگر تھوڑی سی معلومات ہم نے حاصل کر لیں پھر ہمارے ذہن میں فروغیت آجائے اور ہم اپنے آپ کو افلاطون زمان سمجھ کر دوسرے کو اصلاً موقع نہ دیں تو یہ ہمارے دل کا تقویٰ سے خالی ہونے پر دلیل ہے۔ جناب عالی یہ سوچ ہمارے ذہنوں میں نہیں ہونی چاہیے۔ اب مثال کے طور پر میں نے آپ سے چند مسئلے زیادہ سیکھ لئے ہیں ٹھیک ہے پس اگر میرے ذہن میں

یہ آیا کہ میں ان سے بالاتر ہوں تو بابا مجھ سے مجتہد زیادہ جانتا ہے مجتہد سے پھر امام معصومؑ زیادہ جانتے ہیں۔ تو اب ہمیں نیچے نہیں دیکھنا چاہیے اب ہمیں اوپر دیکھنا چاہیے۔ میں اگر یہ دیکھ لوں کہ میری معلومات ان سے زیادہ ہیں تو بہتر ہے کہ میں اپنے اوپر علماء اور مجتہدین کو دیکھوں کہ ان کی کتنی معلومات ہیں۔ پس اگر میں اوپر کو مد نظر رکھوں گا تو پھر میں دوسروں پر اور جو مجھ سے کم معلومات رکھتے ہیں ان پر غرور مباحثات نہیں کروں گا اور نہ ہی میں اپنے آپ کو کسی سے بالاتر سمجھوں گا۔

### تقویٰ کی پانچویں نشانی۔

تقویٰ کی پانچویں نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو کم سمجھو اپنے آپ کو سب سے چھوٹا سمجھ لو اگرچہ ٹھیک ہے کہ خدا نے آپ کو مقام دیا ہے آپ کے بھائی بھی آپ کو نظر انداز نہیں کریں گے لیکن آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اپنے آپ کو بڑا سمجھیں۔ آپ خود قائد عظیم انسان انقلاب کو دیکھیں کبھی انہوں نے نہیں کہا کہ میں یہ ہوں وہ ہوں بلکہ وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ”من یک طلبہ ام“ یعنی میں ایک طالب علم ہوں اور یہ بات کہتا چلوں (معذرت چاہتا ہوں) میرا کسی خاص آدمی کی طرف اشارہ نہیں ہے ہم کلیات کو بیان کرتے ہیں اگر اس سے پھر آپ کے ذہن میں کوئی خاص آدمی آجائے تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ یہ جو ہم منبروں پر کہتے ہیں۔ ”میں یہ کہتا ہوں“ یہ ”میں“ کا لفظ جو آتا ہے یہ بڑا خطرناک ہے بہت خطرناک لفظ ہے۔

اس لئے میں نے عرض کیا کہ انسان کی معلومات جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہیں اس کا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا اس کا تواضع زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا اسے اپنے جہل کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ ”میں“ مثلاً یہ کہتا ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ میرے دل میں ایک بت چھپا ہوا ہے جو یہ بات میری زبان سے

کہلاتا ہے۔ آپ نے خود بار بار سنا ہو گا بنی صدر منافق کے زمانے میں امام خمینیؑ نے ایک تقریر میں فرمایا تھا۔

”برکس بگوید من این شیطان است نگو من بگو مکتب من“

یہ کہ میں یوں ہوں، فلاں ہوں، ایسی باتیں مت کرو، اپنے کتب کی بات کرو جو آپ کی فکر ہے جو آپ کا مدرسہ ہے جو آپ کا دین ہے اس کی بات کرو اگر ہم یہ کہیں کہ میں یوں ہوں میں فلاں ہوں تنظیم میں یا میں منبر پر کہوں ”میں“ تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس دل میں تقویٰ موجود نہیں ہے۔ یہ حقائق ہیں برادر۔ اب میں نے عرض کیا کہ میری مراد کوئی خاص فرد نہیں ہے لیکن یہ ایک واقعیت ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ جس شخص کے دل میں تقویٰ ہو گا وہ ”میں“ نہیں کہے گا۔ ابھی بھی بھائی کے ساتھ یہ بات ہو رہی تھی کہ دوست بھی جانتے ہیں اور دشمن بھی جانتے ہیں کہ اس انقلاب میں جو کردار بہر کیر عالم اسلام حضرت امام خمینیؑ روحی لہ الفدا کا ہے وہ کسی اور کا نہیں سب جانتے ہیں کہ اگر امام خمینیؑ نہ ہوتے تو انقلاب کی کامیابی کو تو چھوڑیں یہ انقلاب شروع ہی نہ ہوتا۔ کامیابی تو دوسرا مسئلہ ہے۔ حفاظت تیسرا مسئلہ ہے۔ پہلا مرحلہ ہوتا ہے انقلاب کا جاری اور شروع ہونا۔ دوسرا مرحلہ ہے انقلاب کو کامیابی تک پہنچانا۔ تیسرا مرحلہ ہے انقلاب کو کامیابی کے بعد محفوظ رکھنا۔ خوب ان تین مراحل میں جو کردار رہبر کیر کا ہے وہ کسی کا نہیں ہے یہ سب جانتے ہیں۔ خوب اب دوست بھی جانتے ہیں کہ انقلاب امام خمینیؑ نے برپا کیا ہے اور آج بھی امام خمینیؑ کی برکت سے قائم ہے دشمن بھی جانتے ہیں لیکن آپ حضرت امامؑ کی تقریر بھی سن لیں 1983ء میں یا شاید اس سے پہلے ایک کتاب چھپ چکی ہے۔ ”صحیفہ نور“ جس کی تیرہ جلدیں میرے پاس بھی ہیں اس میں امام خمینیؑ کی تقریریں خطوط اور انٹرویوز سب کچھ نقل کئے گئے ہیں ابتدائی دور سے اب تک۔ آپ ایک جگہ ثابت



نہیں کر سکتے کہ امام نے فرمایا ہو کہ میں نے انقلاب برپا کیا میں نے اس انقلاب کی حفاظت کی وغیرہ۔ اگر امام خمینی کے دل میں تقویٰ الہی نہ ہوتا تو وہ یوں کہتے۔

ہم ایک مدرسہ بناتے ہیں تو جب بھی ہمیں کوئی موقع ملتا ہے ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر میں مدرسہ بنایا ہے میں نے مسجد بنائی ہے میں نے یہ کیا ہے میں نے وہ کیا۔ ایک تقریر میں آدھا وقت تو میں اپنے تعارف پر ختم کرتا ہوں کہ میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا۔ اب آگے بھی ہمارے یہ ارادے ہیں لیکن امام نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں نے یہ کیا ہے۔ اب یہاں پر آپ تنظیم میں جو فعالیت کرتے ہیں وہ اپنی جگہ پر درست ہے لیکن آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں جب اپنے دور میں صدر تھا، جنرل سیکرٹری تھا، میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا۔ آپ کو نہیں کہنا چاہیے۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بہر حال ہمیں کچھ کرنا چاہیے تھا لیکن ہمیں توفیق نہیں ہوئی یعنی آپ یہ اظہار کریں کہ اتنا ہمیں کرنا چاہیے تھا لیکن ہم سے نہ ہو سکا اگر تقویٰ ہے تو پھر ہماری زبان پر یہ ہو گا کہ ہم کام نہ کر سکے ہم اقرار کرتے ہیں ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم زیادہ کام نہیں کر سکے۔ ایک درود میں سے ایک درد ہے اگر ہم نے کچھ بھی نہیں کیا اور ابھی چونکہ ہمارے یونٹ کا مرکزی سطح پر اجلاس ہونے والا ہے ہمیں تو کچھ کاغذی کارروائی بنانی ہے۔ ادھر ادھر سے اگر انجمن والوں نے کوئی فنکشن کیا ہو اس کو ہم نے اپنے نام سے لکھنا ہے اگر فرض کیجئے کسی پرندے نے درخت پر بیٹھ کر آواز دے دی تو اسے بھی اس میں لکھنا ہے یہ کہ وہاں تو مثلاً کچھ بتانا ہے۔ یہ ایک درد ہے واقعاً درد ہے۔ آپ ہماری دوسری تنظیموں کی نسبت الحمد للہ زیادہ منظم ہیں اور آپ میں الحمد للہ خلوص پایا جاتا ہے اور ابھی آپ کے اذہان اتنے خراب نہیں ہوئے ہیں آپ سے ہمیں امید ہے۔ انشاء اللہ آپ اس مرض میں زیادہ مبتلا نہیں ہوں گے۔ اگر مبتلا ہیں تو اس کو ختم کریں گے اور اگر مبتلا نہیں ہیں تو آئندہ اس مرض میں مبتلا نہیں ہونے کے لئے

ابھی سے فکر کریں۔ کہ ہم اگر کچھ بھی نہیں کرتے اور قوم کو بتانا ہے اپنی مرکزی کابینہ کو اجلاس میں بتانا ہے۔ دو سال پہلے بھی ہم نے اس دن دیکھا تھا کہ اپنی کچھ ڈویژنوں/مضاموں نے بعض جگہوں پر ۸۵ء کی باتیں بتائیں یعنی انہوں نے جو پہلے کاروائی ہوئی تھی چونکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں لہذا انہوں نے وہ کاروائی بھی اس سال میں پیش کی۔ آئی۔ ایس۔ او کے جوانوں کو خراج تحسین۔

خوب تو یہ نشانیاں ہیں تقویٰ کی اگر بخدا ہم نے تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کیا تو پھر ہم اپنی تنظیم کو پارٹی بازی میں تبدیل نہیں کریں گے مجھے امامیہ اسٹوڈنٹس کے عموماً اور کراچی کے امامیہ اسٹوڈنٹس کے جوانوں سے خصوصاً محبت ہے پہلے خصوصاً ۷ جولائی کو جو میرے پاس آئے تھے معذرت چاہتا ہوں ہمارے دوسرے رفقاء ہمارے نزدیک نہیں آتے تھے تو انہوں نے رات ایک بجے تک دو بجے تک کام کیا اور دن کو بھی اس وقت تک جب ہم یہاں سے چلے گئے یہ شب و روز کام کرتے رہے۔ تو میں نے ادھر بھی جا کر کہہ دیا کہ واقعا کس خلوص کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں یہاں تک کہ کسی چیز کی توقع نہیں رکھتے۔ کام کرتے ہیں اگر ہم ان جوانوں کے احساسات کی قدر نہیں کریں گے اور جس طرح خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں ہم بھی اسی خلوص کے ساتھ ان کے ساتھ نہیں چلیں گے تو ہم کس منہ کے ساتھ خدا کے سامنے کل حاضر ہوں گے۔

اتحاد و اتفاق کی ضرورت۔

یہ میں عرض کروں کہ مجھے جو معلومات پشاور میں حاصل ہوئی ہیں یہاں پر بھی آکر حاصل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ میں کچھ گروہ بندی پیدا ہوگئی ہے اور آپ ایک دست ہو کر جس طرح کہ آپ کو متحد ہونا چاہیے اس طرح نہیں ہیں۔ یہ ایک

مرض ہے۔ دیکھیں بھائی یہ میں بار بار کہتا ہوں مجھ ملاں کو شیطان سینما نہیں لے جاسکتا سمجھ گئے۔ مجھ ملاں کو شیطان شراب کی دکان پر نہیں لے جاسکتا مجھ ملاں کو شیطان واٹھی موٹہ ہنسنے کے لئے نہیں درغلا سکتا۔ چونکہ لوگوں میں بدنام ہو جاؤں گا لوگوں کے ڈر کی وجہ سے میں سینما نہیں جاسکتا۔ لوگوں سے شرم کی وجہ سے واٹھی نہیں موٹہ سکتا۔ مجھ ملاں کو مختلف زاویوں سے شیطان گمراہ کرے گا۔ آپ امامیہ اسٹوڈنٹس کو بھی اسی طرح۔ اب آپ کی تنظیم ماشاء اللہ ایک حد تک پہنچ گئی ہے کہ عام باتوں پر جو دوسرے جوانوں کو شیطان اغوا کرتا ہے آپ کو اغوا نہیں کر سکتا۔ آپ کو کس طرح اغوا کرے گا؟ آپ کو اس طرح اغوا کرے گا کہ آپ کے دل میں یہ ڈال دے گا کہ جو کچھ میں سمجھتا ہوں یہ سو فیصد امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا خط ہے میرا دوسرا بھائی جو کہ اس خط پر نہیں چل رہا وہ امریکی ایجنٹ ہے یہ دوسروں کی طرف سے مامور ہے۔ یہ صحیح بات نہیں ہے یہاں سے شیطان آپ کو گمراہ کرے گا یہاں سے شیطان آپ کو درغلانے گا بھائی آپ فوراً مجھے امریکی ایجنٹ نہ بناؤ ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہو گئی ہو سکتا ہے آپ غلط سوچ رہے ہوں۔ پس اس تنظیم میں ہم دھڑے بندی نہ بنائیں جس سے پوری تنظیم کو نقصان پہنچے اگر آپ کے دلوں میں تقویٰ ہے اگر آپ خدا کے لئے کام کر رہے ہیں اگر آپ امام زمانہ کی خوشنودی کے لئے کام کر رہے ہیں تو پھر آپ کو کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس سے آپ کی اس پاک اور منظم تنظیم جس پر بہت خرچ ہوا ہے جس کے لئے کافی تکلیفیں اٹھائی گئی ہیں اس تنظیم کو نقصان پہنچے اگر تقویٰ آپ کے دل میں موجود ہے تو آپ قربانی دے دیں۔ فرض کریں۔ ایک بھائی کی سوچ آپ کے موافق نہیں ہے تو آپ یہاں پر اس مسئلے کو وقتی طور پر متوقف کر کے اپنے اوپر سے بالاتر جو ماشاء اللہ مسائل اسلامی پر زیادہ مطالعہ رکھتے ہیں زیادہ ملت شیعہ کے مسائل پر نظر رکھتے ہیں آپ ان سے مشورہ لے لیں ان تک بات پہنچائیں نہ یہ کہ آپ وہاں تنظیم میں گروہ بندی شروع کر دیں اور اس گروہ بندی

کے نتیجے میں تنظیم کو نقصان پہنچے ہم یہ کہتے ہیں اس دفعہ بھی میں نے آپ کی خدمت میں آپ کے مرکزی صدر محترم جب پشاور آئے تھے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہم یہ نہ سوچیں کہ بالکل ہمارے رفقاء کی سوچ میں کوئی دوسری سوچ نہیں ہو سکتی۔ آپ آئی۔ ایس۔ او کے ساتھ ہیں دشمنان اسلام اس کے خلاف حصار قائم کرتے ہیں۔ اس کی ناکامی کے لئے وہ منصوبے بنائیں گے وہ سوچیں بنائیں گے اور ان میں سے یہ ہو گا کہ یا ڈائریکٹ وہ آپ کے اندر اپنے افراد کو بھیج دیں وہ افراد جو آئیں گے وہ داڑھی والے ہوں گے وہ ہر لحاظ سے باقاعدہ مثلاً آپ سے زیادہ اپنے آپ کو مذہبی پیش کریں گے۔ خوب جس طرح کہ عام طور پر بھی ہے تم میں اور دوسری جگہوں میں بھی اس قسم کے افراد جو دوسروں کی طرف سے تھے اور وہ مثلاً اسلامی لباس بھی پہنتے تھے وغیرہ یا اگر وہ ڈائریکٹ نہ آسکیں تو ہو سکتا ہے کہ مجھ کو وسیلہ بنائیں اور پھر ان کے ساتھ رابطہ ہو اور وہ میرے ذہن میں اپنے افکار کو ڈالتے رہیں اور وہ میرے ذریعے آپ کے درمیان رخنہ ڈال دیں تو میں آپ کو اور آپ کے دوسرے مثلاً بھائی کو ان دونوں کو یہ نہیں کہتا آپ ایجنٹ ہیں یا وہ۔ آپ ان پر الزام نہ لگائیں وہ آپ پر نہ لگائیں اور جیسا کہ پہلے بھی میں نے عرض کیا آپ دوسرے بھائی کے فضل کو حمل برصحت کر لیں (یعنی اسے صحیح سمجھیں) اور اپنی تنظیم میں ڈھڑے بندی بنانے کی بجائے آپ مسئلے کو اپنے سے بالاتر جو آپ کی مجلس نظارت ہے ان تک پہنچائیں تاکہ ادھر سے مسئلہ حل ہو جائے اور اس سے ہمیں تشویش ہے۔ خداخواستہ آپ کی تنظیم کو اس سے نقصان پہنچے گا اور انشاء اللہ ہم نے یہ جو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کیں صرف اس لئے نہیں ہیں کہ آپ انہیں سن لیں۔ ہمیں یہ توقع ہے کہ آپ عملی طور پر اس کو اپنے دل میں جگہ دے دیں گے۔ اور خصوصاً یہ ڈھڑے بندی جیسا کوئی مسئلہ ہو خدا کرے کہ نہ ہواں کو آپ یہاں چھوڑ دیں گے اور آپ جب یہاں سے نکلیں گے تو یہ واحد بن کر اور آپ کے دل ایک ہو کر یہاں سے اپنے

مورچے کی طرف واپس ہو جائیں گے۔

## والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

☆ سوال -----

○ جواب۔ اسلام میں سیاست دین سے جدا نہیں ہے ہماری مراد یہ مروجہ سیاست نہیں ہے البتہ اپنے شیعہ بھائیوں کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے ان کو فائدہ پہنچے۔ اس کے لئے اگر ہمیں فرض کریں الیکشن میں اقدام کرنا ہے تو پھر ہمارے دوسرے رفقاء ہیں علماء ہیں غیر علماء جو ان مسائل پر کافی معلومات رکھتے ہیں مطالعہ رکھتے ہیں ان کے مشورے کے مطابق انشاء اللہ یہ کریں گے۔ پہلے نظام اسلامی کے لئے یہ مسئلہ ہے کہ انقلاب لائیں انقلاب سے ہماری مراد یہ نہیں کہ اسلام آباد جا کر قبضہ کر لیں۔ انقلاب لانے کے لئے کام کرنا ہوگا یہ بات مجھے بھی یاد ہے کہ ۶۳ء میں ایک موقع ایسا آیا تھا کہ کچھ حضرات امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ اب مثلاً اگر آپ اقدام فرمائیں گے تو حالات سازگار ہیں تو امام نے منع فرمایا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ چونکہ ہمارے ساتھ اتنے افراد تیار نہیں ہوئے جو آج اگر ہم شاہ کو نکال دیں اور ان کے افراد جو ہیں ان کو بھی نکال دیں ان کی جگہ پر اتنے افراد کہاں سے لائیں تو جناب انہوں نے کام کیا ایسے افراد پیدا کئے جس کے بعد انقلاب آیا اور وہ مسئولیت ان افراد نے سنبھال لی اور اب الحمد للہ اس حد تک وہ پہنچ گئے ہیں کہ پوری دنیا میں انتخابات کے ذریعے اسلامی انقلاب لانا اور اسلامی نظام لانا یہ تو ہماری سوچ میں نہیں آتا۔ اس لئے نہیں آتا کہ آج بھی بھائیوں سے یہ بات کر رہا تھا کہ ضیاء حقیقی اسلام کے لئے غلط تھا یا نہیں تھا؟ پاکستان میں امریکی اسلامی لانے کے لئے وہ غلط تھا لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکا حالانکہ قدرت اس کے پاس تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کیوں کامیاب نہیں ہو سکا؟ چونکہ جو افراد اس کے ساتھ کام کرتے تھے حتیٰ وہ امریکی اسلام کے لئے بھی

تیار نہیں تھے۔

☆ سوال۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ موجودہ پاکستان کی جو سیاسی فیلڈ ہے اس کے اندر کوئی۔۔۔۔

○ جواب۔ ان میں تو وہی فرقہ واریت کی باتیں ہیں اب اس کے علاوہ اگر ان کی سوچ میں تبدیلی آجائے یہ اور مسئلہ ہے۔ لیکن موجودہ مذہبی پارٹیاں ہیں اور ان کے جو منشور ہیں ان سے فرقہ واریت کی بو آ رہی ہے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے بھی اب تک ان مسائل میں ان کے ساتھ کسی قسم کا اتحاد یا رابطہ قائم نہیں کیا ہے البتہ ان میں سے جمیعت علما اسلام کے ساتھ ہمارے جو رشتہ موجود تھے وہ اتحاد بین المسلمین کے سلسلے میں تھے اگر ہم چاہیں یا مثلاً یہاں پر اسلامی نظام ہو وہ بھی فرقہ واریت سے بالاتر ہو تو ہم اس وقت جو آپس میں ٹل کر کام کر سکتے ہیں وہ اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے ہے۔

☆ سوال۔ عوام الناس کو ایک تاثر یہ دیا گیا ہے کہ تحریک کی ایک ذیلی تنظیم ہے جبکہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صوبائی عہدیداروں کو ان کی کاروائیوں کا علم نہیں ہے بعض لوگ بحیثیت کنونسر اپنا تعارف کرواتے ہیں آیا ان عہدوں کا تعین آپ نے کیا ہے؟

○ جواب۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہفتہ وحدت کے سلسلے میں ہم نے یہ طے کیا کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پلیٹ فارم سے ہٹ کر ایک پلیٹ فارم ہونا چاہیے جس کے ذریعے ہم ہفتہ وحدت 'یا یوم القدس' اس قسم کے پروگرام انجام دیں تو اس سلسلے میں پھر ہم نے مفتی عنایت علی شاہ صاحب کو اس کا چیئر مین مقرر کیا سلیمان طاہر کو کنونسر بنایا البتہ سلیمان طاہر نے اسے قبول نہیں کیا یہ ہم نے محدود کیا تھا یہی جو ہفتہ وحدت اور یوم القدس جیسے پروگراموں کے لئے۔ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں تھا اور نہیں ہے کہ اب اس تحریک کو ہم تحریک نفاذ فقہ

جعفریہ کے مقابلے میں ایک تنظیم بنا دیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اگر اس قسم کا کوئی مسئلہ ہو تو پھر ہمارے لئے اور ہمارے دوستوں کے لئے پریشانی کا سبب ہو گا پھر تھوڑا سا مسئلہ مشکل ہو جائے گا اس لئے ہم نے کل ادھر بھی اعلان کیا کہ ہم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے نام کو نہیں بدلیں گے اور ہمارا تحریک کا نام یہی ہو گا اور اسی پلیٹ فارم سے ہم اتحاد بین المسلمین اور دوسرے پروگرام منائیں گے۔ چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اس کے ہمیں کچھ شواہد ملے ہیں کہ اگر ہم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا نام بھی بدل لیں اگر کوئی اور نام بھی رکھیں لیکن پھر بھی یہاں پر بعض افراد ایسے ہیں جو پھر بھی ہم سے نفرت کر رہے ہیں اور کریں گے۔ یہ پھر بھی ہمارے نزدیک نہیں آتے۔ جب نہیں آتے تو پھر ہمیں کیوں احساس کتری میں مبتلا ہوتا ہے کہ یہ نام بدلیں۔ ہم نام نہیں بدلیں گے اسی نام پر ہمیں کام کرنا ہے اور اسی تشیع کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ہم اتحاد کا نعرہ لگاتے ہیں میں آپ کو مثال دے دوں ایک مرتبہ ہمارے ایک بھائی آئے انہوں نے ایک جگہ پر اہل سنت والجماعت کے ساتھ نماز جماعت ادا کی اور انہوں نے ہاتھ باندھ لئے اور آگے قائلین پر کوئی چیز نہیں رکھی مجھے جب پتہ لگا تو میں نے ان کو ڈانٹا میں نے کہا تم یہ کیا کرتے ہو اتحاد بین المسلمین کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم منحل ہو جائیں اور وہ چیز جو فقہ جعفریہ کے مطابق ہمارے لئے جائز نہیں ہے وہ انجام دیں۔ یہ قائلین وغیرہ پر جب سجدہ نہیں ہوتا تو آپ کا ہتھ رکھ لیں آپ کوئی اور چیز رکھیں اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں چونکہ ہم اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم ہاتھ کھول کر ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے تو دشمن اسلام یہ سمجھے گا کہ سنی اور شیعہ اکٹھے کھڑے ہیں اگر ہم نے ہاتھ باندھ لئے تو وہ اتحاد کیا ہو گا ہم تو اس اتحاد سے کفار کو ڈرانا چاہتے ہیں پھر تو مثلاً اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا ہم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پلیٹ فارم سے تشیع کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کر رہے ہیں

اور ہم ان کے ساتھ وحدت اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔

بنامبرائیں میں آپ بھائیوں سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ آپ جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پلیٹ فارم سے یا آئی۔ او کے پلیٹ فارم سے یا آئی۔ او کے پلیٹ فارم سے اب ہم یہ تنظیمیں بڑھاتے رہیں گے کل ایک جوان ہم سے ناراض ہو گیا تو پھر وہ مثلاً اس پلیٹ فارم کو استعمال کرے گا اور ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ لہذا ہم راضی نہیں ہیں کہ آپ اس کو مستقل تحریک کے مقابلے میں مثلاً ایک پلیٹ فارم بنا دیں اور پھر یہاں کے ہمارے مسئول رفقاء خواہ وہ صوبائی صدر ہیں خواہ وہ صوبائی سینئر نائب صدر ہیں خواہ وہ جوائنٹ سیکریٹری ہیں خواہ جنرل سیکریٹری ہیں ان کو پتہ بھی نہ ہو تو ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ مل کر کام کریں اور یہ ہمارے مشہور و معروف پلیٹ فارم ہیں ان سے کام کریں البتہ اگر آپ کو مرکزی دفتر سے کسی خاص موقع پر خاص فنکشن منانے کے لئے خاص نام آگیا تو پھر بھی وہ جب آپ کے پاس آئے گا ہمارے صوبائی صدر کے ذریعے، اگر صوبائی صدر کے علاوہ کسی اور ذریعے سے کوئی بات آئے گی وہ ہماری بات نہیں ہوگی۔ ہماری بات اب تو تنظیم بن گئی ہے۔ مثلاً ہمارے امتیاز بھائی ہیں یہاں سندھ میں کام کس طرح کر سکتے ہیں کس کے ذریعے کرتے ہیں؟ یہاں کا امتیاز جو ڈویژنل صدر ہے اس کے ذریعے کام کرتے ہیں وہ بھی یہاں الحمد للہ ایک فعال و مخلص و دیانت دار اور اچھی قسم کا عالم دین صدر ہمیں ملا ہے تو ہم جو کچھ کریں گے ان کے ذریعے کریں گے اگر ان کے ذریعے آپ کو یہ دوسرا نام آگیا کہ اس نام سے آپ اپنا فنکشن مناؤ تو پھر آپ منائیں اگر اس نام کے علاوہ کسی اور ذریعے سے آپ کو آیا تو وہ ہمارا نہیں ہوگا اگر البتہ کسی اور جگہ کے ساتھ ہو تو اس سے ہمارا رابطہ نہیں ہے۔

☆ سوال۔ قیادت اور عوام کے درمیان اختیارات کی حد بندی کیسے کی جائے؟ آیا ہمیں



سیاسی مسائل میں مثلاً جیسے جلوس کے انعقاد سے پہلے علماء سے اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ دیگر اس کا حصہ یہ ہے کہ بعض اوقات طریقہ کار میں اختلاف پیدا ہوتا ہے برادران کے اندر اس میں بعض اوقات اس سلسلے میں قائد سے وضاحت طلب کی جائے اجازت لی جائے آیا ایسا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

○ جواب۔ اس سلسلے میں آقا صاحب ہماری کچھ پالیسیاں واضح ہیں مثلاً انٹرنیٹ سامراج ہونا امریکہ و روس کے خلاف ہونا اور اسلامی تحریکیں عموماً اور خصوصاً انقلاب اسلامی ایران کی تائید کرنا۔ یہ ہماری واضح پالیسی ہے۔ بتادیں اس قسم کا سلسلہ ضروری نہیں ہے کہ آپ ہمیں فون پر اطلاع دیں لیکن یہاں آپ کراچی میں رہتے ہیں سندھ میں رہتے ہیں آپ سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ یہاں آپس میں مربوط ہو کر کام کریں۔ چونکہ اگر آپ مضبوط ہوں مربوط ہو کر کام کریں گے تو اس میں زیادہ وزن ہو گا۔ البتہ اگر کوئی ایسا موقع ہے کہ آپ کو پانچ گھنٹے میں اپنا ری ایکشن کو ظاہر کرنا ہے تو آپ اپنے موقف سے اپنے پلیٹ فارم سے تحریک کا جو ہمارے شیعوں کا ہے آئی۔ ایس۔ او کا ہے موقف واضح کریں اور وہاں اظہار کر سکتے ہیں۔

☆ سوال۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ہو، آئی۔ ایس۔ او، آئی۔ او یا کوئی اور ہو تمام تنظیموں کے بارے میں بتائیں؟

○ جواب۔ باقی طریقہ کار کے متعلق آپ نے کچھ سوال کیا کہ طریقہ کار میں اختلاف ہوتا ہے اس سلسلے میں بھی اب فرض کرو تنظیمیں الحمد للہ تنظیموں میں نظم ہے تو نظم کے ساتھ وہ جو ایک مشہور مقولہ ہے کہ روابط پر ضوابط کو مقدم رکھنا چاہیے تو ہمارے کچھ ضوابط ہیں ہمارے کچھ کلیات ہیں تو ان کلیات کے مطابق ہمیں قدم اٹھانا چاہیے یہ کہ میرا آپ کے ساتھ رابطہ ہے اس کے ساتھ رابطہ ہے لہذا ہم اور آپ یہ سوچ رہے ہیں ہمیں یہ کرنا ہے ہمیں ضوابط کو نظر انداز کرنا ہے

یہ صحیح نہیں ہے باقی رہ گیا اگر پھر بھی اختلاف باقی رہا تو آپ کے اوپر مثلاً صوبائی کابینہ ہے اس سے اوپر مرکزی کابینہ ہے اس سے اوپر مجلس مشاورت یا نظارت ہے تو وہاں سے بھی آپ اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔

☆ سوال - تحریک نفاذ فقہ جعفریہ صوبہ سندھ اور پنجاب کی خواتین بے پردہ ہیں اس بارے آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ اس سے غلط تاثر پیدا ہوتا ہے؟  
○ جواب نہیں دیا گیا۔

☆ سوال - تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آئی۔ او۔ آئی۔ ایس۔ او۔ اور دیگر تمام تنظیموں کے اہداف خوشنودی الٰہی ہے اور نفاذ اسلام ہے لیکن چونکہ تحریک ایک عوامی تحریک ہے آئی۔ ایس۔ او۔ ایک طلبہ تنظیم ہے بعض دفعہ یہ مسئلہ بھی پیش آتا ہے کہ آئی۔ ایس۔ او۔ ایسے کاموں میں الجھ جاتی ہے جو اصل ہدف سے ہٹ کر ہیں کیا تحریک آئی۔ ایس۔ او۔ اور آئی۔ او۔ کے موجودہ طریقہ کار کے حوالے سے وضاحت فرمائیں گے؟

○ جواب - البتہ اس سلسلے میں ایک مسئلہ طے ہوا تھا کہ انشاء اللہ آئی۔ ایس۔ او۔ اور آئی۔ او۔ کے لئے ایک خط دیا جائے اور ہمارے آئی۔ ایس۔ او۔ والوں نے ہمیں ایک خط بھی بھیجا تھا کہ ۱۲ تاریخ کو ہم ایک میٹنگ بھی کریں گے مجلس نظارت کی لیکن ہمارے باقی حضرات تشریف نہیں لائے اس لئے وہ میٹنگ نہ ہو سکی انشاء اللہ آئندہ حریدہ فرصت میں ایک خط مضمین کیا جائے گا کہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے اور یہ ضروری ہے۔

☆ سوال - آقا صاحب کیا لبنان میں خواتین کی ضرورت ہے؟

○ جواب - نہیں اب انشاء اللہ ضرورت نہیں ہے انشاء اللہ ہمارے مرد جوان میدان میں ہیں۔

☆ سوال - ہمارے کارکنان کے درمیان خط امام کی تفسیر میں کچھ اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں واضح ہدایات کیا ہیں؟

## خط امام کیا ہے؟

○ جواب۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ بہت تفصیل طلب ہے ابھی قبلہ صاحب نے بھی اصولی طور پر ہمارے دوسرے بھائیوں کو یہ فرمایا تھا اور ہم نے بھی اس کی کچھ اور بھی تشریح کی خط امام کو اگر ہم درک کرنا چاہیں تو پھر ہمیں ایک تفصیل دینا چاہیے مثلاً خط امام سیاست میں کیا ہے؟ خط امام آئیڈیالوجی میں کیا ہے؟ خط امام اجتماع میں کیا ہے؟ خط امام امور شخصی میں کیا ہے؟ خط امام خدا کے ساتھ عبادت میں کیا ہے؟ اس سلسلے میں اور بھی آپ وسعت دے سکتے ہیں لیکن جو کلیات ہیں وہ یہ ہیں کہ خط امام سیاست میں ”لا شرقیہ ولا غربیہ“ ہے ہمارا جو جوان یہ سوچ رکھتا ہے کہ ہمیں یا امریکہ کا سہارا لینا چاہیے یا روس کا سہارا لینا چاہیے وہ خط امامی نہیں ہے۔ خط امام یہ ہے کہ نہ روس نہ امریکہ خوب اب اس کو آپ آگے تفصیل دے سکتے ہیں نمبر دو خط امام اسی سیاست میں طاغوتوں کے مقابلے میں ہے ایک تو کلی طور پر خط لا شرقی اور لا غربی ہو گیا دوسرا طاغوتی حکمرانوں کے مقابلے میں ہے۔ طاغوتی حکمرانوں کے مقابلے میں خط امام یہ ہے کہ امام کبھی بھی ظالموں کے ساتھ اور جابر حکمرانوں کے ساتھ آشتی پذیر نہیں تھے یعنی ان کے ساتھ صلح کرنا اور ان کے ساتھ ایک جگہ پر بیٹھنا یہ خط امام نہیں ہے۔ خط امام یہ ہے کہ حق تک حق کے راستے سے پہنچا جائے۔

حق تک پہنچنے کے لئے حق کا راستہ استعمال کریں۔

حق تک باطل راستے کا استعمال کرنا باطل قوتوں کا سہارا لینا خط امام نہیں ہے۔ اس کے لئے میں یہ مثال دیتا ہوں کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ امام خمینی شاہ کو اور امریکہ کو سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے اور سب سے پہلے آپ کو ترکیہ جلاوطن کیا گیا۔ وہاں سے نجف اور اس زمانے میں جب بعثی انقلاب آیا اور

بعثتی حکومت نے اپنی سامراج اور اپنی امریکہ نعرہ بلند کیا اور شاہ کے خلاف محاذ کھول دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے سنا ہو گا کہا آپس میں ان کی جنگ بھی ہوئی۔ سارے ایرانیوں کو بھی عراق سے نکال دیا گیا تو اس زمانے میں کئی مرتبہ بعثتی لیڈر امام خمینی کے خدمت میں حاضر ہوا کہ امام خمینی سے چند کلمات یا چند سطر شاہ کے خلاف اور اپنی تائید میں بیان لے لیں لیکن امام خمینی اس پر تیار نہیں ہوئے۔ امام نے اسی صدام اور حسن البکر حکومت کی تائید نہیں کی۔ دشمن تو دونوں کا ایک تھا وہ جو ہم کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ انسان کے دوست بھی تین ہیں اور دشمن بھی تین ہیں تو اس لحاظ سے دونوں کا دشمن تو شاہ تھا لہذا اس لحاظ سے صدام امام خمینی کا دوست ہونا چاہیے تھا لیکن امام خمینی اس کی سوچ کو ضد اسلام اور باطل سمجھتے تھے لہذا شاہ کو ختم کرنے کے لئے کبھی انہوں نے صدام کا سہارا نہیں لیا۔ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکا کہ امام خمینی کی وہاں شاہ کے خلاف کسی تقریر کو ریکارڈ کر کے بغداد کے ریڈیو سے نشر کرے کبھی بھی امام اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ تو خط امام سیاست میں ایک یہ ہے کہ آپ حق تک پہنچنے کے لئے باطل قوتوں کا سہارا نہ لیں۔ اب یہاں پر آپ کے ایک اعتراض کا جواب آپ کو خود بخود مل جائے گا آپ سمجھ گئے ہوں گے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے اگر متوجہ ہیں۔

### دین سیاست سے جدا نہیں

خط امام آئیڈیالوجی میں یہ ہے ابھی بھی عرض کر رہا تھا کہ شیعوں میں دو قسم کی فکر تھی ایک اخباری اور دوسرے اصولی۔ اخباری اس طرح تھے جس طرح سنیوں میں اہل حدیث ہیں۔ وہ حدیث کے مطابق زندگی گزارتے تھے اور حدیث سے ہٹ کر کچھ نہیں کہتے تھے جبکہ اصولی اجتہاد کے قائل تھے۔ آیات قرآن اور

سنت رسولؐ و اہل بیتؑ کو سامنے رکھ کر عقل کی مدد سے زمانے کے مطابق حکم کو استنباط کرتے تھے۔ مرحوم وحید بیہائی اور مرحوم شیخ انصاری رحمۃ اللہ علیہما ان بزرگ ہستیوں نے اخباریوں کی جڑوں کو تشبیح سے نکال دیا۔ خط امام آئیڈیالوجی میں یہ ہے کہ اخباری جو ایک جامد سوچ ہے یہ سوچ نہ ہو۔ زندہ اجتہاد جو ہر زمانے میں اسلام کو زمانے کے حالات کے مطابق پیش کر سکے، ایسی سوچ ہو۔ غیر شیعہ مسلمان صدر سادات (مصر) لیبیا اور سعودیہ سب یہی کہتے ہیں کہ دیانت سیاست سے جدا ہے اور کہتے ہیں کہ ایرانی حج پر آتے ہیں اور سیاسی نعرے لگاتے ہیں یہ بدعت اور شرک ہے حج ایک خالص عبادی فریضہ ہے اس میں سیاست کو داخل نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہمارے اپنے بھائیوں میں بھی کچھ اس سوچ کے ہیں کہ دین کو سیاست سے جدا سمجھتے ہیں امام باڑے میں اگر آپ سیاسی بات کریں وہ بھی اسلامی سیاسی کہ امریکہ یہ سازش کر رہا ہے اور مسلمانوں کو یوں ہونا چاہیے تو وہ نوٹس دے دیں گے۔ اب تو الحمد للہ کچھ کچھ یہ چیز کم ہو گئی ہے۔ اسی طرح سب سے مقدس عالم وہ ہوتا تھا جو گھر سے نکلتا تھا تو سر پر عبا ڈالتا تھا اور سیدھا مسجد کے محراب میں پہنچتا تھا کسی سے بات نہیں کرتا تھا اور یہ نہیں دیکھتا تھا کہ معاشرے میں کیا ہو رہا ہے جو ان کس طرح فساد میں بہہ رہے ہیں اسے اس سے کوئی واسطہ نہیں تھا پس خط امام سیاست میں یہ ہے کہ سیاست جزو دین ہے بلکہ امام کی تعبیر کے مطابق اسلام کے اکثر احکام سیاسی ہیں۔

خط امام دینداری اور عبادت کے لحاظ سے یہ ہے کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں وہ خدا کے لئے کریں۔ آپ کی منزل مقصود خدا ہو خدا کے علاوہ باقی سب چیزیں آپ کی نظر میں حقیر ہونی چاہئیں۔ جس طرح کہ شہید باقر الصدر نے فرمایا کہ

”ذُومُوا فِي الْإِمَامِ الْخَمِينِي كَمَا هُوَ ذَابَ فِي الْإِسْلَامِ“

یعنی اپنے آپ کو امام خمینی کی ذات میں اس طرح فانی کرو جس طرح وہ خود اسلام

میں فانی ہو گئے ہیں یعنی ان کے ذہن میں سوائے اسلام، قرآن اور اہل بیتؑ کے اور کچھ نہیں ہے جو کام بھی وہ کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کیا کہتا ہے اور رضایت اہل بیتؑ کیا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ شہید بہشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جب انہوں نے قصاص کا قانون پیش کیا تھا۔ یعنی مرد کے مقابلے میں عورت کا قصاص اور دیت۔ تو وہ لوگ جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے تھے مثلاً بازرگان کہ جس نے معارف اسلامی کی کتابیں بھی لکھی ہیں اس نے اس قانون کی مخالفت میں خوب شور مچایا اور جلوس نکالے۔ اس وقت امام خمینیؑ نے ان کے خلاف سخت نوٹس لیا اور یہاں تک کہ امام نے ان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ وہ چوہوں کی طرح اپنے اپنے سوراخوں میں گھس گئے اور دوبارہ کبھی نہ نکل سکے۔ جب انقلاب کامیاب ہو گیا تو نام پر اختلاف تھا کوئی کہتا تھا کہ نیشنل ڈیموکریٹک ایران کوئی اسلامک ڈیموکریٹک ایران کوئی کچھ کہتا تھا تو کوئی کچھ۔ امام نے اس وقت فرمایا کہ نہ کم اور نہ زیادہ صرف اسلامی جمہوریہ ایران۔ اسلامی یعنی ہمارا مرکز اسلام ہے جمہوری یعنی اس میں ڈکٹیٹر شپ نہیں ہے بلکہ لوگوں کی رائے کا احترام ہے۔

پس عبادت کے لحاظ سے انسان خدا کے علاوہ کچھ نہ دیکھے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ہے کہ

”إِنَّ الصَّلَاتِیْنَ وَنُسُكِیْ وَمَخَیْاِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“

سونا، بیدار ہونا، کھانا، پینا، حیات و ممات، نماز، روزہ اور حج سب کا سب خدا کے لئے ہو۔ تو اب اگر خط امام کی پیروی کرتا ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہمیں نہ عہدے کی فکر کرنا چاہیے نہ تنقیم کی فکر کرنا چاہیے نہ ذات کی فکر کرنا چاہیے نہ اقتدار و کرسی وغیرہ کی فکر کرنا چاہیے صرف اور صرف خدا کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

اسی طرح امام خمینیؑ کی شخص زندگی ہے۔ امام خمینیؑ جہاں ایک رہبر ہیں اور

نائب برحق امام زمانہ اور ولی فقیہ ہیں تو وہاں وہ اپنی شخصی زندگی میں اپنی اولاد کے لئے ایک مہربان و رؤف باپ بھی ہیں اور اپنی زوجہ کے لئے ایک مہربان و رؤف شوہر بھی ہیں اسی طرح اپنے نواسوں اور پوتوں یا دوسرے جو رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ وہی عادات و اخلاق اور وہی محبت اور صمیمیت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

خوب اب اگر ہم خط امام والے ہیں تو ہمارے اوپر جو والدین کا حق ہے وہ ہمیں اپنی جگہ ادا کرنا ہے شادی کی ہے تو اپنی بیویوں کا حق ادا کرنا چاہیے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ رات کو ایک دو بجے آئیں اور وہ بیچاری گھر میں ڈرتی رہے اور بعد میں مسئلہ خراب ہو جائے جہاں پر آپ اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں گے وہاں اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی خیال رکھیں ہمارے مولوی حضرات کے بچے بعض اچھے نہیں نکلتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جامعہ سازی کی فکر میں لگے رہتے ہیں جب معاشرے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں تو خود اپنے آپ کو اپنے گھروالوں کو اور اپنے بچوں کو بھول جاتے ہیں تو اگر ہم خط امامی ہیں اور اگر ہمیں امریکہ و روس کے ساتھ مبارزہ کرنا ہے تو ساتھ ساتھ اپنے نفس سے بھی مبارزہ کرنا ہے۔ دنیا کے دوسرے مستضعفین اور اپنے معاشرے کے جوانوں کی بات کرنا ہے تو بھی اپنے بچوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں اب خود ہمارے لئے یہی مسئلہ ہے دس دن گھر سے باہر رہتے ہیں تو ہمیں علم نہیں ہے کہ ہمارے بچے سکول جاتے ہیں یا نہیں جاتے کیا مسئلہ ہے؟ اب اگر ہم خط امام والے ہیں تو شخصی زندگی میں بھی ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا ہے۔ خصوصاً آپ کو اپنے ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کا پورا پورا حساب دینا ہے مثلاً امام خمینی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز شب ہر وقت پڑھا کرتے تھے رات کو ان کا ایک خاص وقت تھا اس وقت وہ سویا کرتے تھے۔ ابھی میں نے سنا ہے کہ رات کے بارہ بجے ایرانی ریڈیو سے جو خبریں نشر ہوتی ہیں انہیں وہ سن کر سوتے ہیں اور اسی طرح صبح سویرے صبح

وقت پر درس کے لئے جاتے تھے۔ مثلاً امام خمینی کی بیرونی (بیٹھک) تھی آدھے گھنٹے کے لئے امام آتے تھے اور وہاں بیٹھے تھے لوگوں کی باتیں سنتے تھے جب وقت ختم ہو جاتا تو سیدھے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ اسی طرح حرم مطہر کی زیارت۔

اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کریں۔

برادر عزیز! اگر آپ خط امام والے ہیں تو اس مسئلے کی طرف زیادہ توجہ کریں ہم اگر دین میں سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ خاندان نبوت و طہارت کے ساتھ رشتہ کو مضبوط کرنا ہے اگر ہم نے اس خاندان کے ساتھ رشتے کو کمزور کر دیا تو یہ بہت خطرناک ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم انقلابی ہو گئے ہیں اور ہمیں اب عزاداری کی کوئی ضرورت نہیں ہم انقلابی ہو گئے ہیں لہذا ہمیں دعائے توسل نہیں پڑھنا چاہیے۔ ہمیں زیارت عاشورا نہیں پڑھنی چاہیے۔ نہیں نہیں پہلے اگر آپ ان چیزوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے تو خط امامی بن کر آپ پر زیادہ ذمہ داری آتی ہے۔ آپ زیارت میں جو حضرت ولی العصرؑ کے ساتھ بیان باندھتے ہیں اور ان کے ساتھ عہد کرتے ہیں اس کو ضرور پڑھا کریں آپ حضرت ولی العصر علیہ السلام کو نہ بھولیں آپ اہل بیتؑ کو نہ بھولیں یہ جو آپ کر بلا یا مشہد میں نہیں ٹھیک ہے کہ ظاہر میں وہ آپ سے دور ہیں لیکن باطن میں تو وہ آپ سے دور نہیں ہیں اگر یہاں بیٹھ کر خلوص کے ساتھ ”اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ“ کہہ دیں گے۔ (یہ تو ہمارے اور آپ کے لئے مادی رکاوٹیں مانع ہیں ان کے لئے تو مادی رکاوٹیں مانع نہیں ہو سکتیں۔) یقیناً اگر آپ خلوص دل کے ساتھ کہیں گے تو وہ علیک السلام کے ساتھ آپ کو جواب دیں گے۔ پس اگر آپ خط امام والے ہیں تو اہل بیت طہارۃ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کریں۔ عزاداری سید الشہداءؑ میں شرکت کریں کوشش کریں کہ مصائب



پڑھنے والے کو غور سے سنیں اور کوشش کریں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اور ان آنسوؤں کے ذریعے آپ ثابت کر سکیں کہ آپ کے دل میں محبت اہل بیتؑ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مسائل کو حل کریں اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں تو اگر اہل بیتؑ کی طرف ہماری توجہ نہیں ہوگی تو ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم نے خود دیکھا کہ امام خمینی اتنی ذمہ داریوں کے باوجود مخصوص دنوں میں مثلاً روزِ عرفہ، عید اور شبِ قدر کی زیارتوں کے لئے وہ کربلا مشرف ہوتے تھے۔ اگر کربلا نہ گئے ہوتے یا مریض نہ ہوتے تو کبھی بھی امام خمینی مولانا امیر المومنینؑ کی روزانہ زیارت کو ترک نہیں کرتے تھے۔ یہ امام کا عرفان ہے اور یہ امام کا اہل بیتؑ کے ساتھ مضبوط واسطہ اور رشتہ ہے کہ وہ جب تک نجف میں رہے روزانہ مولانا امیر المومنینؑ کے حضور میں حاضری دیتے تھے اور اس کا وقت بھی معین تھا رات کے تین بجے کہ جب حرم میں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ ہم اگر خط امام والے ہیں تو ہمیں امام زمانؑ کو اپنی مشکل کے لئے پکارنا ہے ان کے ساتھ رابطہ برقرار کرنا ہے۔ زیارت جامعہ پڑھیں زیارت وارث پڑھیں زیارت عاشورا اور دعائے توسل پڑھیں دعائے ابو حمزہ ثمالی پڑھیں ابھی ماہِ رمضان آنے والا ہے۔ اس رمضان میں آپ کو مشق کرنا ہے اور تربیت حاصل کرنا ہے آپ کو مضبوط ہونا ہے۔ آپ وہ دعائیں جو مولائے کائناتؑ، سید الشہداءؑ اور امام زین العابدینؑ نے پڑھی ہیں اور نتائج میں ہیں ان کو پڑھیں اور نہ صرف زبان سے بلکہ ان کا ترجمہ دیکھیں۔ واقعاً انسان ان دعاؤں کو اس وقت درک کرتا ہے جب ان کے معانی کو درک کرتا ہے۔ ہم اور آپ اگر خط امامی ہیں تو ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط کرنا ہے۔ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ وہ مثلاً پرانا زمانہ تھا کہ نوحہ خوانی اور عزاداری تھی نہیں نہیں بابا اس عزاداری کی وجہ سے تو ہم

زندہ ہیں۔

میں یہ رکی طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت میں جب آپ پانچ یا دس آدمی مل بیٹھے ہیں آپ بھائی جمع ہوتے ہیں تو آپ یہ کوشش کریں کہ ایک بھائی کچھ کلمات امام حسینؑ کے بارے میں کہے اور مصائب پڑھے آپ کے ہفتہ وار ماہانہ جو فنکشن ہوتے ہیں تو کم از کم آپ ایک آدمی کو اپنے رفقاء میں سے تیار کریں جو آپ کے لئے زیادہ نہیں تھوڑے سے مصائب پڑھے۔ آقا یہ اثر رکھتے ہیں۔ اگر ہم اہل بیتؑ کے علاوہ کسی اور در سے خدا کی طرف پہنچنا چاہیں تو یہ محال ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری غلط فہمی ہوگی۔

البتہ باتیں تو بہت ساری ہیں اب اگر آپ اجازت دیں کہ ہماری اس بات پر عمل بھی ہو تو ایک دو کلمات مصائب پڑھتا ہوں ہم دیکھتے ہیں کہ سید الشہداء امام حسینؑ کو جب احساس ہو گیا کہ مسئلہ اسلام کا ہے اب اسلام کے لئے قربانی کی ضرورت ہے تو پھر جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب کچھ لے آئے۔ دیکھیں ہم اور آپ ایسا کرتے ہیں کہ اگر کوئی سائل سوال کرتا ہے یا ہمارے ہمسائے کو کسی چیز کی ضرورت ہے اور میرے پاس دو عباس ایک اپنے پاس رکھتا ہوں اور دوسری جو ذرا پرانی ہے وہ اس کو دیتا ہوں لیکن قرآن کہتا ہے کہ

”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ“

تم اچھائی تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ خدا کی راہ میں اس چیز کا انفاق نہ کرو جس چیز سے تمہیں محبت ہے اور جو تمہاری نظروں میں عزیز ہے۔ امام حسینؑ کر بلا میں اپنی سب چیزیں لائے مگر ان میں عزیز ترین چیز کیا تھی؟ ایک غیور انسان کے لئے ناموس بہت عزیز ہوتی ہے۔ سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ و السلام اسلام کے لئے اس عظیم اور عزیز چیز کو بھی ساتھ لائے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ

## صحیح معنوں میں مسلم نوجوان۔

اہل و عیال

میں ایک

ویہ پتہ ہو

میرے سے یہ

برادران عزیز! میں آپ کے مبارک چہروں پر جب نظر کرتا ہوں تو آپ کے چہروں پر مجھے اسلامی عکس دکھائی دیتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اگر صحیح معنوں میں مسلمان نوجوان ہیں تو ہمارے یہی نوجوان ہیں جو آئی۔ ایس۔ او کے پلیٹ فارم پر کام کر رہے ہیں یہی صحیح مسلمان ہیں۔ یہ خدائے رسول، اسلام و قرآن اور اہل بیت اطہار کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ نہ مجھ سے اور نہ کسی اور سے شاباش کہنے کی توقع بھی نہیں رکھتے۔

برادران عزیز! اگر آپ کا تعارف پاکستان میں علماء کے درمیان اور دوسرے حلقوں میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے ہوا ہے تو پھر آپ کے لئے شائستہ اور زیبا یہی ہے کہ آپ کا کردار آپ کی گفتار اور آپ کا سب کچھ اسلامی اخلاق کے مطابق ہو۔

روش کے اختلاف سے بھی اجتناب کریں۔

برادران عزیز! ہم بعض افراد سے کچھ باتیں سنتے ہیں وہ بھی آپ کے حلقوں کے اندر سے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے یہ جوان جو اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں۔ کسی عہدے کی لالچ کی خاطر نہیں، مادیت کی خاطر نہیں کسی اور ذاتی مفاد کی خاطر نہیں۔ صرف اور صرف خدا کی خاطر اسلام، قرآن اور اہل بیت کی خاطر اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں۔ اگر آپ خدا کی خاطر اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں تو پھر آپ کے اندر سے اختلاف کی صداکیں بلند نہیں ہونا چاہئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے درمیان نظریاتی اختلافات تو ہرگز نہیں۔ نظریہ تو ہم سب کا ایک ہی ہے اور وہ قرآن و اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے سائے میں زندگی گزارنا ہے۔ اہل بیت کی خاطر جینا اور مرنے ہے۔ نظریے میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن

زغہ ہیں۔

میں یہ رسی طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت میں جب آپ پانچ یا دس آدمی مل بیٹھے ہیں آپ بھائی جمع ہوتے ہیں تو آپ یہ کوشش کریں کہ ایک بھائی کچھ کلمات امام حسینؑ کے بارے میں کہے اور مصائب پڑھے آپ کے ہفتہ وار ماہانہ جو فنکشن ہوتے ہیں تو کم از کم آپ ایک آدمی کو اپنے رفقاء میں سے تیار کریں جو آپ کے لئے زیادہ نہیں تھوڑے سے مصائب پڑھے۔ آقا یہ اثر رکھتے ہیں۔ اگر ہم اہل بیتؑ کے علاوہ کسی اور سے خدا کی طرف پہنچنا چاہیں تو یہ محال ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری غلط فہمی ہوگی۔

البتہ باتیں تو بہت ساری ہیں اب اگر آپ اجازت دیں کہ ہماری اس بات پر عمل بھی ہو تو ایک دو کلمات مصائب پڑھتا ہوں ہم دیکھتے ہیں کہ سید الشہداء امام حسینؑ کو جب احساس ہو گیا کہ مسئلہ اسلام کا ہے اب اسلام کے لئے قربانی کی ضرورت ہے تو پھر جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب کچھ لے آئے۔ دیکھیں ہم اور آپ ایسا کرتے ہیں کہ اگر کوئی سائل سوال کرتا ہے یا ہمارے ہمسائے کو کسی چیز کی ضرورت ہے اور میرے پاس دو عباس ایک اپنے پاس رکھتا ہوں اور دوسری جو ذرا پرانی ہے وہ اس کو دیتا ہوں لیکن قرآن کہتا ہے کہ

”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“

تم اچھائی تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ خدا کی راہ میں اس چیز کا انفاق نہ کرو جس چیز سے تمہیں محبت ہے اور جو تمہاری نظروں میں عزیز ہے۔ امام حسینؑ کر بلا میں اپنی سب چیزیں لائے مگر ان میں عزیز ترین چیز کیا تھی؟ ایک غیور انسان کے لئے ناموس بہت عزیز ہوتی ہے۔ سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ و السلام اسلام کے لئے اس عظیم اور عزیز چیز کو بھی ساتھ لائے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ

جب سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری مرتبہ خیمہ گاہ آتے ہیں اور اپنی اہل و عیال کو جمع کرتے ہیں اور ان سے وداع کرتے ہیں اب آپ خود اندازہ لگائیں میں ایک غیور انسان کی بات کرتا ہوں وہ تو امام معصومؑ ہیں اب اگر کسی غیور انسان کو یہ پتہ ہو کہ اب میں گھر سے دور جا رہا ہوں اور دشمن مجھے قتل کر دیں گے۔

( قائد شہیدؒ نے ۱۲۔ اپریل ۱۹۸۶ء کو عز خانہ زہراؑ کراچی میں برادران امامیہ سے یہ خطاب فرمایا۔ )

jabir.abbas@yahoo.com

آئی۔ ایس۔ او کنونشن ۸۷ء سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ملت کی توقعات -

آج لوگ خطر ہیں کہ کہاں تک آپ ان کی توقعات کے مطابق قدم اٹھاتے ہیں۔ کہاں تک آپ اسلامی تعلیمات اور اسلامی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہیں تو برادران عزیز! میرے خیال میں اس میں کسی کو شک نہیں کہ ہمیشہ ایک متحرک اور فعال تنظیم کے لئے باہر سے اتنا خطرہ نہیں ہوتا جس قدر اسے اندر سے خطرہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں شاید آپ ہی نے پاکستان میں دوسری پارٹیوں کو برسر عام سڑکوں پر مردہ باد امریکہ مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے سکھائے ہیں اور آپ نے ہی انہیں یہ جرأت دی ہے۔ آپ نے پاکستان میں یوم مردہ باد امریکہ یا یوم القدس کے نام سے یا ہفتہ وحدت کے نام سے پروگرام کرائے ہیں۔ یقیناً آپ کے ان اقدامات اور آپ کی ان سرگرمیوں کی وجہ سے امریکہ گھات لگا کر بیٹھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ آپ پر وار کرے۔ اب یہ ہم اور آپ پر ہے کہ ہم اپنے کردار اور اعمال کے ذریعے مستضعفین، اسلامی تحریکیں اور پاکستان میں ملت جعفریہ کی توقعات کے مطابق کیا قدم اٹھاتے ہیں۔ یا اس کے برعکس استعمار و سامراج کے مفاد میں قدم اٹھاتے ہیں۔ اتفاق و اتحاد جنودِ رَحْمٰن میں سے ہے۔ یہ خدا کے لشکر کے سپاہی ہیں۔ اختلاف اور نفاق شیطان کے جنود اور اس کے لشکر میں سے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم اور آپ خدا کے لشکر کا ساتھ دے رہے ہیں (یعنی اگر ہم اتحاد و اتفاق کی بات کرتے ہیں) یا شیطان کے لشکر کا ساتھ دے رہے ہیں۔ (کہ جب اختلاف و نفاق کی بات کرتے ہیں)۔

## صحیح معنوں میں مسلم نوجوان۔

برادران عزیز! میں آپ کے مبارک چہروں پر جب نظر کرتا ہوں تو آپ کے چہروں پر مجھے اسلامی عکس دکھائی دیتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اگر صحیح معنوں میں مسلمان نوجوان ہیں تو ہمارے یہی نوجوان ہیں جو آئی۔ ایس۔ او کے پلیٹ فارم پر کام کر رہے ہیں یہی صحیح مسلمان ہیں۔ یہ خدا، رسول، اسلام و قرآن اور اہل بیت اطہار کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ نہ مجھ سے اور نہ کسی اور سے شائبہ کرنے کی توقع بھی نہیں رکھتے۔

برادران عزیز! اگر آپ کا تعارف پاکستان میں علماء کے درمیان اور دوسرے حلقوں میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے ہوا ہے تو پھر آپ کے لئے شائستہ اور زیبا یہی ہے کہ آپ کا کردار آپ کی گفتار اور آپ کا سب کچھ اسلامی اخلاق کے مطابق ہو۔

## روش کے اختلاف سے بھی اجتناب کریں۔

برادران عزیز! ہم بعض افراد سے کچھ باتیں سنتے ہیں وہ بھی آپ کے حلقوں کے اندر سے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے یہ جوان جو اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں۔ کسی عہدے کی لالچ کی خاطر نہیں، مادیت کی خاطر نہیں کسی اور ذاتی مفاد کی خاطر نہیں۔ صرف اور صرف خدا کی خاطر اسلام، قرآن اور اہل بیت کی خاطر اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں۔ اگر آپ خدا کی خاطر اس پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں تو پھر آپ کے اندر سے اختلاف کی صدائیں بلند نہیں ہونا چاہئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے درمیان نظریاتی اختلافات تو ہرگز نہیں۔ نظریہ تو ہم سب کا ایک ہی ہے اور وہ قرآن و اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے سائے میں زندگی گزارنا ہے۔ اہل بیت کی خاطر جینا اور مرنے کا نظریہ میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن

میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کوشش کریں کہ حتیٰ المقدور طریقے اور سلیقے (طرز فکر) کا اختلاف بھی آپ کی تنظیم میں نہ ہو اور آپ کبھی بھی سلیقے اور طرز فکر کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف نہ کریں۔

برادران عزیز! ہم یہ بار بار کہتے ہیں کہ اصل اختلاف یقیناً ایک فطری چیز ہے۔ خدا نے افکار و اذہان کو مختلف خلق کیا ہے۔ لیکن جب کوئی ایک فیصلہ ہوتا ہے تو اس کے بعد اختلاف کا اظہار نہیں کرنا چاہئے جب تک ایک مسئلہ زیر بحث ہوتا ہے تو اس وقت تک ہر ایک کو اختلاف کرنے کا اخلاقی اور عقلی حق حاصل ہے لیکن جب کچھ ذمہ دار افراد (جن کی آپ جو بھی تعبیر کریں) کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو پھر صاحب اختلاف کو اس تنظیم کے ذمے دار افراد کے فیصلے کی اہمیت کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

برادران عزیز! چونکہ وقت متقاضی نہیں کہ کچھ تاریخی شواہد آپ کی خدمت میں عرض کروں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر ہمیں اپنی تنظیم کے مفادات عزیز ہیں تو پھر اگر کسی حد تک ہمارا کسی کے ساتھ طریق کار کے عنوان سے اختلاف بھی ہو تو ہمیں اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اختلاف کے اظہار سے اپنی تنظیم میں انتشار پیدا نہیں کرنا چاہئے۔ خدا کی خاطر آپ تنظیم میں دھڑے بندی سے شدت کے ساتھ اجتناب کریں۔ جس قدر تنظیم کے لئے داخلی دھڑے بندی اور گروپ بندی مضر ہے اتنی باہر سے اس کے لئے کوئی چیز مضر نہیں۔ ان دھڑے بندیوں کو آپ فتم کریں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک اسلام و قرآن و اہل بیت ہے تو اس میں پھر یہ نہیں ہے کہ فرض کر دو وہ فلاں گروپ کا ہے اور وہ فلاں گروپ کا ہے یا وہ فلاں قومیت سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارے لئے سب کچھ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! بخدا میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے آپ بھائیوں کے دلوں میں ناامیدی پیدا ہو جائے ہمارے لئے اس سٹیج پر حرام



ہے۔ کوئی ایسی بات کرنا جس سے آپ کے دلوں میں، آپ کے اذہان میں مایوسی پیدا ہو میرے لئے حرام ہے تو آپ کے لئے بھی حرام ہے آپ اگر کوئی ایسی بات کریں، ایسے اقدام کریں جس کے ذریعے بھائیوں کے اذہان میں غلط فہمی یا دلوں میں ناامیدی پیدا ہو تو وہ جائز نہیں۔

آپ ہمارے سر کے تاج ہیں۔

برادران عزیز! میں بار بار آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں۔ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اسلام کی خاطر آپ سے محبت کرتے ہیں قرآن کی خاطر جب تک آپ اسلام و قرآن اور اہل بیتؑ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور آپ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات پر گامزن ہیں۔ آپ ہمارے سر کے تاج ہیں۔ آپ خدا اور رسولؐ کو بھی عزیز ہیں۔ لیکن خدا نخواستہ اگر آپ اسلامی اخلاقیات کو نظر انداز کریں، اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیں اگر آپ نے اسلامی اقدار اور نظریات کو نظر انداز کیا تو پھر ہمارے نزدیک آپ کی محبوبیت کسی اور چیز کے ذریعے نہیں ہے۔

دینی و دنیوی تنظیموں میں فرق۔

میرے بھائیو! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ ہماری اور آپ کی تنظیم ذاتی مفادات کے لئے نہیں ہے۔ دنیاوی اور دینی قسم کی تنظیموں کے درمیان فرق یہ ہوتا ہے کہ دنیاوی تنظیموں میں لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کو عہدہ مل جائے۔ لیکن دینی تنظیموں میں عہدوں سے لوگ جان چھڑاتے ہیں اس لئے کہ یہاں عہدہ مقصد نہیں ہوتا۔ یہاں عہدہ حصول مقصد کے لئے ذریعہ اور وسیلہ ہوتا ہے یہاں عہدہ انسان کے لئے امتحان ہوتا ہے۔ انسان کے لئے تکلیف شرعی ہوتا

ہے۔ اس لئے ایسی تنظیموں میں جو واقعاً اسلامی افکار رکھتی ہیں لوگ عہدوں سے دور بھاگتے ہیں۔ شاید میں نے یہ قصہ پہلے بھی آپ بھائیوں کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مرحوم ابن طاووسؒ جو شیعوں کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں اور کئی مرتبہ حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ شریف کی خدمت میں بھی شرف یاب ہو چکے تھے۔ انہیں ایک مرتبہ حکومت وقت نے بلایا اور کہا قضاوت کا عہدہ قبول کرو۔ اس زمانے میں قاضی القضاۃ بہت بڑا عہدہ تھا۔ یعنی یہاں تک کہ قاضی القضاۃ کے سامنے خلیفہ بھی جوابدہ ہوتا تھا۔ اگرچہ آج کل آپ دیکھتے ہیں کہ جو حکومت کے بڑے بڑے سربراہان ہوتے ہیں ان پر عدلیہ کا کسی قسم کا کنٹرول نہیں ہوتا۔ بہر حال اس سے ہمارا کام نہیں ہے۔ حکومت نے ابن طاووس کو بلایا اور کہا کہ آپ یہ عہدہ قبول کر لیں تو انہوں نے انکار کیا۔ آخر میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنا اہم عہدہ قبول کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے وجود کے اندر دو فریقوں کے درمیان جنگ ہے۔ ایک کا نام نفس اور دوسرے کا نام ہے عقل۔ اب تک میں ان دو کے درمیان صحیح فیصلہ نہیں کر سکا۔ ان کا جھگڑا ختم نہ کر سکا۔ کبھی عقل غالب آجاتی ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے۔ تو میں دوسروں کے درمیان کس طریقہ سے فیصلہ کر سکتا ہوں؟

**عہدہ امتحان ہے۔**

برادران عزیز! یہ عہدہ ہمارے اور آپ کے لئے امتحان ہے۔ تکلیف شرعی ہے امانت ہے۔ اس امانت کے متعلق ہم اور آپ سے سوال کیا جائے گا۔ خدا شاہد ہے جب سے یہ تحریک کی ذمہ داری ہمارے سر پر آئی ہے ہمیں خود ہر وقت یہی فکر ہوتی ہے کہ خدایا ہم قبر میں ملائکہ کو کیا جواب دیں گے؟ اگر ہم سے کوئی غلطی اور کوتاہی ہوگئی ہو تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کل اگر خدا کی عدالت میں ہماری

پیشی ہو جائے تو ہم وہاں کیا جواب دیں گے؟ خدا شاہد ہے ہم اب بھی اس انتظار میں ہیں کہ خدا کوئی شخص پیدا کرے جو اہل ہو اور یہ امانت ہم اس کے سپرد کریں اور ہم واپس اپنے علاقے میں دوسرے بھائیوں کے ساتھ اسلامی سپاہی کی حیثیت سے خدمت میں مشغول ہو جائیں۔

**عہدہ مقصد نہیں بلکہ حصول مقاصد کا وسیلہ ہے۔**

برادران عزیز! بس ہمارے اور آپ کے نزدیک یہ عہدہ امتحان ہے یہ عہدہ مقصد نہیں ہے اس عہدے سے ہماری اور آپ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اس کے علاوہ کوئی اور فرق نہیں آتا۔ اگر یوں ہے تو پھر ہمیں عہدوں پر کسی کے ساتھ تلخ کلامی نہیں کرنی چاہئے۔ کسی قسم کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے اور کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس کی وجہ سے لوگ تاثر لیں کہ آئی۔ ایس۔ او کے درمیان کچھ افراد ہیں جو یا اقتدار طلب ہیں یا انحصار طلب ہیں یا خواہشات نفسانی ان پر غالب آگئی ہیں اور چونکہ ان کو عہدہ نہیں ملا یا ان کے ساتھی کو عہدہ نہیں ملا اس لئے انہوں نے گڑبڑ کی ہے۔ آپ یہ موقع دشمنوں کے ہاتھ نہ دیں۔ آپ اسلام کے سپاہی کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے دشمنان اسلام کے دلوں میں آپ کے لئے بغض دیکھ رہے ہیں وہ آپ سے انتقام لینا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے ہاتھ میں موقع دے دیں اور وہ جس طرح چاہیں اسی طریقے سے آپ کے اور ہمارے خلاف یا اس عظیم کے خلاف زہر اگلیں۔

**علمائے ربانی کے سائے میں سفر جاری رکھیں۔**

برادران عزیز! آخر میں یہ نکتہ ضرور میں عرض کروں گا کہ آپ کو اس بات پر یقین کرنا چاہئے اور آپ کو اپنی جگہ پر تسلی ہونی چاہئے کہ اگر ہماری اور آپ کی عظیم اسلامی ہے اگر ہماری اور آپ کی عظیم خدا کی طرف بڑھ رہی ہے اگر ہمارا اور

آپ کا مقصد خدا، اور رسولؐ اور امام زمانہ کی رضایت اور خوشنودی ہے تو پھر اس بات سے ہمیں اور آپ کو انکار نہیں کرنا چاہئے کہ ہم اس وقت اس مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہم علمائے کرام کی سرپرستی اور علمائے ربانی کے سائے میں اپنے سفر کو جاری رکھیں۔ علماء کی سرپرستی کے بغیر اگر ہم نے یہ حرکت جاری رکھنے کی کوشش کی تو نہ صرف یہ کہ ہم یہ سفر جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ جو دشمن اسلام کمین میں بیٹھے ہیں ہم ان کا لقمہ بن جائیں۔ اس لئے میں آپ سے براہِ راست طور پر یہ خواہش کروں گا کہ آپ جہاں بھی رہتے ہیں علماء کے ساتھ اپنے رابطے کو مضبوط بنائیں۔ آپ علماء سے مشورہ کریں۔ آپ اپنی اپنی جگہوں پر علماء کے درسوں میں شرکت کریں اپنے اپنے علاقوں میں نماز بھی قائم کریں چونکہ اگر ہماری عظیم اسلامی ہے تو اسلامی سہیلٹ بھی علماء کرام ہیں۔ وہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہ راستہ خدا کی طرف جاتا ہے اور یہ راستہ ماسکو کی طرف جاتا ہے یا داعش کی طرف۔

میرے بھائی! اس لحاظ سے میرا تعلق بھی اہل علم سے ہے۔ خدا شاہد ہے کہ اس لحاظ سے میں نہیں کہتا بلکہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد دوست و دشمن نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اسلامی تحریکیں علماء کی سرپرستی میں ہی کامیاب ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اگر استعمار و سامراج آج تک یہ پروپیگنڈہ کرتا رہا کہ دین سیاست سے جدا ہے۔ آج اسلامی انقلاب نے دشمنان اسلام کے اس حربے کو ناکام بنا دیا ہے۔ آج اگر مسلمانوں کے اندر کوئی یہ بات کرے کہ دین سیاست سے جدا ہے تو لوگ اس پر ہنسیں گے۔ اب اگر اس حربے کے ذریعے استعمار و سامراج اپنے برے اور ناپاک ہدف تک نہیں پہنچ سکا تو یقیناً اب دوسرا حربہ استعمال کرے گا۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ کہے گا کہ فلاں عالم دین مثلاً ایسا ہے تو فلاں ایسا ہے اسی طرح سب کو کینسل کرتے کرتے آخر میں کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ کوئی بھی آدمی نہیں رہے۔

گا۔ اس لئے آپ سامراج و استعمار کے اس حربے کی طرف متوجہ رہیں کہ وہ آپ کو کہیں علماء سے بدگمان اور دور نہ کر دیں۔ آپ اپنی ہوشیاری، ذہانت و فراست اور ایمان کے ساتھ دشمنان اسلام کی ہر سازش کو ناکام بنا دیں۔

اسلام کی قدرت ہی قابلِ بھروسہ ہے۔

برادرانِ عزیز! بخدا جو قدرت اسلام میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ میرے خیال میں آپ بھائیوں نے اخبارات میں پڑھا ہوگا اور بیرونی ذرائعِ ابلاغ سے بھی سن چکے ہوں گے یا کچھ حضرات موجود ہوں گے جنہوں نے پرسوں دن کے ایک بجے ریڈیو تہران سے حجت الاسلام والمسلمین آقائے رفیعانی حفظہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سنی ہوگی۔ انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا (یعنی وہ قصہ جو امریکا صدر کے ایک مشیر کو ایران نے کس ذلت کے ساتھ نکال دیا اس قصے کے سلسلے میں وہ فرما رہے تھے اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے۔

”اے دنیا کے مسلمانو! بخدا ان سرطانتوں میں کوئی قوت نہیں ہے۔ یہ خالی خول ہیں ان کے اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کا صرف پروپیگنڈہ ہے۔ اگر کچھ کر سکتے تھے تو ایران کے خلاف کچھ کرتے۔ ایران کو چھوڑ لبنان کے عوام و مسلمین جو اس وقت ہمارے ایک صوبے کے برابر بھی نہیں ہیں وہ امریکہ کے مقابلے میں آئے ہیں۔ انہوں نے کس طریقے سے امریکہ کو ذلیل و خوار کیا ہے۔ ان میں یہ کون سی طاقت ہے؟ یہ ایک اسلامی طاقت ہے، یہ قرآن کی طاقت ہے، یہ ایمان کی طاقت ہے۔“

برادرانِ عزیز! ہمیں اسلام کی طاقت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ ہمیں اسلام کے سائے میں زندگی گزارنا چاہئے۔ ہم عدالت پسند ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں عدالت قائم ہو لیکن وہ عدالت جو اسلام و قرآن اور تعلیمات

اہل بیت علیہم السلام کے سائے میں ہو اگر اسلام کے سائے میں عدالت نہ ہو تو ہمیں وہ عدالت نہیں چاہئے۔ (غور فرمائیے) ہمیں سب کچھ چاہئے لیکن اسلام کے سائے میں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اسلام و قرآن اور تعلیمات اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ آپ اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کریں آپ علماء کے ساتھ روابط کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔ آپ آپس میں اخوت، صحیح نیت اور برادری کے ساتھ مل کر کام کریں۔ یہ تنگ نظری ٹھیک نہیں کہ میں کہوں میں ہوں اور آپ نہ ہوں۔ آپ کہیں کہ نہیں میں ہوں آپ نہ ہوں۔ نہیں ہم سب مل کر کام کریں اسلام ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے۔ ”إِنَّا كَنَفَعُ وَإِنَّا كَنَفَعُ“ یہ نہیں ”إِنَّا كَنَفَعُ وَإِنَّا كَنَفَعُ“ بلکہ کہتا ہے کہ نَفَعُ وَ نَفَعُ نَفَعُ یعنی ہم مسلمانوں میں ”میں“ کا لفظ نہیں ہے۔ ”ہم“ کا لفظ ہے۔ ہم آئی۔ ایس۔ او والے خواہ وہ سندھ سے تعلق رکھتے ہوں یا بلوچستان سے خواہ پنجاب سے ہوں یا شمالی علاقہ جات سے خواہ آزاد کشمیر سے ہوں یا فرنیئر اور آزاد قبائل سے۔ ہم سب مل کر اس تنظیم کے لئے ہمارے بھائیوں نے قربانیاں دی ہیں اس کے لئے کام کریں چونکہ اذان ہو چکی ہے اس لئے میں اس سے زیادہ مزاج نہیں ہوتا۔ لیکن ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ ہم آپ سے توقعات رکھتے ہیں اور جہاں جہاں سے آپ تشریف لائے ہیں اس جگہ کے مومنین و مسلمین آپ سے توقعات رکھتے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ ان سب کے احساسات و جذبات کا احترام کرتے ہوئے فیصلہ کر کے یہاں سے جائیں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

☆☆☆☆☆

## کربلا گامے شاہ میں کنونشن کے اختتام پر شہید ” کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مؤمنین وقت کا فی گزر گیا ہے آپ بھی سارا دن تقاریر، درس اور آپس میں بحث مباحثہ کر کے تھک گئے ہوں گے۔ اس لئے آپ کو زیادہ زحمت نہیں دوں گا۔ صرف اتنا عرض کروں گا کہ اگر آپ اپنے ملک عزیز سے باہر نظر دوڑائیں کہ بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں؟ کس طریقہ سے روس اور امریکہ اختلافات ڈال کر بہت دور بیٹھے مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہے ہیں؟ اسی طرح جب ہم ملک کے اندر دیکھتے ہیں ٹا ہی سامراج کبھی سنی شیعہ کے نام پر اور کبھی کسی اور نام سے ایسے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس سے ہر مسلمان کی آنکھ شرم سے جھک جاتی ہے۔ کہیں قومیت کے نام پر مہاجر و پٹھان یا پٹھان و بلوچ یا پنجابی اور سندھی مسلمانوں کو گمراہ کر کے بھائی کو بھائی کے ساتھ لڑایا جا رہا ہے۔ بے شمار املاک کو نظر آتش کر کے لوگوں کو فقر و ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں اور قومی سیاست کے نام پر مشرک مشرقی ذرائع ابلاغ یا مغربی ذرائع ابلاغ غلط پروپیگنڈا کر کے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے بدگمان کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے ہیں اور پھر کچھ شیعوں کے اندر بھی ہمارے درمیان اختلافات ڈالے جا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ہم جب دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جو چند ملک گیر تنظیمیں ہیں۔ جن کا ہدف ایک ہے۔ آئی۔ ایس۔ او۔ آئی او۔ جمعیت طلباء جعفریہ، وفاق علماء شیعہ پاکستان اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ دشمنان اسلام ان کے درمیان بھی اختلافات ڈالنا چاہتے ہیں۔ مثلاً تحریک کو وفاق کے خلاف وفاق کو تحریک کے خلاف آئی او کو آئی۔ ایس۔ او سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ آئی۔ ایس۔ او کو آئی۔ او سے اسی طرح جمعیت طلباء جعفریہ کو دوسروں سے۔ تو اب ایسے حالات میں ان تنظیموں کے جو ذمہ دار افراد ہیں ان کی ذمہ داریاں ہیں کہ وہ روس اور امریکہ

جو مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں ان سے پاکستان عزیز میں لوگوں کو متفر کریں اور لوگوں کو وحدت اسلامی کی طرف بلائیں۔ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ کچھ افراد اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر دین کے نام پر مسلح دہشت گردی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں فلاں فلاں ہے فلاں فلاں ہے۔ ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔ وہ جو کہنا چاہیں کہہ دیں۔ ہمیں ان کے جوابات میں کچھ نہیں کہنا۔

وہ جو کرنا چاہیں کریں۔ ہم اتحاد بین المسلمین کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ ہم سامراج کی سازشوں میں نہیں آئیں گے ہم کبھی بھی سامراج کے آلہ کار نہیں بنیں گے بلکہ ایسے افراد کو بے نقاب کریں گے جو نام تو اسلام کا لیتے ہیں نام تو قرآن کا لیتے ہیں نام تو شریعت مقدسہ کا لیتے ہیں۔ لیکن جو کام کرتے ہیں یا تو امریکہ کے مفاد میں ہوتا ہے یا روس کے مفاد میں۔ وہ خدا اس کے رسول اور مسلمانوں کو اذیت دینے کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس طریقے سے ہم سب کو آپس میں اتحاد کی طرف بھی توجہ کرنا ہے۔ اگر آج کے دن بھی ہم متحد و متفق نہ ہوں گے تو میرے خیال میں خدا نخواستہ یہ ہمارے لئے تباہی کا باعث بنے گا۔ ہم سب کو ذاتی عداوتوں کو فراموش کرنا چاہئے۔ اسلام کی خاطر اور قومی وقار کی خاطر آپس میں متحد و متفق ہونا چاہئے اور میں اس وقت آئی۔ ایس۔ او کے نوجوانوں سے عموماً اور نو منتخب صدر (خداوند متعال جل جلالہ ان کو محفوظ رکھے اور ان کو اپنے فرائض سے آگاہی اور پھر ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے) سے خصوصاً یہ عرض کر دوں کہ آپ کی تنظیم میں دھڑے بندی نہیں ہونا چاہئے۔ گردہ بندی نہیں ہونی چاہیے کل اگر تصور حسین مثلاً تک نظر تھے۔ پانچ افراد کی بات کو نہیں سنتے تھے اور بعض کو بعض پر ترجیح دیتے تھے آج جو ذمہ داری ان کو سونپی گئی ہے اس ذمہ داری کی وجہ سے ان کا سینہ پر نور ہونا چاہئے وہ افراد جو کل اس نو منتخب صدر سے ناراحت تھے۔ آج میرے خیال میں انہیں ان افراد کو اپنی نزدیکی افراد پر مقدم



کرنا چاہئے۔ ان کی بات کو خوشی سے سنا چاہئے اگر کابینہ بنائیں تو اس میں ایسے لوگ ہوں جنہیں ہر قسم کے لوگ نہ صرف اپنا دوست خیال کریں بلکہ ان سے محبت کریں اور انہیں اپنا ہم فکر خیال کریں۔ مخالف کو بھی ساتھ لے لیں۔ اگرچہ مخالف بھی ہیں لیکن بہر حال وہ بھی آپ کا بھائی ہے اسے بھی ساتھ لے کر چلیں۔ اگر ایک موضوع پر بحث ہو اور وہاں پر ایک مخالف فکر نہ ہو سارے موافق افکار ہوں تو وہاں انسان زیادہ اشتباہ کر سکتا ہے۔ اس لئے سب کے ساتھ مشورہ کر کے مختلف افراد کو لینا چاہئے۔ اور ساتھ یہ کہ مثلاً اگر کوئی بات ان کے کانوں تک پہنچے تو صرف اسی پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ایک تنظیمی شخص میں صبر و تحمل ہونا ضروری ہے تحمل و بردباری سے تمام آراء و نظریات کا جائزہ لیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں تا کہ کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ اسی طریقے سے ہم سب کو حسن ظن کی سفارش کرتے ہیں، ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ بدترین چیز بدگمانی ہے اگر آپس میں بدگمان ہوں گے تو پھر آپ نہ میرے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں اور نہ ہی میں آپ کے ساتھ تعاون کر سکتا ہوں۔ اسی لئے ہم سب ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ بدگمانی نہ کریں۔

احادیث میں ہے کہ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو مومن کے کام کے لئے سزا حاصل دیں اور اسے حمل بر صحت کریں یعنی آپ ایک بھائی کے فعل کو فوری طور پر صحیح احتمال پر حمل کر کے نتیجہ نکالیں۔

اسی طریقے سے تیسرا مسئلہ جو اپنے بھائیوں سے بیان کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آپ حالات و شرائط کو دیکھیں ہو سکتا ہے کہ ہر جگہ حالات مختلف ہوں بعض جگہوں پر حالات کچھ ہوتے ہیں اور کہیں کچھ، لہذا حالات و شرائط کے مطابق آپ کو قدم اٹھانا چاہئے۔ اسی طریقے سے آپ جو نعرے لگاتے ہیں ان کو بھی انتخاب کریں مثلاً اس مجلس میں آپ نعرے لگاتے ہیں۔ سن لو منافقو، سن لو امریکو

سن لو اسرائیلیو، یہاں کون اسرائیلی ہے؟ کون منافق ہے؟ آیا اگر میں مثلاً تصور حسین کا ساتھی ہوں یہ نعرہ لگاؤں تو آیا وہ لوگ جو کسی دوسرے امید دار کی حمایت کرتے تھے آیا ان کے ذہن میں یہ نہیں آئے گا کہ یہ ہمارے خلاف نعرے لگا رہے ہیں؟ آیا اس سے غلط فہمی پیدا نہیں ہوگی؟ اگر ایک جگہ جلوس جا رہا ہے ہمارے سنی بھائی وہاں موجود ہوں اور وہاں یہ نعرہ لگائیں کہ سن لو امریکیو! تو کیا ان کے ذہن میں یہ نہیں آئے گا کہ یہ ہمیں کہہ رہے ہیں اور ہمیں امریکی بنا رہے ہیں اس لئے آپ نعروں کے معافی پر توجہ دیں۔

☆☆☆☆☆

چیچہ وطنی میں آئی۔ او کے کنوٹشن ۸۵ء سے شہید کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِیْهِ الطَّاهِرِیْنَ وَبَعْدُ  
فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا  
لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ غُلُوْا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (قصص - ۸۳)

مجھے آپ کی مصروفیات کا احساس ہے کب سے آپ معروف و مشغول ہیں۔  
یقیناً تھک چکے ہیں۔ اس کے علاوہ انسان جب بولتا ہے تو اسے بھوک بھی لگتی ہے  
اور پھر بعض حضرات کی گاڑیوں کا وقت بھی ہونے والا ہے۔ ان سب مسائل کو  
مد نظر رکھ کر میں حتی المقدور اختصار کے ساتھ دو تین مسائل کی طرف اشارہ کرتے  
ہوئے آپ کی زحمات کو ختم کروں گا۔

عہدوں سے رفتار و کردار بدل جاتا ہے؟

پہلا مسئلہ جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ذمہ داری اور  
عہدوں کا مسئلہ۔ وہ بھی اسلامی نقطہ نظر سے۔ اسلام اور دوسرے مادی مکاتب کے  
درمیان عہدوں کے لحاظ سے فرق یہ ہے کہ مادی کتب دالے عہدوں کو مقصد سمجھتے  
ہیں جو بھی کسی عہدے پر آتا ہے وہ شخص اپنے آپ کو اس عہدے کا مالک سمجھتا  
ہے لیکن اسلام میں یہ عہدے وسائل ہیں، ذریعہ ہیں، مقصد نہیں ہیں۔ جس شخص  
کو بھی عہدہ دیا جاتا ہے وہ شخص اس عہدے کو اپنے لئے ذمہ داری سمجھے اور خود  
کو اس عہدے کا امین تصور کرے۔ کوئی شخص اگر ایک عہدے پر آئے اور وہ خود  
کو اس عہدے کا مالک سمجھے تو اس کی رفتار اور ہوگی اور جو شخص اپنے آپ کو اس  
عہدے کا امین اور اپنے لئے ایک ذمہ داری سمجھے تو اس کا رفتار و کردار اور ہوگا۔  
میں یہاں پر اپنے عزیز بھائی جن کو میں چند مہینوں سے پہچانتا ہوں اور جنہیں آپ

باقربھائی کہتے ہیں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ذمہ داری جو آپ کے حوالے کی گئی ہے مجھے امید ہے کہ اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے آپ کے رویہ میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ البتہ تبدیلی ایک لحاظ سے آئے گی۔ وہ اس لحاظ سے کہ پہلے آپ کی ذمہ داری محدود تھی اب آپ کی ذمہ داری زیادہ ہو گئی ہے تو اس لحاظ سے آپ کی زندگی میں ضرور تبدیلی آنی چاہئے یعنی اب آپ زیادہ سے زیادہ وقت 'اپنی فکر' اور اپنی توانائیوں کو اس مقدس تنظیم کے لئے صرف کریں لیکن دوسرے لحاظ سے آپ میں تبدیلی نہیں آنی چاہئے۔ وہ یہ کہ جب بعض افراد جو مادی فکر اور سوچ رکھتے ہیں انہیں کوئی عہدہ ملتا ہے تو وہ اپنے کو بہت کچھ سمجھنے لگتے ہیں اور عزیز و معزز قسم کے دوست جب اس کے پاس آتے ہیں تو گویا وہ ان کو پہچانتے ہی نہیں۔ اس قسم کی تبدیلی آپ کی زندگی میں نہیں آنی چاہئے۔ خدا خواستہ اگر آپ کی زندگی میں اس قسم کی تبدیلی آگئی تو یہ ایک خطرناک چیز ہے اور آپ کے لئے خطرے کی علامت ہے اور یہی فرق اسلام اور غیر اسلامی فکر کے درمیان ہے۔ جو اسلامی فکر رکھتا ہو اور جو اسلام کو اپنا کتب ماننا ہو اور خود اپنے آپ کو مجاہد و مؤمن اور مکتبی سمجھتا ہو تو وہ نہ صرف عہدہ لینے کے بعد خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ شخص عہدہ قبول کرنے سے پرہیز کرتا ہے جب دوسرے رفقاء اسے عہدے کی پیشکش کریں تو وہ اس لئے اس کو لینے سے گریز کرتا ہے کہ عہدے میں ذمہ داری ہے تکلیف شرعی ہے لیکن اس کے مقابلے میں جو غیر اسلامی فکر رکھتا ہو وہ عہدہ پر پہنچنا چاہتا ہے۔ اگرچہ اس عہدے تک پہنچنے میں اس کو جھوٹ ہی کیوں نہ بولنا پڑے۔ اس کو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے اور اسے دوسروں کے سامنے ذلت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ مگر چونکہ وہ شخص عہدے کو ایک مقصد سمجھتا ہے لہذا وہ یہ سب چیزیں برداشت کرتا ہے اگر ایک شخص مؤمن و مجاہد ہے اسلام کو اپنے لئے مقصد سمجھتا ہے تو وہ حتیٰ المقدور

عہدے کو قبول کرنے سے گریز کرتا ہے۔ جس طرح یہ قصہ شاید آپ نے سنا ہوگا کہ جب مرحوم ابن طاووسؑ (یہ وہ شخصیت ہے کہ جس کے بارے میں ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ وہ کئی مرتبہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت سے شرفیاب ہو چکے تھے۔) جب انہیں اس زمانے کی حکومت نے بلایا کہ تم یہ قاضی کی پوسٹ قبول کرو، قاضی بن جاؤ تو انہوں نے انکار کیا جب حکومت نے بہت اصرار کیا اور انہوں نے انکار کیا تو آخر کار حکومت نے ان سے پوچھ لیا کہ آپ یہ عہدہ کیوں قبول نہیں کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں جب سے بالغ ہوا ہوں، جب سے میں مسکلف ہوا ہوں اس وقت سے میرے وجود کے اندر عقل اور نفس کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے اب تک میں ان دو کے درمیان تعفیہ اور فیصلہ نہیں کر سکا تو دوسرے لوگوں کے درمیان کیسے یہ کام کر پاؤں گا۔

### عہدے کی قبولیت کیسے؟

اب اگر ایک شخص واقعاً مجاہد ہے، مکتبی ہے تو وہ کوشش کرے گا کہ عہدہ قبول نہ کرے۔ بشرطیکہ اس کے لئے واجب یعنی نہ ہو۔ مثلاً بعض اوقات ہو سکتا ہے کہ ایک عہدہ قبول کرنا انسان کے لئے واجب یعنی ہو جائے۔ یعنی واجب کفائی سے بڑھ کر واجب یعنی بن جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب اس کے علاوہ کوئی دوسرا فرد اس عہدے کو قبول کرنے کے لئے موجود نہ ہو تو پھر وہ عہدہ قبول کرتا ہے اور اس کے بعد شب و روز اس ذمہ داری کو بطور احسن و اکمل بجالانے کے لئے کوشش کرتا ہے میں اپنے اس عزیز بھائی اور اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی یہی عرض کروں گا کہ یہ امانت اور یہ ذمہ داری جو آپ کے سپرد کی گئی ہے آپ اسے حتی المقدور احسن طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ کل آپ کے رفقاء آپ کو کسی بات کا ذمہ دار قرار نہ دیں۔ خداوند متعال ہمارے

بھائیوں کو جنہوں نے آئندہ کے لئے اس تنظیم کی ذمہ داریاں قبول کی ہیں انہیں اپنی ذمہ داریوں کو بطور احسن و اکمل بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

### خراج تحسین -

دوسرا نکتہ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ آپ کی فعال اور ملک گیر تنظیم ہے میں تقریباً ہر جگہ خصوصی مجالس اور عمومی محافل میں یہ اظہار کرتا رہتا ہوں کہ اگر واقعاً پاکستان میں اس وقت ہم کسی کو کہہ سکتے ہیں کہ صحیح معنوں میں مسلمان ہیں تو وہ ہمارے یہی نوجوان ہیں جو آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او کی تنظیموں میں ملک 'قوم' مذہب اور قرآن و عترت علیہم السلام کے لئے کام کر رہے ہیں۔

### پہچان کا معیار -

ہر معاشرے کا اور ہر تنظیم کا پہچان کئی طریقوں سے ہو سکتا ہے یا تو ان کے لٹریچر اور ان کے نعروں سے یا پھر ان کے بیوروں سے ہم انہیں پہچان سکتے ہیں۔ اگر ہم آئی۔ او کی فکر اور سوچ کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو ہمیں ان کے افکار کا اندازہ ان کے بیوروں، ان کے لٹریچر اور ان کے نعروں سے واضح طور پر ہو جائے گا کہ ان کی فکر مذہبی، اسلامی، قرآنی اور اہل بیت علیہم السلام کے خط والی فکر ہے اگر ہم کسی کو پہچانا چاہیں تو ہم ان کو دیکھیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں؟ مثلاً اگر آپ ایک پرندے کو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت بلند یوں پر پرواز کر رہا ہے۔ بلند یوں پر اڑتا رہتا ہے تو آپ سمجھ جائیں گے کہ اس پرندے کی فکر بلند ہے اسی طرح ایک چھوٹا سا حیوان جو خراب اور گندی جگہوں پر بیٹھتا ہے تو اس کی فکر کا اندازہ آپ اس کی جگہ سے لگا سکتے ہیں کہ یہ کس کی فکر میں ہے؟

اب آئی۔ او کے جوانوں کی فکر کا اندازہ یہاں سے لگا سکتے ہیں کہ جب بھی آپ ان کو دیکھتے ہیں۔ یہ امام بارگاہوں میں، مساجد یا دینی مدارس میں آپ کو نظر آتے

ہیں اور یہ ہر اس جگہ دکھائی دیتے ہیں کہ جہاں پر مذہب کی خوشبو آتی ہے۔ اب تک ہم انہیں سینما ہال، کلبوں یا دوسرے فساد خانوں میں نہیں دیکھا غرض ان مقدس مقامات یعنی مساجد، دینی مدارس اور دینی محافل اور قومی اجتماعات میں انہیں دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے جوان جو ان تنظیموں میں کام کر رہے ہیں خالص اسلامی اور مذہبی فکر رکھتے ہیں۔ اور ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ اگر ہم آپ کو کسی اور جگہ دیکھ لیں آپ میں سے بعض افراد سے کسی اور قسم کا نفرت سن لیں یا کسی اور قسم کی حرکت دیکھ لیں تو ہم آپ سے مایوس ہو جائیں گے۔ لیکن الحمد للہ اب تک ہم نے اس قسم کی کوئی چیز آپ میں نہیں دیکھی۔ اور یہی ہمارے لئے آئندہ کے لئے نوید ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ واقعاً مکتبی ہوں وہ مکتب وہ نظریہ جو اسلام و قرآن کا ہے، وہ مکتب جو اہل بیتؑ نے پیش کیا ہے۔ امام صادقؑ جس کے متعلق فرماتے ہیں۔

نظر و فکر کا سرچشمہ ..... قرآن و سنت ۔

”مَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ وَ أَلَّتِ الْجِبَالَ قَبْلَ أَنْ يَذُولَ وَ مَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ رَدَّتْهُ الرِّجَالُ“ (بحار الانوار ج ۲۳ ص ۱۵۳)

یعنی وہ مکتب وہ نظریہ وہ عقیدہ جو قرآن سے لیا گیا ہے جو سنت رسولؐ اور سنت اہل بیتؑ سے لیا گیا ہے۔ ایسا مکتب ہمارے لئے باعث فخر ہے، یہی ہمارے لئے باعث نجات اور باعث سعادت ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کے مکتبی بنیں اور اس قسم کے مؤمن ہوں تو پھر ہمیں ایسی محافل میں شرکت کرنا چاہئے جہاں پر علماء اسلام و قرآن سے ہمیں آشنا کریں، اہل بیت اطہارؑ کے متعلق ہمیں بتائیں۔ مساجد میں امام باڑوں میں مدارس میں یہی عقیدہ اور مکتب ہمیں ان افراد سے ملے گا۔ نہ ایسے افراد سے کہ جن کا اسلام، قرآن اور اہل بیتؑ کے ساتھ دور

کا واسطہ بھی نہیں۔ بس یہاں ہمیں سوچنا چاہئے کہ جو کام ہم کریں پہلے یہ دیکھیں اس کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟ اہل صفت کیا فرماتے ہیں؟ امام زمانہؑ غل اللہ کس بات پر راضی ہیں؟ اگر اس حد تک ہم پہنچ گئے تو اس وقت ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مکتبی ہیں۔ ہم مؤمن ہیں، ہم شیعہ ہیں، ہم مسلمان ہیں، میں ایک قصہ آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ آج سے تقریباً پانچ سال پہلے جب میں قم گیا تھا تو میرے ایک استاد حفظہ اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا کہ آج پانچ دس پاسدار میرے پاس آئے تھے جو مازندران میں بائبل سرشہر کے رہنے والے تھے وہ بائبل سر جو شاہ کے زمانے میں مازندران اور شمالی ایران میں علم، فحاشی و عیاشی کا اڈا تھا۔ یہ شہر چونکہ بحر خور کے کنارے پر ہے۔ وہاں پر جوان لڑکیاں اور لڑکے ہر قسم کی فحاشی کرتے تھے۔ ہمارے استاد نے فرمایا کہ اس شہر کے پاسداران میرے پاس آئے۔ تو ایک جوان پاسدار نے یہ بات کی۔ ہمارے شہر میں ایک بڑا سرمایہ دار آدمی ہے جس کے پاس بہت دولت ہے اور اس کی ایک بی لڑکی ہے اور اس کا کوئی وارث نہیں وہ لڑکی کہتی ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ دین کی طرف جاؤں اور قم میں درس پڑھوں اور ایک پاسدار کے ساتھ شادی کروں (وہ پاسدار بھی اسی بائبل سر کا تھا) اور اس لڑکی نے باپ سے کہا کہ اگر مجھے خواہ مخواہ شادی پر مجبور کرتے ہو تو پھر میں فلاں پاسدار کے ساتھ شادی کروں گی (اس پاسدار نے اپنا نام لیا) مگر وہ شخص چونکہ مغربی ذوق رکھتا تھا اور اس کے ذہن میں یہ تھا کہ وہ ایسے شخص کو داماد بنائے گا جو ماڈرن ہو اب چاہے وہ شراب خوار، بے نماز اور دیگر برائیوں میں مبتلا ہی کیوں نہ ہو لیکن ہو ماڈرن مثلاً بہت بڑا انجینئر ہو یا یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو۔ اس کا باپ اصرار کرتا تھا کہ فلاں حکومتی عہدے دار جو بڑا ڈاکٹر ہے انجینئر ہے اس سے شادی کرو لیکن وہ لڑکی کہتی تھی کہ اگر میں شادی کروں گی تو صرف پاسدار کے ساتھ شادی کروں گی۔ اب آپ یہاں پر دیکھیں باایمان اور مکتبی ہونا کسے کہتے ہیں؟ وہ



پاسدار کہہ رہا تھا کہ میں نے کہا کہ میں اس لڑکی سے شادی نہیں کرتا۔ کیوں؟ ایمان اسے کہتے ہیں مکتبی اسے کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ جوان اس لڑکی کے ساتھ شادی کرتا تو مثلاً اس لڑکی کے علاوہ اس کے باپ کی بہت بڑی دولت اس کے ہاتھ میں آجاتی۔ اس نے کہا (البتہ خود اس نے یہ الفاظ ہمارے استاد کے سامنے کہے) کہ چونکہ میں رہبر انقلاب اسلامی امام خمینی کا مقلد ہوں اور امام خمینی کی توضیح المسائل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر ایک لڑکی مجھ سے شادی کرنے پر راضی ہو لیکن اس لڑکی کا باپ مجھ سے راضی نہ ہو تو یہ صحیح نہیں کیونکہ باکرہ لڑکی کے لئے باپ کی رضاعت شرط ہے اور میں چونکہ امام خمینی کا مقلد ہوں لہذا دنیا کے مال و دولت اور حسن کی خاطر میں کبھی بھی اپنے رہبر اور اپنے مجتہد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ میں زیادہ طول نہیں دیتا چاہتا صرف یہی عرض کروں گا کہ ہم اپنے بھائیوں سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ نے جو پروگرام شروع کئے ہیں جس مقصد کی طرف آپ جا رہے ہیں جس ہدف و منزل کی طرف آپ بڑھ رہے ہیں اس وقت آپ اس منزل تک پہنچ سکیں گے کہ جب آپ یہ کوشش کریں کہ جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں اسلام کا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ اہل بیت اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ اور وہ مجتہد جس کی آپ تقلید کرتے ہو اس نے کیا فتویٰ دیا ہے۔ جب تک آپ اس حد تک نہیں پہنچتے تو اس وقت تک آپ کو مکتبی، مجتہد اور مؤمن کہنا شاید صحیح نہ ہو (غور فرمائیے)۔

سختیاں کم کر کے جاذبیت کی طرف توجہ دیں۔

ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں اور ساتھ یہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ کی تنظیم کے اندر اس قدر سختیاں نہیں ہونی چاہئیں کہ بعض نیک اور فعال افراد اگر آپ کے ساتھ آنا چاہیں تو آپ انہیں ٹھکرا دیں۔ آپ کو ایسی

پالیسی اختیار کرنی چاہئے کہ آپ مخلص پاک اور فعال لوگوں کو اپنی طرف جذب کریں۔ میں یہ بات بعنوان طالب علم کہہ رہا ہوں میں تو اپنے آپ کو ایک طالب علم سمجھتا ہوں لیکن ہمارے بزرگ علماء یہ فرماتے ہیں کہ تمہاری پالیسی ایسی ہونی چاہئے کہ بعض افراد جو آپ کے ساتھ ہمکاری کرنا چاہتے ہیں فعال ہیں اور ہو سکتا ہے کہ مثلاً آئندہ ان کے آپ کے ساتھ تعلقات اور زیادہ بہتر ہو جائیں۔ ان کو اپنی طرف جذب کرلو۔ اس قدر سختیاں نہ کرو کہ وہ افراد آپ کے نزدیک نہ آسکیں یعنی اسلام میں پہلے آپ لوگوں کو جذب کریں لیکن اگر ایک آدمی بہت خراب ہو گیا ہے خدا نخواستہ قابل اصلاح نہیں تو آپ اس کو چھوڑ دو۔ کچھ افراد جن سے آپ بہترین فائدہ لے سکتے ہو ان کو آگے لے آئیں۔ آپ کا مقصد پورے پاکستان میں اس تنظیم کو فعال بنانا ہے تو آپ کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہوگی۔ بعض افراد ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تعلیم حاصل نہ کی ہو اور دوکاندار ہیں مثلاً تجارت میں ماہر ہیں۔

ایسے افراد کو آپ لے لیں آپ چاہتے ہیں کہ ملک کی فلاح و بہبود کے لئے مثلاً اقتصادی منصوبہ بندی کریں اور اسی طرح دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد جن کے میں یہاں مناسب نہیں سمجھتا نام لوں ان سے بھی آپ اپنے درمیان افراد لے لیں غرض آپ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اس طرف جذب کر لیں۔

ہماری تین حیثیتیں ”شیعہ، مسلمان، پاکستانی“

اگر واقعاً یہ تنظیم ملک گیر ہے اور ملک کی سطح پر ابھر کر آنا چاہتی ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مقصد واضح ہو تو اس کے لئے میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ ہم ایک ہی وقت میں تین حیثیت رکھتے ہیں ایک ہم شیعہ ہیں دوسرے ہم مسلمان ہیں تیسرے ہم پاکستانی ہیں۔ ملک کی تاریخ میں ہم نے اپنے مسلمان ہونے

کو اور پاکستانی ہونے کو بھلا دیا ہے آپ کہیں گے کہ یہ کیا ہے اور کیسے ہے؟ ہم نے کب اسلام سے انکار کیا؟ میں عرض کروں گا۔ کیا آپ نے واقعاً ماضی میں اپنے کو مسلمان سمجھا ہے؟ اگر ہم مسلمان تھے تو یہ حدیث شریف ہے۔

”مَنْ أَصْبَحَ وَلَمْ يَهْتَمْ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ“  
جس نے صبح کی اور دوسرے مسلمانوں کے امور میں اسے کوئی دلچسپی نہ ہو۔

وہ اپنے سوا کسی کو اہمیت نہ دے تو وہ اسلام سے خارج ہوا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ گزشتہ دور میں بھی مسلمان تھے تو ہم اپنی بات ثابت کرتے ہیں۔ جب فرانس کی طرف سے الجزائر پر ظلم ہو رہا تھا، الجزائری مسلمان اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے تو کیا پاکستانی شیعوں نے اپنے قومی پلیٹ فارم سے ان مسلمانوں کے ساتھ اتحاد دیا، ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان بھی ہیں تو ناصر کے دور میں مصر میں جب اسلام کے خلاف نیشنلزم اور قومیت کے مسئلے کو ہوا دی گئی تھی اور اس نے اسلام اور اسلامی نظام چاہنے والوں کے خلاف محاذ کھول دیا تھا۔ سید قطب اور حسن البنا جیسی شخصیات کو اس نے پھانسی دے دی تھی تو کیا پاکستان سے ہمارے قومی پلیٹ فارم سے اس کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ فلسطین کی ۳۷ سالہ زندگی میں کیا ہم نے قومی پلیٹ فارم سے ان کے حق میں قرار داد پاس کی۔ اسی طرح جب ۱۹۶۳ کو رہبر انقلاب خمینی عظیم روحی لہ الفداء کو شاہ نے ترکیہ اور ترکیہ سے نجف اشرف کی طرف جلا وطن کر دیا تو مولانا مودودی نے شاہ کے اس اقدام کی مذمت کی لیکن کیا ہم نے قومی پلیٹ فارم سے شاہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گزشتہ ادوار میں ہم نے اپنے آپ کو مسلمان تصور نہیں کیا تھا۔ اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے تو یہ ایسے موارد تھے اور انشاء اللہ اور بھی موارد تھے کہ ہمیں اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر اظہار ہمدردی کرنا چاہئے تھا اور ہم نے نہیں کیا۔ اسی طرح ہم پاکستانی بھی ہیں۔ ہمارے بھائیوں نے (اس دوسری چیز کی طرف تو بہت توجہ کی ہے) رومی جارحیت جو افغانستان میں ہو رہی ہے اس کی انہوں نے مذمت کی، اس مقدس پلیٹ فارم سے،

امریکہ شیطان بزرگ کی ہم نے مذمت کی۔ لبنان میں مسلمانوں کے خلاف یہ جو کاروائیاں ہو رہی ہیں اس پر اسرائیل کے خلاف ہم نے بھرپور قرارداد پاس کی۔ صدام یزید نے امریکہ اور کفر کے اشارے پر ایران اسلامی پر جنگ مسلط کی اور اب بھی شہروں پر بمباری کر رہا ہے اور عراق کے اندر مظلوم علماء کو شہید کر رہا ہے۔ اس کے خلاف تو آپ نے اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کیا۔ اور بہت اچھا کیا۔ الحمد للہ اس دوسری چیز کے لیے آپ اپنے پلیٹ فارم سے اس کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن تیسری چیز یہ ہے کہ ہم پاکستانی بھی ہیں۔ شیعہ ہونے کی حیثیت سے ہمارے جتنے بھی مطالبات ہیں ہم ان مطالبات کے لینے کے لئے ہر قسم کی قربانی دیتے ہیں۔ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ خواہ وہ عزاداری سید الشہداء کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا نفاذ فقہ جعفریہ ہو یا دوسرے مسائل ہوں۔ لیکن ہم پاکستانی بھی ہیں اور پاکستانی کی حیثیت سے ہمارے کچھ فرائض اور حقوق ہیں۔

یہ جنگ جو ایران پر مسلط کی گئی ہے اور کفر جہانی مل کر ایران اسلامی کے خلاف ہر قسم کے حربے استعمال کر رہا ہے ہم اس کے متعلق بھی اپنی حکومت سے سوال کر سکتے ہیں کہ جب یہ جنگ خود عراق نے شروع کی ہے پھر کیوں آج تک اس حکومت نے عراقی جارحیت کی مذمت نہیں کی۔ جب اقوام متحدہ کی ایمل پر دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا تھا کہ شہری آبادیوں پر بمباری نہ کی جائے گی تو چند دن سے عراق نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کیوں ایران کے شہروں پر بمباری شروع کر رکھی ہے۔ کیوں یہ لوگ خاموش ہیں کیوں اقوام متحدہ اور اس میں موجود ممالک امریکہ سے ڈرتے ہیں۔ ہم اسلامی ممالک سے بھی تقاضا کرتے ہیں کہ اسلام میں جو جارح ہو جو ظالم ہو وہ کبھی بھی مظلوم کے ساتھ برابر نہیں ہو سکتا۔ یہاں اسلامی ممالک کے سربراہان نہ صرف یہ کہ ظالم کی مذمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ خفیہ طور پر مدد بھی کر رہے ہیں ہم دنیا کی دوسری حکومتوں سے اور اداروں سے سوال کرتے ہیں کہ آیا عراق میں بغیر مقدمہ چلائے بعض علماء کو

شہید کیا جاتا یہ حقوق انسانی کی پامالی نہیں ہے؟ کیوں تم یہ ظلم بند نہیں کروا تے۔

میں نے اسلامی ممالک کے سربراہان کے نام پر اور اسی طرح دوسرے غیر اسلامی ممالک کے سربراہان کے نام پر ایک ایک خط لکھا ہے اور اس کو صرف آخری شکل دیتا ہے۔ اس میں ہم نے اس قسم کے سوالات ان سے کئے ہیں اور ہم ان خطوط سے امریکہ شیطان بزرگ کو یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر امریکہ اپنی شیطنیت سے دستبردار نہیں ہوتا تو جس طرح لبنان کے مسلمانوں نے امریکہ کو ذلیل اور خوار کیا اسی طرح ہم لوگ بھی امریکہ کو ذلیل و خوار کر دیں گے۔ ہم امریکہ پر اور دوسری طاغوتی طاقتوں پر یہ واضح کر دیتا چاہتے ہیں کہ ہم وہ قوم ہیں جن کی تربیت گاہ کر بلا ہے۔ ہم ان ماؤں کے بچے ہیں کہ جنہوں نے اپنے دودھ میں شہادت کا درس گھول کر ہمیں پلایا ہے۔ ہم وہ قوم ہیں کہ پانچ وقت نماز میں ہم خاک کر بلا کو سامنے رکھ کر اپنے دل میں شوق شہادت بھرتے رہتے ہیں۔ جس قوم کی آرزو شہادت ہو وہ کبھی موت سے نہیں ڈرتی۔ بخدا اگر امریکہ نے اس طرح کے حملے کئے یا امریکہ کے پٹھوؤں نے اس طرح کے حملے کئے ہماری تو بات چھوڑ دو ہمارے بچے بلکہ ہماری خواتین اپنے کتب اور اسلام و قرآن کی حفاظت کے لئے قربانی کے لئے میدان میں آئیں گی۔

اس لئے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم سب کا شرعی فریضہ ہے کہ ایسے مواقع پر اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کریں۔ مختلف پروگراموں کے ذریعے خطوط کے ذریعے اور دوسرے وسائل کے ذریعے امریکہ کو ہم یہ سمجھائیں کہ جس طرح اسلامی جمہوری ایران میں اسلام کے پاسدار اسلام کی حفاظت کے لئے قربانی کے لئے تیار ہیں یہاں پر ہم بھی اسلامی انقلاب کی حفاظت کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ہم اپنے قائد اور اپنے رہبر عظیم الشان نائب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور امام امت ثمنی عظیم روحی لہ القدا، کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم صرف آپ کے امر کے منتظر ہیں۔ جب بھی آپ امر فرمائیں گے جس وقت بھی

آپ ہمیں بلائیں گے ہر وقت ہم اسلام کی حفاظت کے لئے اپنا خون دینے کے لئے تیار ہیں۔

خلاصہ کلام۔

خلاصہ یہ ہوگا کہ آپ شیعہ بھی ہیں اور شیعہ ہونے کی حیثیت سے ہمارے جتنے بھی فرائض ہیں جتنے مطالبات ہیں ان کے منوانے کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہونا چاہئے ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے بین الاقوامی سطح پر کفر جہانی کے خلاف جہاد کے لئے بھی ہمیں تیار ہونا چاہئے۔ اور پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ہمیں ہمارے جتنے بھی حقوق ہیں خواہ سیاسی ہیں خواہ وہ اجتماعی ہیں خواہ جو بھی ہوں ان کے لینے کے لئے بھی ہمیں تیار ہونا چاہئے چونکہ میں بار بار عرض کرتا ہوں کہ سیاسی مسائل مذہبی مسائل سے جدا نہیں اور مذہبی مسائل سیاسی مسائل سے جدا نہیں آخر میں میں آپ بھائیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس مبارک محفل میں میں آپ کے مبارک اور نورانی چہروں کی نزدیک سے زیارت کر سکوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

☆☆☆☆☆

نارووال میں آئی۔ او کے جوانوں سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اٰلِہٖ اَللّٰہِ  
وَاللُّغْنَةُ الدَّائِمَةُ عَلٰی اَعْدَائِہِمۡ اَعْدَاءِ اللّٰہِ مِنَ الْاَنۡ اِلٰی یَوْمِ لِقَآءِ اللّٰہِ  
وَبَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ  
الرَّحِیْمِ ۝ وَالَّذِیْنَ جَاهَلُوْا فِیْنَا لَنَنْہٰدِیْنَهُمْ سُبْحٰنَا (عکس ۶۹)

میں چاہتا تھا کہ آپ کی تعریف کروں لیکن پھر میرے دل میں یہ آیا کہ یہ تو  
وہی قضیہ بن جائے گا کہ ”من نرا حاجی مگوہر نوراً حاجی مگوہر“ ”وہا آپ سے  
میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ حق شناس نہیں یعنی اس تنظیم کے لئے جس قدر زحمات  
علماء کرام نے اٹھائی ہیں چاہئے تھا کہ آپ ان کی تعریف کریں نہ کہ میری کہ  
جس نے نہ تو کچھ آپ کے لئے کام کیا ہے اور نہ قوم کے لئے کچھ کام کیا ہے تو  
آپ سے ہم یہی توقع رکھتے ہیں کہ جو علماء صحیح طور پر کام کر رہے ہیں ان کی  
تعریف اور ان کی قدر دانی کی جائے نہ مثلاً مجھ جیسے افراد کی کہ بقول کچھ رفقاء کے  
کہ جو ادھر ادھر جیب پر یا بانی ایئر سفر کرتے ہیں اور پیسہ خرچ کرتے ہیں اور کام  
کچھ بھی نہیں کرتے ہیں بہر حال چونکہ ہم آپ کو متدین مسجد اور مکتبی مسلمان  
سمجھتے ہیں اس لحاظ سے یقیناً دوسرے افراد کی نسبت آپ سے ہماری توقعات زیادہ  
ہیں ادھر وقت کم ہے ظہر کا وقت ہونے والا ہے اور بعض رفقاء نے فرمایا ہے کہ  
وقت نہ لیا جائے بولنے کے لئے بہت سے موضوعات بھی ہیں بہر حال حتی المقدور  
کچھ ضروری باتیں بھی ہو جائیں اور آپ کا زیادہ وقت بھی نہ لیا جائے۔ ہر انسان کو  
کام کرنا ہے کیونکہ انسان کی جس طریقے سے خداوند متعال نے خلقت کی ہے کہ وہ  
خاموش اور آرام سے نہیں بیٹھ سکتا خوب جب ہمیں کام کرنا ہے تو کس طریقے  
سے ہم کام کریں؟ یقیناً جس طرح دوسرے سیاسی پلیٹ فارموں پر یا دوسری

تفکیکوں کے پلیٹ فارم پر افراد کام کر رہے ہیں اور ان کا رابطہ نہ خدا کے ساتھ ہے اور نہ ہی قرآن و اہل بیتؑ کے ساتھ ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ افراد ایسے ہی اپنے آپ کو تکلیف دے رہے ہیں اپنے آپ کو تھکا رہے ہیں لیکن ہم اور آپ کو بھی کام کرنا ہے تو کتنا بہتر ہے کہ ہم اپنا کام اپنی صلاحیتیں اور اپنی توانائیاں خدا کی راہ میں صرف کریں دین اسلام کی سر بلندی اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے صرف کریں یقیناً اگر ہمارا ایک دن بھی اس راستے میں صرف ہو جائے تو وہ دن کئی سو سال سے بہتر ہے کہ جو دوسرے مثلاً دنیاوی کاموں میں صرف کیا جائے تو امامیہ آرگنائزیشن کا یہ پلیٹ فارم یقیناً آپ کے لئے ایک اسلامی پلیٹ فارم ہے ان کے اغراض و مقاصد خدائی ہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی سر بلندی کے لئے ہیں اس لئے آپ کے لئے یہ باعث فخر ہے کہ آپ اس پلیٹ فارم پر کام کر رہے ہیں لیکن یہاں پر ہم یہ عرض کریں کہ ہو سکتا ہے کہ کچھ افراد چاہتے ہوں کہ آپ کام نہ کریں لہذا وہ آپ کے خلاف غلط قسم کی افواہیں پھیلاتے ہیں اور پروپیگنڈہ کرتے ہیں تو آپ ان سے متاثر نہ ہوں اور آپ نے جو سفر اللہ کی طرف شروع کیا ہے اس سفر کو آپ جاری رکھیں یقیناً حق کے راستے میں مشکلات اور موانع کی موجودگی ایک طبعی چیز ہے یعنی آپ یہ توقع نہ رکھیں کہ نہ کوئی آپ پر اعتراض کرے نہ کوئی آپ کے خلاف آواز بلند کرے نہ کوئی آپ کے راستے میں موانع ایجاد کرے آپ یہ توقع نہ رکھیں آپ ملامت کی پرواہ نہ کریں۔

مؤمن کی ایک خصوصیت۔

مؤمنین کی خصوصیات میں سے ہے کہ ”وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ“ یعنی مؤمن ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پروا نہیں کرتا لوگ جو کچھ کہیں انہیں کہنے



دیں۔ آپ نے واقعاً ”بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ“ جو کام خدا کے لئے شروع کیا ہے آپ نے صرف اپنے اور خدا کے درمیان معاملے کو صاف رکھنا ہے لوگ آپ کی تعریف کریں اس کی پروا نہ کریں اور اس پر خوش نہ ہوں لوگ آپ کی مذمت کریں تو آپ اس پر ناراض نہ ہوں اگر ساری دنیا میری اور آپ کی تعریف کرے لیکن اگر خدا خواستہ خدا و رسول و امام زمانہ ہم سے راضی نہ ہوں تو کیا ساری دنیا کی تعریف کی ہمارے لئے کوئی حیثیت ہوگی؟ یقیناً اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم اور آپ خدا و رسول کے راستے پر کام کر رہے ہیں پوری دنیا اگر ہماری مخالف ہو جائے تو کیا وہ ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس وقت آپ دیکھیں امام مفسیٰ اللہ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ دنیا میں سب ممالک ان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں ان کی مخالفت کر رہے ہیں چاہے وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلمان ہیں لیکن انہوں نے اللہ کے لئے کام شروع کیا ہے اور اپنی حرکت کو جاری رکھا ہے بنا بریں ہمارے اور آپ کے خلاف بھی غلط قسم کے بیانات، غلط قسم کا پروپیگنڈا، غلط قسم کے خطوط نشر کرنا یہ ایک طبعی چیز ہے یہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ ہم اور آپ ان سے متاثر ہو کر مایوس ہو جائیں اور میدان سے نکل جائیں اور میدان ان نا اہل افراد کے ہاتھ میں آجائے تاکہ وہ جس طرح چاہیں اسے لے جائیں باقی ایک بات ہم نے پہلے بھی عرض کی تھی اور اب بھی عرض کر رہے ہیں کہ ہم امامیہ آرگنائزیشن کے وجود کو ضروری سمجھتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ”ہر کسی را خدا برای همکاری ساخته است“ خداوند متعال نے ہر آدمی کو ایک خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے اب یہ نہیں کہ مثال کے طور پر میرے سر پر عمامہ ہے تو میں کہوں کہ سب کے سب کام میں کروں انجینئرنگ کا کام بھی میں کروں، ڈاکٹری کا کام بھی میں کروں، دینی مسائل اور دوسرے مسائل سب میں ہی بتاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا خداوند متعال نے ہر کسی کو خاص کام کے لئے خلق کیا ہے خاص استعداد اور

خاص صلاحیتیں ان کو دی ہیں بنابرہیں امامیہ آرگنائزیشن تحریک اور ملت جعفریہ کے لئے ضروری ہے ہم پاکستان میں امامیہ آرگنائزیشن کو ایک مضبوط مستحکم اور فعال حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں اگر کوئی اس قسم کی بات کرے کہ علماء کا ان پر اعتماد نہیں ہے تو آپ ایسی باتوں کو نہ سنیں علماء کا آپ پر اعتماد ہے امامیہ آرگنائزیشن میں جو جوان کام کرتے ہیں اور جن کو ہم پہچانتے ہیں اکثر بیشتر ہم ان کو مسلمان معہد، مکتبی اور مخلص سمجھتے ہیں پس آپ اس قسم کی باتوں سے متاثر نہ ہوں ہمارا سب علماء کا اور مجلس نظارت کا آپ سب پر پورا پورا اعتماد ہے مسئلہ یہ نہیں ہے میں نے ادھر بھی یہی عرض کیا تھا کہ پلیٹ فارم جو بھی ہو ہمیں اللہ کے لئے اہل بیت کے لئے اور ان محروم مسلمانوں کے لئے کام کرنا چاہئے پس اگر تنظیمیں ایک ہیں دو ہیں یا پانچ ہیں یہ اہم نہیں ہے اہم یہ ہے کہ ان تنظیموں کا خطہ اللہ کا ہو اسلام و قرآن ہو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بہت سے لوگ اسلام لائے تھے سب کہتے تھے ہم یہ ہیں ہم وہ ہیں لیکن اس زمانے میں معیار وجود مقدس حضرت علیؑ تھے خوب کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں کلمہ بھی پڑھتے تھے نماز بھی پڑھتے تھے سب باتیں مانتے تھے لیکن جب ولایت اہل بیت اور ولایت علی ابن ابی طالب کا مسئلہ ہوتا تھا وہاں وہ (انکار کر دیتے تھے) ہم سب کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اس وقت ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت امام ثمالی مدظلہ العالی کا چہرہ اسلام کی شناخت بن چکا ہے آج انقلاب اسلامی کی حمایت اور حضرت امام کی حمایت یہ ایک نشانی ہے تو اگر ہمارا خطہ اسلام والہل بیت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن ہو اور خطہ امام اور خطہ انقلاب اسلامی ہو تو پھر یہ اہم نہیں ہے کہ ہم پانچ تنظیمیں ہوں یا دس تنظیمیں ہوں پھر یہ تنظیمیں ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہیں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا خطہ ایک ہونا چاہئے ہمیں اسلام و قرآن و امام کے خطہ پر ہونا چاہئے اور ہوا و ہوس کے خطہ

پر نہیں ہونا چاہئے بظاہر ہو سکتا ہے کہ میں یہ دعویٰ کروں کہ میں انتہائی مسلمان اور مکتبی ہوں میں یہ ہوں میں وہ ہوں لیکن میرے کردار اور میرے اعمال سے یہ پتہ چلے کہ میں اپنے نفس کے خط پر جا رہا ہوں اور میں نفس پرست ہوں، ہوا پرست اور جاہ طلب ہوں پھر مسئلہ خراب ہو جائے گا پس ہم کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ یہ جو موجودہ تنظیمیں ہیں ہم کبھی نہیں چاہتے کہ ان کو ختم کیا جائے یہ مقصد نہیں ہے لیکن ان کا خط ایک ہونا چاہئے ایک خط پر ہوں ایک مقصد کے لئے کام کریں آپس میں مل کر کام کریں افہام و تفہیم کے ساتھ کام کریں ایک دوسرے کو ذلیل و خوار نہ کریں ایک دوسرے کے خلاف کسی بھی قسم کا قدم نہ اٹھائیں۔ یہاں میں آپ کی خدمت میں ایک حدیث عرض کرتا ہوں۔

مؤمن کی تین خصلتیں۔

”خصال صدوق“ میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں مؤمن واقعی میں تین سنتیں ہوتی ہیں ایک سنت خدا کی طرف سے ایک سنت رسول اکرمؐ کی طرف سے اور ایک سنت امامؑ کی طرف سے وہ سنت جو خدا کی طرف سے ہے وہ یہ ہے کہ خدا ستار العیوب ہے یعنی خدا ہمارے باطن سے واقف ہے اب فرض کریں کہ میں یہاں پر کھڑا ہوا ہوں جتنے گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اور روزانہ میں چھپ کر کتنے گناہ کرتا ہوں یہ خدا کو معلوم ہیں اور کسی کو معلوم نہیں لیکن خدا ستار العیوب ہے وہ اپنے بندوں کو دوسروں کے سامنے رسوا نہیں کرتا اپنے بندوں کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے۔ مؤمن واقعی ہی ایسا ہے کہ جب دوسرے بھائیوں میں وہ غلطی دیکھتا ہے تو اسے افشا نہیں کرتا اس کو عام نہیں کرتا بلکہ اس کو چھپاتا ہے اب یہاں پر خود ہم کہاں تک مؤمن ہیں؟ ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوتے ہیں کہ اس میں کوئی نقطہ ضعف (weak point) پیدا کریں اور

آئندہ محافل و مجالس میں اس کو افشا کریں اسی طریقے سے ایک دوسری حدیث ہے مفہوم اس کا یہ ہے متن میرے ذہن میں نہیں ہے امام معصوم فرماتے ہیں ۔

**اقرب ما یكون العبد الى الکفر عن ان یواخی الرجل علیٰ**

**الدین فیحصی علیہ خطیایہ و ذلاتہ**

یعنی بندے کے کچھ حالات ہوتے ہیں ایک حالت بندے کی وہ ہے کہ اس وقت بندہ سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے وہ کون سی حالت ہے؟ وہ جب انسان خدا کے سامنے سجدے میں پڑا ہو تو اس حالت میں بندہ خدا کے نزدیک ترین ہوتا ہے دوسری حالت جو خدا سے دور ترین ہے وہ کفر کی طرف نزدیک ترین حالت ہے امام معصوم فرماتے ہیں بندے کی کفر سے نزدیک ترین حالت یہ ہے **ان یواخی الرجل علیٰ الدین** کہ انسان کسی کو اپنا دینی بھائی بنائے اور اس سے کہہ دے کہ ہم آپس میں دینی بھائی ہیں ہم مسلمان ہیں شیعہ ہیں لیکن بعد میں کیا کرے؟ **فیحصی علیہ خطیایہ و ذلاتہ** ادھر تو وہ اس کے ساتھ اخوت کا صیغہ پڑھ لیتا ہے اس کے بعد اس کے پیچھے اس کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو ایک ایک کر کے جمع کرتا ہے۔ اب واقعا آپ بتائیں کہ کیا ہم اس مرض میں مبتلا نہیں ہیں؟ اب اپنے گریبانوں میں جھانکیں کیا ہماری یہی حالت نہیں ہے؟ اب اس وقت ہم کہاں پہنچ گئے ہیں؟ کیا وہ سفر جو ہم نے خدا کی طرف شروع کیا تھا اب کیا ہم اسی طرف جا رہے ہیں یا کہ کفر کی طرف؟ معذرت چاہتا ہوں آپ کے افراد ہیں یا دوسرے افراد ہیں وہ ذرا اپنا محاسبہ کر لیں۔ سید مہدی ہاشمی سازشی کو جب گرفتار کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ میری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی حقیقی اسلام ہے مجھے اپنے نفس کے محاسبہ کا موقع ہی نہیں ملا۔

## کیا ہم نے اپنا احتساب کیا؟

اب میں آئی۔ ادا والوں سے یہ پوچھتا ہوں جس طرح کہ قبلہ مولانا صفدر حسین حفظہ اللہ نے فرمایا کہ آپ معاشرہ سازی کی باتیں کرتے ہیں تو کیا آپ نے اپنے آپ کا کبھی محاسبہ کیا ہے؟ آپ مجھے مت بتائیں بلکہ آپ خود سوچیں کہ ان چوبیس گھنٹوں میں کتنا وقت اپنے نفس اور محاسبہ نفس کو دیتے ہیں؟ اور یہی ہماری غلطی ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ بس فرض کرو کہ میں سمجھوں کہ میں اب معصومین (عمامہ سر پر رکھنے والوں) میں آ گیا ہوں اہل علم کی صنف میں آ گیا ہوں یا یہ سمجھیں کہ میں آئی۔ ادا کی مجلسِ اخوان میں آ گیا ہوں یا ان کا عہدیدار بن گیا ہوں ہم یہ خیال کریں کہ بس ہمارا مسئلہ طے ہو گیا یہ ہماری غلط فہمی ہے بلکہ یہاں سے ہمارے امتحانات زیادہ ہو جاتے ہیں جب تک ہم ایک عام فرد تھے اس وقت یقیناً شیطان ہمارا اتنا پیچھا نہیں کرے گا لیکن جس وقت ہم ایک خاص پوسٹ پر آ گئے تو اس سے ہماری مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا شیطان ہمارے پیچھے اور زیادہ پڑ جائے گا اگر پہلے ایک شیطان تھا تو اب کئی شیطان ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اس سے پہلے اگر صرف شیطان جنی ہمارے پیچھے تھا تو اب شیطان جنی کے علاوہ شیطان انسی بھی ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اب ہم نے ان کے لئے کیا انتظام کیا ہے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟ برادرانِ عزیز یہ جو آپس میں گردہ بندی کر رہے ہیں بخدا اگر آپ خدا کے لئے کام کرتے تو یہ مسائل پیش نہ آتے ہزار بار آپ کہیں کہ میں خدا کے لئے سرگرم عمل ہوں تو میں نہیں مانتا اگر خدا کے لئے ہو تو اختلاف پیش نہیں آتا نہ علماء کے درمیان اختلاف آئے گا اور نہ ہی آئی۔ ادا کے درمیان اختلاف آئے گا یہ اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ ہمارا کام خدا کے لئے نہیں ہے بظاہر تو ہم کہتے ہیں کہ ہم خدا کی خاطر کام کر رہے ہیں ہم اسلام اور شیعوں کے لئے کام کر رہے ہیں لیکن باطن میں جو بت ہمارے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں ہم ان کے

لئے کام کرتے ہیں۔ حضرت امام مدظلہ العالی نے تیرہ رجب کو جو تقریر کی اس کا مطالعہ کریں انہوں نے صاف فرمایا ہے کہ اگر دو عالم ربانی (دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں) ہوں اگر واقعتاً وہ روحانی اور ربانی ہوں تو ان میں اختلاف نہیں آئے گا لیکن دو عالم جو بظاہر عالم ہیں لیکن صحیح معنوں میں ربانی نہیں ہیں تو ان میں اختلاف پیدا ہوگا۔ اسی طرح آپ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم آئی۔ او کے ارکان ہیں اگر آپ حقیقتاً خدا کے لئے کام کرتے ہیں تو آپ میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے گروہ بندی نہیں ہونی چاہئے یہ گروہ بندی جب آئے گی تو اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ ان کے درمیان اور ان کے دلوں میں کچھ اور ہے جس طرح جب دن ہوتا ہے تو اس سے آپ یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ اب سورج طلوع ہو چکا ہے اسی طرح جب دلوں میں نفاق آجاتا ہے تو نفاق کا نتیجہ کیا ہوگا؟ گروہ بندی۔ اب فرض کرو کہ ہمیں کسی کے دل کی خبر نہیں کہ نفاق آیا ہے کہ نہیں؟ لیکن جب گروہ بندی آجائے تو ہم گروہ بندی سے اندازہ لگائیں گے کہ نفاق آیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ گروہ بندی پیدا ہوگئی ہے۔

برادران عزیز! مؤمن کی خصوصیت اور سنت جو خدا سے اسے ملی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسرے بھائیوں کے عیب پر پردہ ڈالے۔ یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہم ہر ایک کے پیچھے لگتے ہیں۔ کسی کو ضد انقلاب بتاتے ہیں، کسی کو ضد علماء بتاتے ہیں، کسی کو امریکی ایجنٹ بتاتے ہیں تو پھر ہمارے پاس کون رہ جاتا ہے؟ جب سب کو ہم نے تقسیم کر دیا کسی کو ہم نے امریکہ کی گود میں پھینک دیا کسی کو ضد انقلاب اور کسی کو ضد علماء بنا دیا پس مسلمان تو رہے ہی نہیں پھر کام کس لئے کر رہے ہیں؟

برادران عزیز! ذرا خدا کے لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ کیا ہو رہا ہے ذرا آپ کا اور میرا ذاتی اختلاف آجائے فوراً اس کو ہم تنظیمی رنگ دیتے ہیں فوراً اس کو نظریاتی اختلاف کا نام دیتے ہیں، صحیح معنوں میں وہ ذاتی رنجش ہوتی ہے لیکن اس

کو ہم کسی اور جگہ لے جاتے ہیں۔ اگر ہم ایک آدمی کو کہیں کہ یہ ضد انقلاب ہے یا ضد علماء ہے اگر صحیح معنوں میں وہ ایسا نہیں ہے اور اگر ہر جگہ ہم اسے کہیں گے تو وہ خود بخود ہو جائے گا۔ وہ خواہ مخواہ ادھر چلا جائے گا۔ مولاً فرماتے ہیں کہ ناکامی یہ نہیں ہے کہ فرض کریں انسان دوست نہ ڈھونڈ سکے بلکہ سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ انسان کے پاس دوست ہو وہ ہاتھ سے دے بیٹھے۔ آپ آئی۔ او کو تو چاہیے تھا کہ وہ دوسرے افراد کو جمع کرے نہ یہ کہ آپ میں گروہ بندی پیدا ہو جائے کسی کو ضد انقلاب کے نام پر کسی کو استعماری ایجنٹ کے نام پر، ہر ایک کو نکال کر سب کو ختم کریں۔ یہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ خدا کے لئے اگر آپ کام کر رہے ہیں تو ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلیں۔ جس طرح مجھ سے پہلے شیخ عمن علی نجفی نے بھی آپ کی مجلس اخوان کی خدمت میں فرمایا کہ آپ ایک دوسرے پر حسن ظن رکھیں۔ اگر ایک سے کوئی کام صادر ہو جائے تو اسے حل بہ صحت کرو۔ (یعنی وہ کام بالعموم صحیح ہے) اب فرض کریں آپ بھائیوں میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ میرے پاس آتا ہے، بجائے اس کے کہ میں کہوں کہ آپ غلط پہلو کی طرف جا رہے ہیں وہ آدمی آپ کے خلاف نہیں ہے وہ تو آپ کو اچھا سمجھتا ہے پتہ ہے میں کیا کہتا ہوں کہ ہاں مجھے بھی کچھ شواہد ملے ہیں فلاں فلاں جگہ سے۔ یعنی اگر اس سے پہلے وہ بھائی اس کے خلاف پچاس فیصد تھا تو جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اسے ستر فیصد کر دیتا ہوں یہ کیا ہے؟ یہ اسلام ہے؟ یہ درد دل ہے۔ ہم حیران ہو جاتے ہیں کہ ہمارے دیندار جوان جب ایسے ہو جاتے ہیں تو دوسروں سے ہم کیسے توقع رکھیں۔

رسولؐ کی طرف سے خصوصیت :-

دوسری خصوصیت جو مؤمن کو رسول اللہؐ سے ملی ہے وہ یہ ہے کہ رسول خداؐ

کو خداوند متعال نے خلقِ عظیم دیا تھا۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ” (ال عمران - ۱۵۹)

اگر آپ سخت ہوتے تو یہ جو مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے تھے جمع نہ ہوتے تو مؤمن اگر واقعی مؤمن کامل ہے تو اسے خوش اخلاق ہونا چاہئے۔ اس میں واقعا وسعتِ صدر ہونا چاہئے۔ اسے تنگ نظر نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح کل قبلہ صدر حسین نجفی نے فرمایا کہ آپ محبت کے ساتھ دوسروں کو پیغام دیں نہ نفرت کے ساتھ، نہ ضد کے ساتھ نہ تشدد کے ساتھ۔ پیغمبر اکرمؐ کے پاس جب بدترین لوگ بھی آتے تھے تو وہ کس انداز سے ان سے ملتے تھے؟ ہمارے پاس اگر کوئی ایسا آدمی آتا ہے جس سے ہماری تھوڑی سی رنجش ہوتی ہے ہمارے چہرے آنکھوں اور حرکات و سکنات سے واضح ہوتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اچھے نہیں ہیں۔

امام معصومؑ کی طرف سے خصوصیت

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ امامؑ سے جو سنت مؤمن کو ملی ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی مشکل ان پر آئی انہوں نے صبر و استقامت سے کام لیا تو آپ بھی اگر مؤمن واقعی ہیں تو آپ پر بھی جب مشکلات، مصیبتیں اور زحمت آئیں گی اور آپ کو تکالیف اٹھانا پڑیں گی تو ہم تقرب الی اللہ کی آخری حد پر پہنچ جائیں گے۔ آپ کو مصائب و تکالیف پر صبر و تحمل کرنا چاہئے۔ چونکہ وقت ہو گیا ہے اس لئے میں زیادہ حرام نہیں ہوتا۔ باتیں تو بہت کرنا تھیں لیکن چونکہ ہمیں لاہور وفاق علمائے شیعہ کی میٹنگ میں جانا ہے اس لئے میں زیادہ حرام نہیں ہوتا بس آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ﷺ کام کریں واقعا ذاتی رنجشوں کو دور کریں یہ کدورت جو موجود ہے اس کو آپ چھوڑ دیں ایک دوسرے پر حسن ظن رکھیں۔ ہر ایک دوسرے کے کام کو برداشت کرے تنگ نظری چھوڑ دیں اور کام کریں اب مثال



کے طور پر یہی ہمارے شیعوں کے مسائل ہیں جیسا کہ آپ نے قرار دادوں میں اشارہ کیا ہے فرض کریں ٹامبوئی کا مسئلہ ہے ڈیرہ اسماعیل خان کا مسئلہ ہے دوسرے مسائل ہیں اب ان کے بارے میں آپ ایک قرار داد پاس کریں اور کہیں کہ ہم نے وظیفہ ادا کر دیا ہے تو یہ نہیں ہے کم از کم کوئی دوسرا قدم بھی اٹھائیں۔ وہ قدم یہ ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کل جو واقعہ ہوا ہے یا مثلاً دوسرے مسائل ہیں ان کے بارے میں آپ اپنے سب یونٹوں کو اطلاع دیں کہ وہ حکومت کو ٹیلی گرام بھیجیں یا دوسرے ذمہ دار افراد کو ٹیلی گرام دیں کہ شیعہ ان مظالم کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسی طرح آپ نے امن طور پر کوئی مظاہرہ کریں جس طرح اسلامی جمعیت طلبہ والے کرتے ہیں یا دوسری سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔ تھڈ کی راہ نہ بھی اپنائیں تو مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ قیدی حضرات سے ملاقات کریں۔ ان کے مسائل پوچھیں ان کے مالی مسائل کے لئے کوئی قدم اٹھائیں نہ یہ کہ صرف قرار داد پاس کر دیں اور کہیں کہ ہم نے وظیفہ ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح بین الاقوامی مسائل سے آپ اپنے کو جدا نہ کریں آپ ذمہ دار افراد ہیں آپ یہ مسائل درک کر سکتے ہیں۔ ان کی مشکلات ہم پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ہماری مشکلات ان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

ایک حدیث

ایک حدیث میں ہے۔

”مَنْ سَمِعَ يُنَادِي يَا أَهْلَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ“

اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کی آواز کو سن لیا کہ وہ تم سے مدد مانگ رہا ہے اور آپ نے اس کے سوال کا جواب مثبت نہ دیا تو آپ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آج آپ کو پتا ہے کہ کویت کے مسلمان کس مشکلات میں مبتلا ہیں

عراق کے مسلمان کس حالت میں ہیں، عراق کے متعلق میں عرض کروں کہ پرسوں ہم جن شہداء کے جنازہ پر گئے تھے ان شہیدوں پر جو ظلم ہوا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کی ہڈیوں کو شہادت سے پہلے توڑ دیا گیا تھا۔ بدن پر گرم لوہے کے اثرات تھے یعنی ان کے بدن کو داغاً گیا تھا اس کے علاوہ ان کی انگلیوں کو کاٹ دیا گیا تھا اور سروں کو دیکھا ہی نہیں جاسکتا تھا کیوں کہ سروں کو قطع کر دیا گیا تھا۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان کی آنکھوں اور کانوں کو کاٹ دیا گیا تھا اور اس جرم کو چھپانے کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صدام کراچی سے ہزاروں میل دور ہے جب وہ یہاں رہنے والے مسلمانوں پر یہ مظالم کر رہا ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ مسلمان جوان جو نجف اور کربلا میں ہیں ان کا کیا حال ہو گا؟ اسی کراچی میں جو مسلمان عراقی ہیں بخدا وہ آکر رو رہے تھے کہ ہم کہاں جائیں؟ کویت میں وہ ہمارے پیچھے تھے یہاں آئے ہیں تو یہاں ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ جو حال ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے وہی ہم تمہارے ساتھ کریں گے تو ہم کہاں جائیں؟ اے پاکستان کے شیعو! ہمیں تحفظ دو۔ وہ جو چند شیعہ مسلمان تھے وہ بچارے رو رہے تھے کہ ہم اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں اور کاروبار پر نہیں جاسکتے۔ یہ بحسنی غنڈے ہمارے پیچھے ہیں اور وہ ہم سے مدد مانگ رہے تھے۔ خدا کے لئے ان کے لئے کچھ کرو۔ یہ ۹ اپریل کا جو دن آرہا ہے یہ شہید باقر الصدر کی شہادت کا دن ہے اس کے لئے کچھ پروگرام بنادو۔ ٹیلی گرام دے دو۔ حکومت سے کہو کہ کراچی میں بحسنی غنڈوں کی غنڈہ گردی کو بند کرے اور ان مظلوموں کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے ان کو سزا دے اور صدائی سفارت خانے کو بیغام دے دو کہ اگر تم نے غنڈہ گردی سے ہاتھ نہیں روکا تو اس کے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔ آپ ان کو دھمکی دے دیں اور ۹ اپریل کے دن کو پر امن مظاہرہ کریں۔ اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے دفتر کے سامنے تاکہ ان مظلوم

شیعہ افراد کے ساتھ کچھ اظہار ہمدردی ہو سکے۔ صرف قرار داد پاس کر لیں اور پریس ریلیز دے دیں تو یہ کوئی کام نہیں ہوا۔ اسی طریقے سے کویت کے مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے خصوصاً یہ جو انہوں نے بین مسلمان افراد کو گرفتار کر رکھا ہے اور ان پر جھوٹے مقدمات چلا رہے ہیں ان کے لئے کچھ کام کریں ان مظلوم شیعوں کے لئے۔ یہ نہیں کہ ہم صرف باتیں کر کے یہ سمجھ لیں کہ ہم نے اپنے مذہبی فریضہ کو ادا کر دیا ہے۔ نہیں بات اس پر ختم نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنی استطاعت کے مطابق اپنے ان بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہئے۔

اس دن عراقی شیعوں کی جو حالت میں نے دیکھی ہے اس سے میرا دل خون ہو گیا ہے کہ یہ کتنے مظلوم ہو گئے ہیں کہ ہمارے سامنے اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اے خدا! کب کوئی ان مظلوموں اور بیماروں کا فریاد رس آئے گا اور ان کو نجات دے گا اس طریقہ سے لبنان اور افغانستان کا مسئلہ ہے۔ ایران اسلامی کا مسئلہ ہے کہ امریکہ انہیں دھمکی دیتا ہے کہ آٹھ گھنٹے ہرگز پر اس نے جو میزائل نصب کئے ہیں ان پر وہ یہ کر دے گا وہ کر دے گا۔ اس پر بھی ہمارے کچھ بیانات آنے چاہئیں کہ تمہیں اس کا کیا حق ہے؟ ایران کا جو ظلم قارس ہے اس کی حدود میں تمہیں مداخلت کا کیا حق ہے؟ یہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج ہے کہ امریکہ ایک دہشت گرد اتنی دور جگہ پر ہم سے ایسی باتیں کرے۔ اگر ایران والے یا دوسرے مسلمان ممالک امریکہ کے ساحل پر میزائل نصب کرتے تو اس کو اعتراض کا حق حاصل تھا لیکن اگر ایران اپنی بندرگاہوں اور اپنے سمندر میں یہ کام کرتا ہے تو امریکہ کو اس میں مداخلت کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟ اس مسئلہ کو اگر ہم نے نہیں چھیڑا اور اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی تو ان کے ارادے اور بلند ہوجائیں گے لیکن اگر انہوں نے دیکھ لیا کہ پاکستان میں انقلاب اسلامی کے حامی موجود ہیں تو آئندہ اس قسم کی دھمکیوں کی وہ جرأت نہیں کریں گے۔ میں آپ حضرات سے یہ

خواہش کروں گا کہ آپ ان مسائل کو درک کریں۔ ہم اپنے آپ کو دوسرے شیعوں سے اور انقلاب اسلامی سے الگ تھلگ نہیں سمجھ سکتے۔ اگر ہم نے سمجھ بھی لیا تو بخدا میں نے اس دن بھی ایک جگہ عرض کیا تھا کہ ہم مثلاً قرآن سر پر رکھ کر کہہ دیں کہ ہمارا انقلاب اسلامی سے کوئی تعلق نہیں تو یہ پھر بھی ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ہمیں انقلاب سے اور دوسرے شیعوں سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ جب وہ ہمیں علیحدہ نہیں سمجھتے اور وہ ہمیں مارنا چاہتے ہیں تو پھر کیوں ہم عزت کے ساتھ شہادت قبول نہ کریں اور ان کی مثلاً دھمکیوں کی کوئی پروا نہ کریں۔ ہم اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں کہ جہاں جہاں شیعہ پر کوئی مشکل آتی ہے ہم اپنے وسائل کے مطابق ان کے ساتھ ہمدردی کریں ان کی مشکل کو حل کرنے کے لئے اقدام کریں۔ چونکہ اذانیں ہو رہی ہیں اس لئے میں مزاحم نہیں ہوتا۔ بہر حال میرا آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ ایک مسلمان ہیں ایک اسلامی تنظیم کے رکن ہیں آپ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے قدم بڑھاؤ اور ایلّہ کام کرو۔ دھڑہ بندی کو ختم کرو۔ ایک دوسرے کے خلاف زبان کے ذریعے جو تہمتیں لگائی جا رہی ہیں ان کو ختم کرو۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ جو افراد آئی۔ او کے خلاف یا دوسرے علماء کے خلاف پمفلٹ بازی کرتے ہیں ہم ان کو شیاطین سمجھتے ہیں ہم ان کو ملک و قوم و مذہب کے دشمن سمجھتے ہیں یہ ایسے افراد نہیں ہیں کہ یہ اپنے نام کے ساتھ بیروئے خط امام لکھیں۔ خط امام یہ نہیں ہے۔ خط امام اخلاق ہے خط امام محبت ہے خط امام گالی گلوچ نہیں ہے اگر واقعاً دیندار ہوتے تو ایسے الفاظ اور اس قسم کا لہجہ استعمال نہ کرتے۔ اگر بیروئے خط امام ہوتے تو اس قسم کی گندی زبان استعمال نہ کرتے۔ ہم ان ناجواز و نامعروف حرکات کی مذمت کرتے ہیں اور جس طرح کہ ہمارے برادر بزرگوار حجت الاسلام آقائے ساجد علی شاہ صاحب خطہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ ہم نے بھی ایک کبھی قائم کی ہے۔ ہم آپ سے یہی خواہش کرتے ہیں کہ

آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں کہ اس قسم کے افراد کا ہم کھوج لگا کر تحقیق کر کے ان کو تلاش کر کے 'حقائق جانیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہم سب کو ایک دوسرے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں؟ ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ علماء کا اور ہمارا انشاء اللہ آئی۔ اوپر اعتماد ہے ہم ان کو مضبوط و مستحکم و فعال دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم آپ حضرات کے خصوصاً نارووال کے مؤمنین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ پر احسان کیا یہاں بلایا اور ہم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نزدیک سے آپ کے چہروں کی زیارت کی۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

## قائد شہیدؒ کا اجلاس مرکزی کونسل (۸۵ء) بمقام گھمبٹ

سے خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّاهِرِیْنَ

ابتدائی کلمات

محترم اراکین کونسل و مبصرین حضرات السلام علیکم!

عام رسم ہے کہ ان میٹنگوں میں گزشتہ اجلاسوں کی کارکردگی اور فعالیت بیان کی جاتی ہے لیکن میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ عام لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے ایک اور چیز بھی شامل کی جائے کہ جہاں فعالیت بیان کی جاتی ہے وہاں عدم فعالیت بھی بیان کی جائے یعنی تحریک نے تنظیم نے اب تک کیا کیا ہے؟ اور جو چیزیں اب تک تحریک کو کرنی چاہئے تھیں وہ اس نے کیوں نہیں کیں؟ جب تک ہم اپنے نقص اور کمزوری کا اقرار نہ کر لیں تب تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔

کراچی کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے، موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ جس طرح کہ پہلے مقررین حضرات نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کچھ کراچی میں رونما ہوا ہے یہ کراچی تک محدود نہیں بلکہ دوسری جگہوں تک اس کے پھیلنے کا خطرہ ہے اور اس سلسلے میں یہ طے کیا گیا ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ کمیٹی اس مسئلے پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و خوض کر کے ایک منظم و مستحکم پروگرام بنائے اور میں بھی اس تجویز کی تائید کرتا ہوں لیکن یہ کمیٹی صرف نام کی نہ ہو۔

(۱) جس طرح کہ ہم نے لاہور میں کونشن کمیٹی بنائی۔ گھنٹے دو گھنٹے تک بیٹھے

رہے لیکن آخر نام کام ہو گئے۔

## کچھ کمزوریاں -

یہ تحریک کی کمزوریاں ہیں جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔  
 (۲) اسی طرح ایک سیاسی سل بنایا گیا کہ ۲۸ تاریخ کو لاہور میں کابینہ کی  
 میٹنگ میں رپورٹ پیش کریں گے مگر اس وقت تک ان کی ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی۔  
 (۳) آئین کیلئے ایک کمیٹی بنائی گئی شروع میں اس کی ایک دو میٹنگیں ہوئیں  
 آخر کار جس مقصد کیلئے یہ کمیٹی بنائی گئی تھی اس سلسلے میں اب تک کامیاب نہیں  
 ہو سکے۔

(۴) راولپنڈی کی میٹنگ میں یہ طے ہو گیا کہ جہاں جہاں پر بھی مؤنٹین کو  
 نقصانات پہنچے ہیں خواہ کراچی والے ہیں خواہ دوسرے شہروں کے ہیں ان کی فوری  
 مدد کی جائے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب تک متاثرین کے لئے محدود مدد کے  
 علاوہ ہم نے کچھ نہیں کیا ہے۔

حالانکہ جب صدمہ (کرم ایجنسی) میں فسادات ہو گئے اور شیعوں کے گھروں  
 کو جلایا گیا تو حجت الاسلام والمسلمین مولانا شیخ علی مدد نجفی اور میں نے مل کر فقط  
 پارا چنار کے مؤنٹین سے (پنجاب، بلوچستان یا سندھ والوں سے ہم نے ایک پیسے کا  
 چندہ نہیں مانگا) آٹھ لاکھ روپیہ جمع کئے۔ اگر پارا چنار جیسے پسماندہ علاقے سے سات  
 آٹھ لاکھ روپیہ کی مدد حاصل کی جاسکتی ہے تو آیا پاکستان کے لاہور یا کراچی جیسے  
 تجارتی شہروں سے کروڑوں روپیہ اکٹھا نہیں کیا جاسکتا؟ اگر اکٹھا کیا جاسکتا ہے تو  
 کیوں نہیں کیا گیا؟ اس لئے نہیں ہوا کہ ”آمد ند نشند“، ”گفتند نہر خاستند و  
 رفتند“ (یعنی آکر بیٹھے کچھ باتیں کیں اور اٹھ کر چلے گئے) ابھی کمیٹی بنائی  
 جائے گی لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ جس طرح مسئلہ پر تحقیق اور کام کرنا چاہئے،  
 یہ کریں گے۔ اس لئے کہ آپ حضرات احساس مسؤلیت نہیں کرتے۔ اور تو فیصلہ  
 ہو گیا کہ متاثرین کے ساتھ مدد کرنی چاہئے لیکن آپ نے میری ذات پر چھوڑ دیا

ہے۔ خود لاہور والوں نے کچھ نہیں کیا، سرگودھا والوں نے کچھ نہیں کیا، راولپنڈی والوں نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرے شہروں والوں نے کچھ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ سرگودھا کا جو آدمی جیل میں ہے اور اس پر مقدمہ چل رہا ہے اور اب تک اس کا ۲۵، ۳۰ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے جبکہ تحریک نے اس کی ایک پیسے کی مدد نہیں کی۔

آپ جان لیں کہ اگر ہم اس ملت کے صحیح خدمت گزار نہ بن سکے تو نہ ہم خوبصورت ہیں کہ خوبصورتی کی وجہ سے لوگ ہمارے ساتھ محبت کریں گے اور ہمیں دوست رکھیں گے اور نہ ہی کوئی اور مسئلہ ہے۔ کل جس طرح انہوں نے آپ سے پہلے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح آپ کو بھی چھوڑ دیں گے۔ پس خدا کے لئے احساس مسئولیت کیجئے جب بحث کر کے نرین یا بس پر بیٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں تو مسئلہ یہیں کا یہیں رہ جائے گا۔ اگر یہی طریقہ کار ہو، یہی مسئولیت ہو تو پھر علی الاسلام السلام

میں آخر میں پھر آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ اگر کوئی کمیٹی کراچی کے مسائل اور مشکلات کیلئے بنائی جانے والی ہے اور آپ خود کو رضا کارانہ طور پر خود اپنے آپ کو نامزد کریں اور اس کے لیے وقت بھی دیں تاکہ صحیح طور پر تجاویز دے سکیں اور حل بھی کر سکیں۔ برائے نام نہ ہو۔ پوری تحریک کو بھی دھوکہ نہ ہو اور ملک کو بھی دھوکہ نہ ہوتا کہ کچھ کام ہو جائے اور اس سے زیادہ میں ایجنڈے پر اور کچھ نہیں کہتا اور اسی کی تائید کرتا ہوں کہ کمیٹی تفصیل کے ساتھ لائحہ عمل تیار کرے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ

دوسری نشست سے اختتامی خطاب -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ 0 محترم اراکین تحریک و مبصرین حضرات! میں آپ کا



نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود دو درواز علاقوں سے سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے یہاں میٹنگ میں شرکت کرنے کے لئے حاضر ہو گئے اور اسی طرح میں آقائے امام علی صاحب قبلہ و دوسرے رفقاء اور نوجوانوں جنہوں نے اس میٹنگ کو کامیاب بنانے کے لئے زحمات اٹھائیں ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ میں صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کے آرگنائزروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تحریک کو فعال بنانے کے لئے اپنے اپنے علاقوں میں کام شروع کیا ہے اور بالخصوص اگر میں خصوصی طور پر ذکر نہ کروں تو یہ شاید خلاف انصاف ہو گا بالخصوص برادر عزیز حمزہ الاسلام آقائے سید افتخار حسین نقوی کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص تحریک میں جان ڈال دی ہے شب و روز دورے کر رہے ہیں اور تقریباً سارے صوبوں کے لئے انہوں نے ایک نمونہ فراہم کیا ہے۔ خداوند متعال آپ سب کی ان زحمات و تکالیف کے بدلے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے ان اعمال کو قبول کرے اور ساتھ میں اپنے دوسرے احباب کا جزل سیکرٹری صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت جوائنٹ سیکرٹری اور دوسرے جتنے بھی احباب ہیں جو تحریک کے لئے کام کر رہے ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں خداوند متعال ہم سب کو اپنے اپنے فرائض شرعیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توقعات اور ذمہ داریوں میں اضافہ۔

میں صرف ایک دو نکتے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وقت گزر گیا ہے آپ صبح سے بیٹھ کر تھک چکے ہوں گے اس لئے مختصر عرض کرتا ہوں۔ حالات اور شرائط کے بدلنے کے ساتھ ساتھ تحریک کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہو رہی ہیں یعنی اگر کل پاکستان کے مؤمنین تحریک سے صرف یہی توقع رکھتے تھے کہ فقہ جعفریہ کے مطابق

ان کے مسائل کے حل کے لئے تحریک کچھ اقدامات کرے تو آج تحریک سے لوگ اس سے بالاتر توقعات رکھتے ہیں آج پورے پاکستان میں نوجوان نسل تحریک کے تربیتی پروگراموں کے لئے تڑپ رہے ہیں اور اسی طرح خواتین تحریک سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ اس سلسلے میں خواتین کو کچھ فرائض سونپے جائیں۔ اسی طرح آج ملت جعفریہ اپنی مالی اور اقتصادی مشکلات کا حل بھی تحریک سے چاہتی ہے اور سیاسی شعور رکھنے والے افراد تحریک سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وہ سیاسی خط دیا جائے جو فقہ جعفریہ اور اسلامی حدود کے مطابق ہیں آج نہ صرف آپ کے شیعہ لوگ آپ سے یہ توقعات رکھتے ہیں بلکہ پاکستان میں دوسرے ہمارے سنی بھائی بھی آپ سے صلح و امن کے ساتھ رہنے کی توقعات رکھتے ہیں اور صلح و صفا کا ماحول بنانے کی فکر میں ہیں اور وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ اس سلسلے میں کیا پروگرام اور لائحہ عمل تیار کرتے ہیں؟ پاکستان سے باہر جتنی شیعہ تنظیمیں ہیں خواہ وہ افغانستان کے مسئول ہیں خواہ وہ لبنان کے محرومین ہیں خواہ وہ عراق یا دوسری جگہوں کے شیعہ ہیں وہ بھی آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے شیعہ اور تحریک ان کے ساتھ کس حد تک تعاون کرتے ہیں تو ان حالات میں یقیناً آپ کی ذمہ داریاں کل کی نسبت زیادہ ہیں اگر آج ہم ان ذمہ داریوں کے باوجود سستی کریں اور اپنے فرائض پر صحیح طور پر عمل نہ کریں تو ملت جعفریہ ہم سے علیحدہ ہو جائے گی اور دوسری شیعہ تنظیمیں جو آپ سے توقع رکھتی ہیں اور آپ کے ساتھ تعاون کرنا چاہتی ہیں وہ بھی آپ سے مایوس ہو جائیں گی اور اسی طرح ہر میدان میں آپ تنہا رہ جائیں گے اس لئے آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ تحریک کو فعال بنانے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں اور اس سلسلے میں ہر قسم کی تکلیف اور زحمت کو برداشت کریں۔

## وعدہ کی یاد دہانی۔

یہاں پر اگر میں یہ کہوں کہ میں نے تحریک کو چند افراد کے سپرد کر دیا ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ آپ ہماری مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل کے رکن ہیں۔ آپ نے یہ ذمہ داری میرے حوالے کی تھی۔ آپ نے بھکر میں میرے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ ہم آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اب اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ اپنے علاقے کے عالم دین ہیں یا اپنے شہر کے ایک ذمہ دار فرد ہیں یا سیاسی لحاظ سے آپ شخصیت رکھتے ہیں تو اس لحاظ سے آپ تحریک کے ساتھ کس قدر تعاون کر رہے ہیں؟

آپ کے ہاں جو تنظیم بنی ہوئی ہے آپ ان کی سرپرستی کریں۔ ان کے حوصلوں کو بلند کریں، ان کی میٹنگوں میں شرکت کریں اور لوگوں سے کہیں کہ وہ ان جوانوں کے ساتھ تعاون کریں۔ اگر کچھ افراد تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں تو آپ اس کا دفاع کریں۔ اگر آپ صرف اسی حد تک تعاون کریں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ نے بھکر میں ۱۰ فروری کو جو وعدہ کیا تھا اس وعدے پر آپ قائم ہیں۔ اگر آپ کو علم نہیں کہ آپ کے شہر میں جنرل سیکریٹری کون ہے صدر کون ہے؟ کب میٹنگ ہوئی اور کتنے افراد نے شرکت کی؟ تو آپ کی طرف سے یہ کم لطفی ہوگی۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں برادرانہ طور پر یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا یہ وظیفہ شرعی ہے کہ آپ اپنے علاقے میں تحریک کو فعال بنانے کے لئے ان پر کڑی نظر رکھیں۔ اگر ان میں کوئی سستی نظر آئے تو آپ مرکز کے ساتھ خط، ٹیلی فون یا کسی اور ذریعے سے رابطہ کریں اور ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کریں۔ تاکہ ہم ان کی ان کمزوریاں کا سد باب کریں اور ان کے ازالے کے لئے کچھ فکر کریں۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ فیصلے تو بہت اچھے کرتے ہیں۔ ایجنڈے پر تو بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کرتے ہیں لیکن جب تک ہم

اس میٹنگ میں بیٹھے ہیں یہ سب اس وقت تک ہے۔ جب ہم میٹنگ سے باہر نکل جاتے ہیں تو باتیں بھی ہمارے دماغ سے نکل جاتی ہیں۔ ہم کاغذ پر فیصلہ لکھ دیتے ہیں لیکن اسے عملی جامہ پہنانا بھول جاتے ہیں۔

ایجنڈے کے پہلے نکتے پر بحث ہو گئی کہ ایک کمیٹی ایسی ہونی چاہئے کہ جو وقت دے سکے اور وہ اس مسئلے کے حل کے لئے کوشش کرے اور دوسرے لوگوں سے اس سلسلے میں مادی اور فکری مدد لیں۔ اب اس وقت اس کام کے لئے افراد چاہئیں۔ آپ سب نے کہہ دیا ہے کہ اس سلسلے میں اگر افراد دیئے جائیں تو یہ کام ہوگا میں کہتا ہوں کہ اس سے بہتر کہ آپ خود اپنے آپ کو اس کام کے لئے تاحد کریں۔ آپ اپنا نام دیں کہ اس کام کے لئے ہم حاضر ہیں۔ مالی مسئلے کے لئے میں کراچی سے بالخصوص اور لاہور کوئٹہ اور صوبہ سرحد سے بھی خاص مدد کی توقع رکھتا ہوں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ کراچی کے لئے پارہ چنار جیسے پسماندہ علاقے کے لوگ دس بیس ہزار مدد کر سکتے ہیں تو یہاں سے اس سلسلے میں کروڑوں جمع ہو جانے چاہئیں۔ یہ نہ کہیں کہ نہیں ہو سکتا مسئلہ یہ ہے کہ آپ لوگ کام نہیں کرتے۔ آپ لاہور والے بھی اس سلسلے میں کام کریں۔ اگر پارہ چنار والے دے سکتے ہیں تو کوئٹہ والے بھی دس بیس ہزار جمع کر سکتے ہیں اگر آپ نے مقابلہ اور مسابقت کرنا ہے تو ایسے مسائل اور ایسے کاموں میں مسابقت اور مقابلہ کریں کہ جس سے خدا اور اہل بیت اطہار خوش ہوتے ہوں اور جس سے مؤمنین کے دردوں کی دوا ہوتی ہو۔ اس سلسلے میں لاہور سے خاص کر میں حجت الاسلام والمسلمین آقائے سید علی موسوی مدظلہ سے توقع رکھتا ہوں کہ کراچی اور دوسری جگہ جہاں فسادات ہوئے ہیں ان کے لئے کتنے لاکھ جمع کر سکتے ہیں؟ اسی طرح کراچی کے لئے حجت الاسلام والمسلمین آقائے شیخ علی مد نجفی مدظلہ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہمیں ایک لاکھ روپیہ دیں۔ پنجاب میں حجت الاسلام آقائے سید افتخار حسین نقوی کوئٹہ سے مولانا حجت

الاسلام آقائے توسلی صوبہ سرحد سے حجت الاسلام والمسلمین غلام حسن نجفی مدظلہ العالی اور پنڈی اسلام آباد سے حجت الاسلام آقائے شیخ محسن علی نجفی مدظلہ العالی ان تمام حضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ واقعا اگر اپنے مدرسے اور مسجد کے لئے ہزاروں روپیہ جمع کر سکتے ہیں تو یقیناً ملت جعفریہ کے مسئلے کے لئے بھی آپ کو رقم جمع کرنی چاہئے۔

اسی طرح تنقیمی لحاظ سے جو نقص پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آئین میں جو ترمیمات ہونا تھیں اور جس کے لئے مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کا اب تک کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ میں اس وقت اپنے جنرل سیکریٹری جناب وزارت حسین نقوی سے کہتا ہوں کہ دس دن کے اندر اندر یہ کمیٹی جو بنی ہوئی ہے اس کے جو حضرات انتخابات کی مہم میں مشغول ہیں اور وہ وقت نہیں دے سکتے ان کی جگہ اس وقت دوسرے افراد کو نامزد کر کے دس دن کے اندر میٹنگ بلائیں اور آئین کو آخری شکل دیں۔ تاکہ ہماری تحریک میں یہ جو آئینی نقص موجود ہیں وہ ختم ہو جائے۔ دستور کے پاس کروانے کے سلسلے میں یہ کہوں گا کہ آپ نے خود کہا تھا کہ ہم اپریل میں ملتان میں ایک کنونشن رکھنا چاہتے ہیں وہاں پر مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل سے پاس کروائیں گے لیکن وقتی طور پر یہ ہمارے پاس ہونا چاہیے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک تنظیم میں سینئر نائب صدر کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے لیکن آج تک رکی طور پر ہمارے ہاں یہ عہدہ خالی پڑا ہوا ہے لہذا میں اپنے رفقاء سے مشورہ کر کے اس عہدہ کے لیے حجت الاسلام آقائے سید علی موسوی کو نامزد کر رہا ہوں اگر اس وقت سینئر نائب صدر کے عہدے اور تقرری کے سلسلے میں کسی کو اعتراض ہو تو وہ اس وقت بات کر سکتے ہیں۔ اور آج کے بعد یہ عہدہ بھی برقرار ہو جائے تاکہ اگر خدا نخواستہ کل کوئی واقعہ پیش آجائے تو امور کی انجام دہی

میں کوئی ظلم واقع نہ ہو۔

اتحاد کے لئے کوششیں۔

ایک بات جو رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ دو دن پہلے اتحاد کے سلسلے میں ایک وفد پنڈی گھپ سے آیا تھا بہر حال ہم نے ان سے کہہ دیا کہ اس سلسلے میں ہم تیار ہیں جب وہ طرف مقابل کے پاس گئے تو انہوں نے اسے رد کر دیا۔

ابھی پرسوں کی بات ہے آج جمعہ ہے پرسوں بدھ کے دن کرنل محمد خان کہ جو تحریک کی مجلس عاملہ کے رکن بھی ہیں کی وساطت سے آغا سردار علی جان کے ذریعے سید حامد علی موسوی نے وعدہ کیا تھا کہ بدھ کے دن چکوال کے قریب ایک گاؤں میں چوہدری اقبال کے گھر وہ مجھ سے ملنے کے لئے تیار ہیں تاکہ آپس میں مل بیٹھیں اور اتحاد کی کوئی بات ہو سکے میں پشاور سے آکر حجت الاسلام آقائے سید ساجد علی نقوی کے ہمراہ چکوال پہنچ گیا۔ دس بجے کا نام دیا گیا تھا البتہ راستے میں چونکہ گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا تھا اس لئے ہم ساڑھے دس بجے وہاں پہنچے اور وہاں سے چکوال کے اس گاؤں چلے گئے۔ پورے دو بجے تک میں اس گاؤں میں حامد علی شاہ صاحب کا انتظار کرتا رہا اور دو بجے کے بعد جب گاؤں سے روانہ ہوا تو صاحب خانہ آیا اور اس نے کہہ دیا کہ فون پر ہم نے رابطہ کیا ہے اور علی مسجد سے ہمیں جواب ملا ہے کہ آقائے حامد موسوی کے ساتھ راجہ ظفر الحق کی ملاقات ہے۔ ظفر الحق نے اسے بلایا ہے اس لئے وہ آج نہیں آسکتے تو پھر ہم وہاں سے ڈھائی بجے واپس پشاور کے لئے روانہ ہو گئے اور گھر پہنچ کر صرف میں نے نماز پڑھی کھانا کھایا اور دوبارہ گاڑی پر سوار ہو کر یہاں آ گیا۔

☆☆☆☆☆

مرکزی کونشن (۸۶ء) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ، کراچی سے خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ اَوَّلِہٖ وَ  
اَلْغَنَۃُ الدَّائِمَةُ عَلٰی اَعْدَائِهِمْ اَعْدَاءُ اللّٰهِ مِنَ الْاَنِّ اِلٰی یَوْمِ لِقَاءِ اللّٰهِ وَ یَعْدُ فَمِنْ  
کَلَامِ مَوْلٰی الْمُؤَحِّدِیْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّہِ اٰہِنِ اٰہِنِ طَالِبِ عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰهِ  
اَللّٰہِ الْعَلَامِ اَوْصِیْکُمْ بِتَقْوٰی اللّٰهِ وَ نَظْمِ اَمْرِکُمْ وَ صَلَاحِ ذَاہِ بَیْنَکُمْ۔

(شرح بیج البلاغ ابن ابی الحدید ج ۱۱ ص ۳۷)

خراج تحسین۔

درد و سلام ہوں ہمارے اس محبوب و مرحوم قائد پر جنہوں نے اس  
تحریک کی بنیاد رکھی۔ درد و سلام ہوں ان بھائیوں پر جنہوں نے اس تحریک کو  
کامیاب کرنے کے لئے شب و روز کام کیا، درد ہو ہمارے ان شہیدوں پر جنہوں  
نے اس تحریک کو بیمہ کرنے کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ خصوصاً ان  
شہداء پر جنہوں نے کونینہ کے کربلا میں اپنے پاک خون کے ساتھ ہمیں یہ پیام دیا  
کہ ہم تو جا رہے ہیں لیکن آپ لوگ اس مشن، مقصد اور ہدف کو آگے بڑھائیں  
جس کے لئے اس تحریک کو بنایا گیا تھا۔ ہمارا درد ہو ان زخمی اور معذور افراد پر جو  
کونینہ کے باطل انتظامیہ کے ظلم و تشدد کی وجہ سے مجروح اور معذوری کی حالت میں  
اس وقت بستر عیال پر پڑے ہیں۔ ہمارا سلام و درد ہو تحریک کے مسئولین ان  
بھائیوں پر جو اس وقت کونینہ کے زندانوں میں قید و بند ہیں اور پھر سلام و درد ہو  
صوبہ سندھ بالعموم اور بالخصوص کراچی کے ان درکروں پر جنہوں نے اس کونشن کو  
کامیاب بنانے کے لئے شب و روز جدوجہد کی۔ میں زیادہ دیر حرام نہیں ہوتا صرف  
ان حضرات کی باتوں کا جواب عرض کروں گا جنہوں نے اپنی اپنی تقاریر میں کچھ

باتیں کی ہیں اور وضاحت طلب کی ہے۔ ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ تحریک کی فعالیت کے سلسلے میں ہم نے دو قسم کے افراد دیکھے ہیں ایک قسم کے افراد صوبائی جنرل سیکریٹری حضرات ہیں کہ جنہوں نے اپنے اپنے صوبے کی فعالیت اور کاروائی پیش کی ہے ان کے ساتھ مرکزی دفتر کے آفس سیکریٹری بھی تھے انہوں نے مرکزی دفتر کی فعالیت بیان کی اور ان حضرات کی کوشش تھی کہ آپ کو باور کروائیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے یعنی ان کا انداز اور لب و لہجہ وہ پورے کا پورا مثبت تھا دوسرے بعض رفقاء کا لہجہ ان سے ذرا مختلف تھا انہوں نے کوشش کی کہ تحریک کے مثبت پہلو کے ساتھ ساتھ اس کا منفی پہلو بھی آپ کے سامنے پیش کریں۔ میں بذات خود پہلی فکر والوں کی نسبت اس دوسری فکر کے افراد کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں کیونکہ جب ہمیں اپنے محبوب اور کمزوریوں کا احساس نہیں ہوگا تو ہم کبھی بھی ان کمزوریوں کو ختم کرنے اور تحریک کو حریص فعال بنانے کے لئے کوشش نہیں کریں گے۔ میرے عزیز بھائیو! اگر ہم مرد ہیں اور اپنے آپ کو مرد کہتے ہیں تو پھر ہم میں اتنا حوصلہ اور تحمل ہونا چاہئے کہ اگر ایک برادر مسلمان ہماری کمزوریوں کی نشاندہی کرے تو ہم اس پر غصے نہ ہوں بلکہ اس کی اس تعمیری تنقید کو غور سے سنیں اور پھر دیکھیں کہ اگر ہم میں وہ عیب اور کمزوری ہے تو اسے برطرف کرنے کی کوشش کریں۔

اپنی کوتاہیوں کو تسلیم کریں۔

برادر عزیز! تقویٰ سب سے اہم مسئلہ ہے جس کے بارے میں مولا امیر المؤمنین بار بار فرماتے ہیں۔ ”عِبَادِ اللّٰهِ اَوْصِيْنَكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ“ تقویٰ کی ایک علامت یہ ہے کہ اگر انسان ایک غلطی کرے تو پھر اس غلطی کے چھپانے کے لئے کئی اور غلطیوں کا مرتکب نہ ہو۔ جبکہ ہم لوگ تقویٰ میں کمزور ہونے کی وجہ



سے اگر ایک غلطی بھی کریں تو اس غلطی کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اس کو چھپانے کے لئے کئی اور غلطیاں کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اس سال میں کچھ نہیں کیا تو مرد بن کر یہاں اس کا اقرار و اعتراف کریں کہ بابا ہم نے جس طرح سے کام ہونا چاہئے تھا اس طرح انجام نہیں دیا۔ مرکزی دفتر کس طرح لوگوں کو اپنی فعالیت سناتا ہے؟ اگر مرکزی دفتر فعال ہوتا تو آج اس قسم کی شکایات ہمیں سننے کو نہ ملتیں۔ مرکزی کا بینہ کہاں ہے؟ وہ کمیٹی جو بنائی جاتی ہے اور (جیسا کہ ہمارے برادر محترم نے تذکرہ کیا) ان فیصلوں کو عملی جامہ پہنانا اور ان کمیٹیوں کو آپس میں مربوط کرنا یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ یہ مرکزی کا بینہ کہاں ہے؟ ایک سال ہم نے انتظار کیا صرف اس لئے کہ ہم چاہتے تھے کہ سب بھائیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں (خواہ ان کا تعلق اہل علم سے ہو یا دیکل ذاکر اور ملنگ ہوں وہ چاہے جس شعبہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں) ہم چاہتے تھے کہ سب کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں ہم نے بہت انتظار کیا لیکن آخر کار انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اب ہم اس سے زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔

برادران عزیز! اگر ہم اپنے اس مجمع میں دیکھیں تو بعض بہت اہم حضرات اس میں حاضر نہیں ہیں تو اس سے ہماری حوصلہ شکنی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس سے ہمارے عزم و ارادے میں اور پختگی آنی چاہئے۔ اس لئے کہ اگر ہم سو دوستوں نے ملے کیا ہے کہ ہم نے اس عمارت کو مل کر بنانا ہے اور اس نیچے کے ستونوں کو بلند کرنا ہے تو اگر اس میں سو آدمی ہوں تو اس میں میرا حصہ  $1/100$  بنتا ہے اب اگر ہمارے ان سو رفقاء میں سے دس بیس پچیس رفقاء بعض مواقع کی وجہ سے نہ پہنچ سکیں تو کیا ہمیں بھی بیٹھ جانا چاہیے۔ اور چونکہ ہمارے رفقاء نہیں آئے ہیں تو کیا ہمیں اپنا کام شروع نہیں کرنا چاہیے۔ اب تو ہمیں پہلے سے زیادہ کام کرنا چاہئے اگر ہمیں پہلے  $1/100$  زور لگا کر اس کام کو کر رہے تھے تو اب چونکہ ہماری تعداد کم

ہوگئی ہے اور مکان کی حدود اتنی ہی ہیں تو اب ہمیں زیادہ زور لگا کر کام کرنا چاہئے اب آپ کی اور ہماری ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے میں اس بات کا اظہار کئے بغیر یہاں سے نہیں جانا چاہتا کہ ہماری پشتوں میں ایک مثال ہے (خود راک ناہاتے شی نخسرجوڑشی مرہی ناہاتے شی مسرجوڑشی) یعنی یہ جو گندم ہم خریدتے ہیں اور سال بھر اسے کھاتے ہیں۔ سال کے بعد جو بیج جائے تو اس گندم کو ہم تخم اور بیج کے طور پر استعمال کرتے ہیں اسی طرح جو موت سے بیج جائیں تو وہ لیڈر بن جاتے ہیں۔ ہمارے ان نوجوانوں کو خدا آفات و بلیات سے محفوظ رکھے جو بغیر کسی طمع کے اور توقع کے پورے پاکستان کی سطح پر پورے خلوص کے ساتھ کام کر رہے ہیں خدا انہیں طول عمر عطا فرمائے۔ آج اگر ہم اس کام میں سست ہیں اور صحیح طور پر اسلام و مسلمین اور مظلوم شیعوں کے لئے کام نہیں کر رہے تو کل جب یہ ذمہ داری اور قیادت ہمارے ان بچوں کے پاس آئے گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ کس خلوص و جان فشانی کے ساتھ کام کریں گے اس لئے ہمیں مایوس اور ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ بخدا میں تو خود اپنی جگہ پر یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ ہم کب کامیاب ہوتے ہیں بلکہ ہمیں ہر وقت اپنی ذمہ داری اور شرعی وظیفہ کو تشخیص دے کر اس کے مطابق قدم اٹھانا چاہئے۔ خواہ دوسرے ذمہ دار افراد ہمارا ساتھ دیں یا نہ دیں یہ ان کی ذمہ داری ہے وہ خود خدا کے سامنے جوابدہ ہیں جس طرح ہم اور آپ خدا و رسولؐ حضرت ولی عصرؑ علیہ السلام فرجہ الشریف اور ان مظلومین و محرومین کے سامنے جوابدہ ہیں۔

برادر عزیز! ہمیں وقت دینا چاہئے ہمیں قربانی دینی چاہئے اور ہمیں پہلے سے ہی ہر قسم کی تکالیف کے لئے آمادہ رہنا چاہئے۔ چونکہ اذان کا وقت ہو گیا ہے مجھے باتیں تو زیادہ کرنا تھیں اور کچھ وضاحتیں کرنا تھیں انشاء اللہ ان کے بارے میں دوسری نشست میں وضاحت کروں گا لیکن اس نشست کے اختتام پر آپ کی

خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ”عِبَادِ اللّٰهِ اَوْحِنٰكُمْ بِتَقْوٰی اللّٰهِ“ جیسا کہ مولاؒ فرماتے ہیں ہمیں تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اگر ہم تقی ہو گئے تو کبھی اپنے شری وظائف سے ادھر ادھر نہیں بھاگیں گے اور دوسرے بھائیوں کے اعتراضات کو بخوشی سن لیں گے اور ان کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے ان کے بتلائے ہوئے عیوب کو برطرف کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ آخر میں میں آپ حضرات کا کہ جو دور دراز علاقوں سے سفر کی تکالیف برداشت کر کے یہاں تشریف لائیں ہیں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دوسری نشست سے قائد شہیدؒ کا خطاب۔

اگرچہ ہماری یہ محفل پہلے سے ہی نورانی تھی لیکن اس وقت ایک شخصیت نے ہماری اس محفل کی نورانیت میں اضافہ کر دیا ہے اور یہ شخصیت وہ جوان ہیں جنہوں نے فقہ جعفریہ کی خاطر کوئٹہ کے کربلا میں اپنے سینوں کو جلادوں کی گولیوں کے سامنے سپرد کیا۔ اگرچہ وہ جس مقصد کے لئے مڑکوں پر آئے تھے وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن پھر بھی وہ زندہ شہید ہیں جو حقیقت میں ہماری اس محفل کی صدارت کر رہے ہیں۔ حقیقت میں ہمارے رہبر و راہنما یہی جوان ہیں انسان کی قیمتی ترین چیز جان ہوتی ہے یہ اپنی جان کو دین کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اور آپ تو دین کے لئے وقت دینے کو تیار نہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں مقرر تو نہیں لیکن چند ایک مطالب آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سب بھائیوں نے (من جملہ بخاری صاحب نے) ہم پر جو اعتراضات کئے وہ سب صحیح ہیں۔ اگر واقعاً ہم منظم ہوتے تو میں نے پہلے سے اپنی تقریر کی تیاری کی ہوتی اور اس تقریر میں میں آپ کے سب اعتراضات کے جوابات اور دیگر مسائل کو سمجھ دیتا۔ لیکن چونکہ ہم ابھی تک اس حد تک منظم

نہیں ہوئے لہذا ہمارا یہ حال ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ بابا آپ کا دشمن ہوشیار ہے آپ کو ہوشیاری کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی کھوپڑی میں دماغ ہم سے زیادہ ہے یا اس کے سر میں عقل زیادہ ہے اور ہم اس سے کمتر ہیں ممکن ہے کہ ہماری عقل ان سے زیادہ ہو۔ اس جملے کا مقصد یہ ہے کہ دشمن منظم ہے اور وہ کس منصوبہ بندی سے آگے بڑھتا ہے دشمن ہماری حرکات و سکنات کو مد نظر رکھتا ہے اور ان کے مطابق قدم اٹھاتا ہے تو اگر ہم ہوشیار ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں منظم ہونا چاہئے اور کسی حساب و کتاب کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے بد نظمی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر ہم منظم نہ ہوئے تو یقیناً دشمن کی سازشیں کامیاب ہو جائیں گی۔ براداران عزیز! ذمہ داری صرف مرکزی افراد کی نہیں صرف صوبائی اور ضلعی اور وہاں کے مقامی عہدیداروں کی نہیں ہم سب کی ذمہ داری ہے اگر ہم سب اپنی اپنی جگہ پر اپنی مسؤلیت و ذمہ داری کو انجام دیں تو یقیناً اس وقت ہم منظم و مضبوط ہو سکتے ہیں۔ اگر مرکزی افراد اپنی ذمہ داری انجام دیں لیکن مقامی سطح پر عہدیداران اپنی ذمہ داری کو انجام نہ دیں تو اس سے ہم کبھی مثبت نتیجہ نہیں لے سکتے۔ اگر چلی سطح والے رشتہ اور عہدیداران اپنی ذمہ داری پر سو فیصد عمل کریں لیکن مرکزی عہدیداران صحیح طور پر اپنی ذمہ داری انجام نہ دیں تو پھر بھی نتیجہ مثبت نہیں نکلے گا لہذا میں آپ سے اپیل کروں گا کہ آپ جس عہدے پر بھی ہیں جس سطح پر بھی کام کر رہے ہیں اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر انجام دیں۔

عہدے وسیلہ ہیں نہ کہ مقصد۔

یہ عہدہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ تنظیم اور تحریک وسیلہ ہیں۔ اگر ہم ان عہدوں اور تنظیم کو مقصد قرار دیں گے تو ہم مشرک و بت پرست ہو جائیں گے پھر ہم

مسلمان موحّد اور فکر اہل بیت اطہارؑ کے پیروکار نہیں ہو سکتے یہ عہدے ہمارے اور آپ کے پاس امانت ہیں یہ عہدے ہمارے لئے مسئولیت اور تکلیف شرعی ہیں اس سے بڑھ کر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر ہم ان عہدوں کو امانت الہی اور تکلیف شرعی سمجھیں تو پھر ہمارا طریقہ کار اور ہو گا اور اگر ہم انہیں مقصد سمجھ لیں تو ہمارا طریقہ کار اور روش اور ہوگی پھر کیا ہو گا؟ پھر اگر کسی جگہ میرا نام نہیں لیا یا میرے نام کے ساتھ میرے عہدے کو ذکر نہیں کیا تو پھر میں یا تو زبانی طور پر کہوں گا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا یا عملی طور پر اس طرح ہو گا جیسا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بعض رفقاء کو ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ وہ ہم سے عملی طور پر تعاون نہیں کر رہے۔ برادر عزیز! ہم اگر یہ سوچ رکھتے ہیں پاکستان کے مسائل اگر عارف حسین الحسینی کے ذریعے حل ہو جائیں تو یہ واہم الظن ہے یہ سو فیصد اسلامی اور ملت اسلامیہ و ملت جعفریہ کے مفاد و مصالح میں ہے۔ لیکن اگر مسائل اسلامیہ اور مسائل ملت جعفریہ عارف حسین کے ذریعے حل نہیں ہو گئے اور ملت کا درد اپنے دل میں رکھنے والے کسی اور شخص کے ذریعے حل ہو گئے تو میں یہ کہوں کہ ملت جعفریہ کے مفاد کے خلاف ہے اور یہ اسلامی نہیں ہے یہ تو ظلم و ظلم ہے۔ اگر ہماری سوچ یہ ہو تو پھر عَلَی السَّلَام وَالسَّلَامُ وَعَلِی الْبَقَّةِ الْجَعْفَرِیَّةِ السَّلَامُ۔ پھر یہ فقہ جعفریہ اور اسلام نہ ہوا۔ پھر جیسا کہ ہمارے برادر گرامی نے فرمایا یہ طاغوت ہے اور ایک طاغوتی سوچ ہے۔

دنیا اور آخرت کا خسارہ۔

نہ میں تنخواہ لے رہا ہوں نہ آپ تنخواہ لے رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اسے اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے تحریک کے پلیٹ فارم سے کام کریں اگر ہم اپنی ان ذمّتوں کی قدر و قیمت اور ان کا شرعی عہدہ قرار دیں کہ لوگ ہر جگہ میرا نام لیں

اور میرا استقبال کریں میرے لیے نعرے لگائیں اگر ہم اپنی ساری سرگرمیوں کی قیمت یہ لگائیں تو پھر ہم خسرو الدنیا والاخرہ ہو جائیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی ان زحمات اور کوششوں کی قیمت سوائے رضائے خدا اور رضائے اہل بیت کے کسی اور چیز کو قرار نہ دیں اگر ہم نے قرار دیا تو گویا ہم نے بہت بڑا خسارہ کیا اور ہم نے اتنی عزیز اور قیمتی چیز کو مفت میں بیچ دیا۔ برادر عزیز! قسم بخدا ہم سب تذکرہ اور موعظہ کے محتاج ہیں۔ میں آپ سب سے پہلے موعظہ کا محتاج ہوں اگر ہم دوسرے کا مواخذہ نہ کریں ایک دوسرے کو تذکرہ نہ دیں تو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا انجام امام صادقؑ کا مدرسہ نہیں ہو گا پھر تو شیطان ہو گا اگر ہم ایک دوسرے کو تذکرہ دینا برداشت نہ کریں تو پھر جیسا کہ میں نے کل بھی عرض کیا ہم کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔ برادر عزیز و محترم! ہمیں ایک دوسرے کے اعتراض کو سننا ہے ہمیں فوراً غصہ نہیں کرنا چاہئے اور دوسرے بھائیوں کو دقت دینا چاہئے تاکہ وہ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ اگر ہم اس محفل میں یا اپنے اپنے علاقوں میں اپنے موئین بھائیوں کی شکایات کو نہ سن سکیں اور ان کے مسائل کو حل نہ کر سکے تو یہ چیز (قیادت) مجھے وراثت میں تو نہیں ملی ہے میں تو ایک پہاڑی آدمی ہوں ہمارے یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسی عظیم الشان محافل میں مجھے اردو میں بات کرنا ہو گی مجھے یہ امانت خدا نے بھی نہیں سونپی کہ اس نے مجھے آپ پر مسلط کیا ہو اور آپ کو من و عن بغیر کسی چون و چرا کے میری جبری کرنی چاہئے بلکہ یہ امانت آپ نے مجھے سونپی ہے۔ بلکہ کے اجتماع میں آپ نے یا آپ کے دوسرے بھائیوں نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی یہ عہدے خدا کی طرف سے نہیں ملے۔ ہم سب کو یہ ذمہ داری ملے یا اس کے نمائندوں نے دی ہے اگر ہم ان کے درد کو نہ سن سکے اگر ہم ان کی مشکلات کو حل نہ کر سکے تو پھر ان کو یہ حق ہے کہ وہ ہمیں گریبان سے پکڑ کر یہ کہہ دیں کہ یہاں سے چلے جائیں۔

بنامیں آج ہمیں قتل سے دوسرے بھائیوں کی بات کو سننا چاہئے اور غصے و احساسات و جذبات سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ہم افراد محصوم تو نہیں ہیں اگر ایک بات کرتے ہیں اگر وہ غلط ہو تو۔۔۔۔۔

جرات۔

میں یہ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ گناہ گار میں ہوں بلکہ میں تو اپنے وجود میں کوئی مثبت چیز نہیں دیکھتا لیکن اتنی جرات مجھ میں ہے کہ اگر ایک غلطی کروں تو پھر اس کا اقرار بھی کر سکتا ہوں پھر یہ نہیں ہے کہ میں اپنی اس ایک غلطی کو چھپانے کے لئے ہزاروں گناہوں کا مرکب ہو جاؤں۔ اب مجھے بھول گیا ہے کہ کس مرجع کے بارے میں شہید مطہریؒ نے فرمایا ہے کہ مرحوم شیخ انصاری تھے یا مرحوم شیرازی بزرگ کہ جب وہ درس دیتے تھے اور ان پر کوئی طالب علم اعتراض کرتا اور انہیں اس کا جواب نہیں آتا ہوتا تو وہ زور سے کہتے ”نمی دانم“ تاکہ پورا مجمع ان کی آواز کو سن لے۔ اس لئے کہ جو کچھ مجھے آتا ہے وہ میں بتا دیتا ہوں اور جو کچھ نہیں آتا اس کو چھپاتا نہیں ہوں اور کہہ دیتا ہوں کہ مجھے نہیں آتا۔ ہم میں یہ کمزوری ہے کہ اگر مطلب سمجھ میں نہ آتا ہو اور کوئی مجھ سے یہ سوال کر لے تو میں یہ نہیں بتاتا کہ مجھے یہ نہیں آتا تاکہ ان لوگوں کے نزدیک میری عزت اور شان میں کمی نہ آجائے اور یونہی اپنی طرف سے کچھ کہہ دیتا ہوں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم اگر کوئی بات کریں جو غلط ہو اور مجھے احساس ہو جائے کہ وہ غلط ہے تو میں خود عرض کروں گا کہ یہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور اگر آپ نے مجھے اس بارے میں تذکر دیا تو بھی ہم اسے خوشی سے قبول کریں گے۔ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ چونکہ فلاں مینٹک میں ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا اور میں نے یہ کہا تھا اب جو بھی ہے مجھے اس پر عمل کرنا ہے۔ ہمارے بڑے بڑے مراجع جب فتویٰ دیتے ہیں تو بعض

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ پانچ سال یا دس سال بعد اسے بدل دیتے ہیں اور اسے اپنے رسالے (توضیح المسائل) میں درج کرتے ہیں۔ جب ہمارے اتنے بڑے مراجع ان باتوں کی پروا نہیں کرتے اور اگر ان کی رائے بدل جائے تو برملا اس کا اظہار کر دیتے ہیں تو اگر ہماری یا آپ کی رائے میں کوئی تبدیلی آجائے یا ہمیں یہ احساس ہو جائے کہ ہم نے جو ایک دو سال پہلے فیصلہ کیا تھا وہ صحیح نہیں تھا تو ہمیں بھی برملا اس کا اظہار کرنا چاہئے۔

اسی ضمن میں میں کچھ وضاحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ایک ایسی تنظیم ہے کہ جو سیاست کو دین سے جدا نہیں سمجھتی اور یہ تنظیم صرف مذہبی تنظیم نہیں یہ ایسی تنظیم ہے کہ جس میں سیاست دین سے جدا نہیں لیکن یاد رکھیں وہ نقطہ اور وہ محور کہ جس کے ارد گرد ہماری سیاست 'اجتماعی اور اخلاقی نظام اور دیگر چیزیں گھومتی ہیں وہ نقطہ دین اور دیانت ہے۔

ہم کیسی جمہوریت چاہتے ہیں۔

برادران عزیز! ڈیموکریسی بہت اچھا لفظ ہے اور یہ ہمیں بھی پسند ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ ڈیموکریسی ہونی چاہئے۔ عدالت بہترین چیز ہے۔ انبیاء کرام بھی معاشرے میں عدالت اجتماعی نافذ کرنے کے لئے آئے تھے لیکن اگر عدالت تو ہو لیکن اسلام نہ ہو تو نہ صرف ہم اس عدالت کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ ہمیں عدالت بھی چاہئے اور ڈیموکریسی و جمہوریت بھی اور ہم ان کے لئے کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن یہ سب چیزیں اسلام و قرآن کے سائے میں ہونی چاہئیں۔ نہ صرف جمہوریت یا صرف عدالت کہ جس میں اسلام، قرآن اور اہل بیت کی تعلیمات نافذ نہ ہوں۔ تو میں نے یہ عرض کیا کہ یہ ایک ایسا اصول ہے اس سے میں خود تو ختم ہو سکتا ہوں لیکن یہ اثر ختم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح خدا



ایک ہے اور اس میں ہمیں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں اسی طرح اس اصل میں ہمیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ آپ تحریک کے پلیٹ فارم سے سیاست کی آواز اس طرح بلند کریں اور یوں تحریک کے موقف کو بیان کریں۔ اگر اس سے ہٹ کر آپ صرف سیاست کی بات کریں گے اور سیاست، اسلام و قرآن اور تعلیمات اہل بیت کے سائے میں نہ ہو تو یہ تحریک کی پالیسی نہیں ہو سکتی۔ ہماری یہ تحریک فرقہ واریت کی نمائندگی نہیں کرتی۔ کوئی فرقہ وارانہ تنظیم نہیں۔ یہ تنظیم ایسی تنظیم ہے کہ جس میں اگرچہ ہمعیاں حیدر کرار کے لئے فقہ اہل بیت کا مطالبہ سرفہرست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کو بھی ہم اپنے اہم فرائض میں سے سمجھتے ہیں۔ ہماری تنظیم اگر شیعوں کے لئے فقہ جعفریہ کا مطالبہ کرتی ہے تو فقہ حنفی والوں کے لئے فقہ حنفی اور اہل حدیث کے لئے ان کے مسلک کا مطالبہ کرتی ہے۔ برادران عزیز! آپ تحریک کے پلیٹ فارم سے دوسروں تک یہ بات بھی پہنچائیں کہ یہ تحریک اہل سنت والجماعت بھائیوں کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جب سے میں نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے لوگ اس وقت سے مسلسل خط و کتابت کے ذریعے یا عمومی و خصوصی محافل کے ذریعے مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی جگہ تحریک نفاذ اسلام جیسا کوئی نام رکھا جاتا تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔ ہم انہیں جو جواب دیتے ہیں میں اس تفصیل میں نہیں جاتا لیکن آپ کے ذریعے میں یہاں سے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات دوسروں تک بھی پہنچائیں کہ اس تحریک کا نام یہی رہے گا اور اس کے علاوہ اس کا دوسرا نام نہیں ہو گا لیکن ہم اتحاد بین المسلمین کے خواہاں ہیں ہمارا مقصد اتحاد بین المسلمین ہے جس طرح کے ہمارے رہبر امام خمینی بار بار فرماتے ہیں۔ لیکن ایسا اتحاد کہ جس میں ہم اپنا شیعہ تشخص برقرار رکھ سکیں۔ اس سلسلے میں کچھ باتیں حکومت کے ساتھ مربوط ہیں اور کچھ ہمارے ساتھ جو ہمارے ساتھ

مربوط ہیں ہمیں ان کے لئے کوشش کرنی چاہیے ہمارے علماء، ذاکرین خطباء اور اہل قلم والہ زبان جس کی جو بھی توفیق ہو وہ اس کے مطابق فقہ جعفریہ کو لوگوں تک پہنچائے۔ پھر ہم خود بھی اپنے گھروں میں فقہ جعفریہ نافذ کریں جس طرح کہ پہلی تقاریر میں بعض بھائیوں نے اس سلسلے میں اپنی تجاویز پیش کی ہیں کہ جن میں نظام زکوٰۃ وغیرہ ہے اور اسی طرح اندرون خانہ نماز، روزہ، حج اور دیگر فرائض کی پابندی کریں اور اس کے ساتھ ہمیں حکومت سے جو کچھ لینا ہے اس کے سلسلے میں ضروری ہے کہ ہم حکومت سے بات کریں۔ جس طرح کہ پہلے سے حکومت کے حوالے سے یہ پالیسی رہی ہے کہ ہم نے ابھی تک حکومت کے ساتھ بات چیت کا دروازہ بند نہیں کیا۔ اگر ہم صرف افہام و تفہیم پر بات چھوڑ دیں تو ہمارے پاس ۱۹۸۱ء کا تجربہ ہے جس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا لہذا اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ہم احتجاج بھی کریں البتہ احتجاج کے لئے وقت اور حالات و شرائط کو مد نظر رکھیں۔

### شریعت مل کے بارے میں موقف -

اب اس وقت جو شریعت مل ہے یہ بھی فقہ جعفریہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اس سلسلے میں جب انہوں نے شریعت مل پیش کیا تو بندہ اور کچھ رفقاء کے درمیان بات ہوئی ہم سمجھتے تھے کہ خواہ مخواہ انہوں نے لوگوں کو مشغول کرنے کے لئے یہ شوشا چھوڑا ہے لہذا ہم نے پہلے تو سختی کے ساتھ اس کا نوٹس نہیں لیا لیکن بعد میں ہمیں یہ احساس ہوا کہ جیسے بھی ہو ہمیں تحریک کے پلیٹ فارم سے اپنے موقف اور فقہ جعفریہ کا نقطہ نظر پیش کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں راولپنڈی سے مولانا ساجد علی شاہ صاحب کو بلایا اور میں خود پنجاب کے چار اضلاع کا دورہ کر کے ملتان سے جامعۃ المنتظر لاہور میں حاضر ہوا۔ ادھر قبلہ سید صفدر حسین نجفی، سید حافظ

ریاض حسین صاحب قبلہ، سید کرامت علی شاہ صاحب قبلہ اور دوسرے علماء و نوجوان موجود تھے کہ جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ وہاں ہم سب جمع ہوئے دو تین وکلاء بھی انہوں نے بلائے ہوئے تھے جن کے نام بھی مجھے یاد نہیں وہاں پر مفصل باتیں ہوئیں اور ایک مسودہ تیار کیا گیا اس کے بعد طے یہ ہوا کہ وکلاء کی ایک اور میٹنگ ہو اور اس کے بعد ۲۲ مارچ کو وفاق علماء شیعہ کا جب سالانہ کنونشن ہوگا اور جس میں پورے ملک سے نمائندہ علماء آئیں گے تو وکلاء کی ان کے ساتھ ایک مشترکہ میٹنگ ہو اس کے بعد اس مسودے کو آخری شکل دے کر حکومت کی طرف بھیج دیں گے۔ میں اس وقت علماء کے اندرونی جلسے میں تھا اور علماء و وکلاء کی جو میٹنگ ہوئی اس میں شریک نہیں ہو سکا لیکن بعد میں جب میں گیا تو قبلہ مولانا صفدر حسین نجفی نے یہ بات کی کہ ابھی اس مسودے کو کس کے پاس بھیج دیں تو میں نے عرض کیا کہ سینٹ کے چیئرمین کے علاوہ دیگر حکومتی مسئولین کو بھیج دیا جائے۔ اس مسودے میں ہم نے یہ صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام اور شریعت کی بالادستی چاہتے ہیں ہم شریعت مل کے مخالف نہیں ہیں لیکن چونکہ یہ شریعت مل ایک فقہ کی ترجمانی کرتا ہے اور اس سے فرقہ واریت کی بو آتی ہے لہذا یہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہے مگر ہماری بھیجی ہوئی ان ترمیمات اور اصلاحات کے ساتھ۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم اپنی وہ اصلاحات بھی بھیجوا دیں۔ اب اس سلسلے میں وفاق علماء شیعہ کے نمائندے قبلہ سید محمد عباس نقوی صاحب نے یا دوسرے برادران نے یہ جو سوال اٹھایا ہے کہ اس سلسلے میں تحریک کے پلیٹ فارم سے کیا ہوا ہے اور تحریک کا موقف کیا ہے؟ تو تحریک کا موقف یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور ہم نے اپنے انٹرویو اور مختلف جگہوں پر تقاریر میں اپنے اس موقف کا بار بار اعلان کیا ہے۔

## کچھ ملی مسائل -

اس کے ساتھ ہی نواں ترمیمی بل ہے (آرٹیکل ۲۲۷) وہ معاہدہ جو حکومت وقت نے مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کے ساتھ کیا تھا۔ حکومت نے چالاکی کرتے ہوئے دھوکہ یہ کیا کہ اس وقت حساس مسئلہ چونکہ عشر و زکوٰۃ کا تھا اور ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ فقہ جعفریہ کو پبلک لاء میں تحفظ دیا جائے تو حکومت نے ہمارے ساتھ دھوکہ یہ کیا کہ عشر و زکوٰۃ کو پبلک لاء سے نکال کر پرسنل لاء میں داخل کر دیا اور کہا کہ چلو ہم نے شیعوں کو عشر و زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ یہ دھوکہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا لہذا ہم اس آرٹیکل ۲۲۷ کی ترمیم میں درستی چاہتے ہیں اسے درست کیا جائے اور فقہ جعفریہ کو پبلک لاء میں تحفظ دیا جائے۔

اس کے علاوہ تحفظ عزا داری کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے بھی آپ میری کوشش سن لیں۔ ہم اس کے لئے ایک عملی قدم اٹھا رہے ہیں اور تحریک کے پلیٹ فارم سے ایسے ذمہ دار افراد کا ایک پینل بنا رہے ہیں جو مختلف شہروں سے ہوں گے اور جو اس کام کے لئے وقت بھی دے سکیں گے تو عزا داری کے سلسلے میں اگر کسی شہر میں کوئی مسئلہ ہو گا تو وہ انشاء اللہ محرم اور صفر سے پہلے ایک میٹنگ کریں گے اور اس کے بعد کوئی مسئلہ ہو تو یہ افراد مرکز سے مربوط رہیں اور ہم مرکز کے ذریعے عزا داری سید الشہداء کے تحفظ کے لئے اقدام کریں۔ فقہ جعفریہ کے سلسلے میں ایک اور مسئلہ جو ہمیں درپیش ہے وہ کوئٹہ کے اسیران کی رہائی کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں جتنے پرامن ذرائع ممکن تھے وہ ہم نے آزمائے ہیں لیکن ان سے کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا تو اب ہم مجبور ہیں کہ اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کریں اس سلسلے میں جو تجاویز آئی تھیں ہم ان کی روشنی میں فیصلہ کریں گے اور اسے عملی جامہ پہنائیں گے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہم یکم مئی کو کوئٹہ کی طرف لاٹک مارچ کریں گے۔ اس سے پہلے حکومت پر

اتمام حجت کے لئے ۲۰ تاریخ کو علماء، معززین اور بزرگ قومی شخصیات کا ایک دستہ جو چہارہ مصومین کے نام سے چودہ افراد پر مشتمل ہوگا کو سڑک کی طرف روانہ کریں گے جو وہاں اپنے سنی بھائیوں اور ان کے علماء کے ساتھ اور ان کے علاوہ شہداء کے ورثا، اسراء اور زخمیوں سے ملاقات کرے گا اگر وہاں کی انتظامیہ خلوص دل سے چاہتی ہو کہ اس مسئلہ کو حل کرے تو اگر ان سے ملاقات کا موقع ملا تو وہ ان سے بھی ملاقات کرے گا اس کے بعد وہ انشاء اللہ وہیں رہیں گے۔ بعد کا قافلہ ۲۵ تاریخ کو روانہ ہوگا جو ۷۲ شہدائے کربلا کی مناسبت سے ۷۲ علماء و معززین پر مشتمل ہوگا۔ یہ اس لئے ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہر امن طریقے سے اس مسئلے کو حل کریں اور مظلوم بھائی قید سے آزاد ہو جائیں۔ اگر یکم مئی تک انہوں نے ہمارے بھائیوں کو آزاد نہ کیا تو پھر انشاء اللہ یکم مارچ کو کوئٹہ کی طرف لاٹاک مارچ ہوگا۔ جس کے لئے انتظام کیا جائے گا.....

رہبر کبیر انقلاب اسلامی کا بھی یہی نعرہ ہے ”لَا شَرْقِيَّةَ وَلَا غَرْبِيَّةَ“ یعنی ہم نہ تو روس کی سیاست پر عمل کریں گے اور نہ ہی امریکی سیاست پر۔ ہم ان دونوں کو دشمن انسانیت اور دشمن اسلام سمجھتے ہیں اور ہم ہمیشہ اپنی خصوصی اور عمومی محافل میں اور اپنی نمازوں کے بعد مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگاتے ہیں ہم اپنی تمام خصوصی و عمومی محافل میں گھروں اور مساجد میں ”لا شرقیہ“ اور ”لا غربیہ“ کی سیاست کا اعلان کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر پاکستان میں کوئی ایسی قوت ہو جو سامراج اور امریکہ و روس دونوں کی دشمن ہو اور وہ واقعا چاہتے ہوں کہ ہمارا ملک صحیح طور پر مستحکم ہو جائے اور یہاں ایک ایسا اسلامی نظام نافذ ہو جو فرقہ واریت سے بالاتر ہو تو ہم ان کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہیں چاہے وہ دیوبندی ہوں یا بریلوی و اہل حدیث۔ جماعت اسلامی ہو یا جمعیت علماء اسلام یا جمعیت علماء پاکستان ہو

یا کوئی اور تنظیم ہو۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ ہم شیعہ نہ تو ان مروجہ سیاسی اتحادوں میں شریک ہیں اور نہ ہی ہمارا اس قسم کا کوئی ارادہ ہے۔ ایم۔ آر۔ ڈی یا دیگر جماعتیں اگر وہ واقعتاً چاہتی ہیں کہ پاکستان کو امریکی یا روسی تسلط سے آزاد کریں اور موجودہ آمریت کے خلاف جدوجہد کریں تو ہم ان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ہمارا ان کے ساتھ کوئی الحاق نہیں ہے۔ یہاں میں یہ وضاحت بھی کر دوں کہ اگر ہمارے بھائیوں نے لاہور یا کراچی میں ایم۔ آر۔ ڈی کے جلسوں میں شرکت کی ہے تو اس کی ایک خاص وجہ تھی اور وہ یہ کہ ایک تو سیاسی لوگوں کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا سیاسی موقف بتانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ کونسل کے اسراء کا مسئلہ تھا لیکن اگر آپ اس پر بھی راضی نہیں ہیں تو ہمارے رفقاء اس کے بعد حتیٰ ان کے جلسوں میں بھی شرکت نہیں کریں گے۔ ہم نہ تو روس کے ساتھ وابستہ ہیں اور نہ امریکہ کے ساتھ اور اس کے ساتھ ہم ان کی توجہ اسیران کونسل کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتے ہیں نہ یہ کہ ہم ان میں مدغم ہو گئے ہیں۔ ان کے پلیٹ فارم سے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تشہیر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ راضی ہیں تو میں نے عرض کیا کل تک ہم ان سے استفادہ کرتے آئے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ (اس بات پر لوگوں نے اعتماد کا اظہار کیا اور قائد کے فیصلے کو درست قرار دیا) انشاء اللہ سامراج کے خلاف جدوجہد بھی ہمارا ایک اسلامی اور دینی فریضہ ہے اور ہم اسے ہمیشہ انجام دیتے رہیں گے خواہ وہ امریکی سامراج ہو یا روسی سامراج۔ اس کے علاوہ ایران، افغانستان، لبنان، فلسطین اور لیبیا کا مسئلہ ہو یا عراق کی مظلوم عوام کا مسئلہ ہو ان سب کو ہم اسلامی مسائل سمجھتے ہیں لہذا تحریک کے پلیٹ فارم سے ان مسائل پر اپنے موقف کی وضاحت اور ان مظلوم بھائیوں کے موقف کی تائید و حمایت ہماری پالیسی ہے۔

## انقلاب اسلامی ایران کی تائید۔

انقلاب اسلامی ایران کی ہم پہلے بھی تائید کرتے آرہے ہیں اس کے بعد بھی کرتے رہیں گے اگر کسی جگہ انقلاب اسلامی کے خلاف کوئی آواز اٹھی یا ہاتھ بڑھایا یا قدم اٹھایا تو ہمارے جوان ان ہاتھوں اور قدموں کو کاٹ دیں گے۔ انقلاب اسلامی ایران کی حمایت ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں اور خاص کر رہبر کبیر انقلاب اسلامی ایران جو صرف ایرانوں کے رہبر نہیں ہیں جو صرف شیعوں کے رہبر نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے رہبر ہیں ہم ان کی تبلیغ و ترویج اسلام کی تبلیغ و ترویج سمجھتے ہیں اور ان کی مخالفت اسلام کی مخالفت سمجھتے ہیں لہذا ہم رہبر کبیر انقلاب اسلامی کے ہر پیغام پر ہر وقت لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں اور اسی طرح ان کے نائب و جانشین کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کو امام کی تائید حاصل ہے اور جس طرح ہم امام کی تائید کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں جن کی وہ تائید فرما دیں ان کی حمایت بھی ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اس کے علاوہ یہ جو ملکی تنظیمیں ہیں چاہے وہ وفاق علماء شیعہ ہو، امامیہ آرگنائزیشن، امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن، جمعیت طلباء جعفریہ، امامیہ ٹیچرز، حیت آئمہ مساجد یا دوسری تنظیمیں ہوں جن کے نام مجھے یاد نہیں چونکہ ان کا اور ہمارا مقصد واحد ہے جو ان کا مقصد ہے دینی ہمارا مقصد ہے لہذا گزشتہ میں بھی ہمارا یعنی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا ان کے ساتھ تعاون رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ آپ ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے رہیں گے۔

ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مرکزی کابینہ کے بارے میں ہمیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ اب اس وقت ہمارے سینئر نائب صدر اور جنرل سیکریٹری اور دوسرے عہدیدار بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ذمہ داریاں کچھ زیادہ ہیں اور ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ تحریک کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لئے

ضروری ہے کہ اس کے لئے رفقاء وقت دیں تاکہ آئندہ سال یہ اعتراضات نہ ہوں اور یہ شکوے و شکایات باقی نہ رہیں یا کم سے کمتر ہو جائیں۔ اس وقت ہم اپنے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور انہوں نے جو خدمات اسلام اور ملت جعفریہ کے لئے انجام دی ہیں خدا انہیں ان کے مقابلے میں اجر عظیم عطایت فرمائے انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ جو لوگ تحریک کو زیادہ سے زیادہ وقت دے سکیں انہیں مرکزی کابینہ میں لائیں اس کے بعد تحریک کے (موجودہ) جو عہدیدار ہیں وہ اپنے نام کے ساتھ تحریک کا عہدہ استعمال نہ کریں خواہ وہ جنرل سیکرٹری ہوں یا سینئر نائب صدر، جوائنٹ سیکرٹری، سیکرٹری نشر و اشاعت وغیرہ جو بھی ہوں اور خواہ وہ شعبہ خواتین کے عہدیدار ہوں اب اس کے بعد وہ تحریک کا عہدہ اپنے نام کے ساتھ استعمال نہ کریں ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا لیکن اب دیکھ رہے ہیں کہ روز بروز تحریک کی ذمہ داریں زیادہ ہو رہی ہیں مسئلہ روز بروز حساس ہوتا جا رہا ہے اگر ہماری تحریک یوں کی یوں رہی تو اس کا نتیجہ خراب ہوگا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ انشاء اللہ ایسے فعال افراد کو تحریک کی مرکزی کابینہ میں شامل کریں جو زیادہ سے زیادہ وقت دے سکیں اور ہم ان افراد کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ وہ مخلص اور نیک افراد ہیں ہمیں ان کی نیکی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں لیکن چونکہ وہ تحریک کو زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے لہذا ہم مجبور ہیں کہ ان کی جگہ ایسے افراد کو لائیں کہ جو زیادہ سے زیادہ وقت دے سکیں۔

یہاں تحریک نے سالانہ کنونشن کے لئے جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ ہمارے لئے قابل قدر ہیں جن بھائیوں نے جس طریقے سے اس کنونشن کی کامیابی کے لئے کوشش کی ہے خدا ان کی مسامحہ جلیلہ کو قبول فرمائے اور خداوند متعال ان کو حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لشکر اور ان کے سپاہیوں میں شمار فرمائے اور خصوصاً یہاں ملیر



میں جن تنظیموں نے اس میٹنگ کو کامیاب کرنے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کیا  
ہے عازمی عباس ٹرسٹ وغیرہ ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ "

☆☆☆☆☆

jabir.abbas@yahoo.com

جھنگ میں جعفریہ کونسل پنجاب (۸۶ء) سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اَنْفِرْ عَلَيْنَا حِیْرًا وَّ ثَبِّتْ اَفْئِدَتَنَا وَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ (بقرہ - ۲۵۰)

مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس وقت تحریک نفاذ فقہ جعفریہ صوبہ پنجاب کی جعفریہ کونسل کے معزز اراکین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے عرائض پیش کر رہا ہوں۔ اس لحاظ سے کہ یہ ایک تنظیمی اجلاس ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ سے چند باتیں کروں ابھی آپ یہ محسوس کر سکتے ہیں۔

سال گزشتہ ماہ صفر میں جعفریہ کونسل کا اجلاس جامعہ المنظر میں ہوا تھا اور آج یہاں اس امام بارگاہ کے مقدس مقام پر منعقد ہو رہا ہے۔ آپ کیا محسوس کرتے ہیں کہ تنظیمی ڈھانچے کے لحاظ سے اس ایک سال کے عرصے میں ہم نے ترقی کی ہے یا تنزل؟ آپ اس کا اندازہ پچھلے سال کی پیش کی گئی تنظیمی رپورٹوں سے بخوبی لگا سکتے ہیں آیا ان (تنظیمی رپورٹوں) میں تنظیمی اصول تھے یا نہیں؟ مثلاً نمائندگان کی حاضری کے لحاظ سے سال گزشتہ کتنے ضلعوں کی نمائندگی تھی؟ اور اس سال کتنے ضلعوں کی نمائندگی ہے؟ یوں آپ آسانی سے یہ فیصلہ یا وضاحت کر سکتے ہیں کہ آپ کی تنظیم نے اس ایک سال کے عرصے میں ترقی کی ہے یا تنزل کیا ہے یا جہاں پر تھے وہیں پر کھڑے ہیں۔ دوسرا ہم فکری لحاظ سے دیکھیں کہ ہم جو اس تنظیمی پلیٹ فارم سے خدا و رسول و اہل بیت کی خاطر کام کر رہے ہیں تو کیا ہم نے فکری لحاظ سے ترقی کی ہے یا تنزل؟ اس بات کا اندازہ آپ ایک بہترین مقرر کے انداز گفتگو سے لگا سکتے ہیں کہ آیا ہم فکری لحاظ سے نکال و ترقی کی راہ پر چل رہے ہیں یا نہیں بلکہ ہم اس سے پیچھے ہٹ گئے ہیں؟ کیا ہم جو سال گزشتہ فقہ جعفریہ کے مطالبات کی بات کر رہے تھے کیا آج ہم اس سے بڑھ کر بات کر رہے

ہیں؟ مثلاً گزشتہ سال ہم عزاداری اور اپنے دوسرے حقوق کے حوالے سے بات کر رہے تھے تو کیا آج ان سے بڑھ کر ہمارے جو دوسرے مسائل ہیں ان کو ہم اس سٹیج سے پیش کر رہے ہیں؟ سال گزشتہ ہم بحث کر رہے تھے کہ ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے افغانستان کے مسائل سے غافل نہیں رہ سکتے لبنان کے مسائل سے غافل نہیں رہ سکتے امریکہ اور دوسری طاقتیں جو کچھ کر رہی ہیں ہم ان سے غافل نہیں رہ سکتے اور اس سال ہم یہ بات کریں کہ ہماری تمام مشکلات امریکہ مردہ باد کہنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں لہذا ہمیں اپنی پالیسی پر تجدید نظر کرنا چاہئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم فکری لحاظ سے پیچھے کی طرف چلے گئے ہیں نہ یہ کہ ہم ترقی کر رہے ہیں اور آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یہ ایک مسلم بات ہے۔ ہمیں اپنے گھر کی چار دیواری سے لگنا چاہئے ہمیں اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر اپنی مسجد و امام بارگاہ اور اپنے شہر کی حد تک نہیں سوچنا چاہئے مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ مسئلہ اس سے بالاتر ہے۔ آپ یقین کریں کہ یہ جو آپ کے خلاف بھرپور باتیں ہو رہی ہیں نماز جمعہ میں آپ کے خلاف فتوے صادر کیے جا رہے ہیں سڑکوں پر آپ کے خلاف نعرے لگائے جا رہے ہیں دیواروں پر آپ کے خلاف پوسٹر لگائے جا رہے ہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ انہی جگہوں پر فیصلے ہوتے ہیں یہ آپ کے ملک سے باہر فیصلے ہو رہے ہیں اور یہاں ان کے آلہ کار یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ اگر مسئلہ اس قدر وسیع ہے تو پھر ہماری یہ حماقت ہوگی کہ ہم اپنے دشمن کو نہ پہچانیں اور اس کی سازش میں آکر ہم خود اس کا ہاتھ بٹائیں اور نادانستہ طور پر اس کے ساتھ تعاون کریں۔

برادران عزیز! ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم نے فکری لحاظ سے کتنی ترقی کی ہے۔ جنوری میں جب لاہور میں ایک میٹنگ ہو رہی تھی تو ہمارے دوسرے رفقاء نے بھی یہ اظہار کیا تھا۔ ۲۔ دیوجان روڈ پر اس وقت ہم نے اندازہ لگایا تھا کہ الحمد للہ

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے اپنے لئے راستہ کھول لیا ہے لیکن آج جب ہم یہ بات سن رہے ہیں کہ اس قسم کا پروپیگنڈا ہوا میں اڑ رہا ہے کہ ہم پاکستانی ہیں افغانستان کے مسائل سے ہمارا کیا واسطہ ہے؟ لبنان کے مسائل سے ہمارا کیا کام ہے؟ ایران کے انقلاب سے ہم پر کیا ذمہ داری آتی ہے؟ امریکہ کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے؟ جب ہم یہ بات سنتے ہیں تو واقعتاً ہمیں یہ شک ہو جاتا ہے کہ کہاں گئی وہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ؟ ہم نے تو اس کے لئے ایسا راستہ کھولا تھا جو آگے کی طرف جا رہا تھا؟ آج اس کا راستہ دوبارہ پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ آج یہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اگر وہ اہل علم ہیں تو وہ ان آیات قرآنی کا کیا ترجمہ کرتے ہیں جو مسلمانوں کو کافروں کے خلاف جہاد اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات ختم کرنے نیز ان کی بالادستی کو ختم کرنے کے لئے اکساتی ہیں؟ وہ ان احادیث نبوی کی کیا توجیہ کرتے ہیں کہ جن میں فرمایا گیا ہے ”مَنْ أَصْبَحَ وَلَمْ يَهْتَمْ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ.. مَنْ سَمِعَ يُنَادِي رَجُلًا يَا أَهْلَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمْ يَجِبْ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ“ (بخاری الانوار ج ۴ ص ۳۳۷) اگر ہم مسلمان ہیں تو مسلمانوں کے درمیان کوئی حد نہیں کوئی باؤنڈری نہیں، اسلام کو آپ باؤنڈری میں محدود نہیں کر سکتے اسلام ایک آفاقی مذہب ہے تو پھر اگر ہم اس قسم کی باتیں کریں تو ہم نہیں جانتے کہ اس قسم کی آیات و روایات کا کیا جواب دیں گے۔ یا ان سب سے بالاتر نائب برحق امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف رہبر کبیر انقلاب امید مستضعفان جہاں حضرت امام خمینی مدظلہ العالی ان کی سیرت طیبہ کیا ہے وہ ہمیں کیا درس دے رہے ہیں؟ کیا میں جو پاکستان میں ایک چھوٹا سا طالب علم ہوں اور اسلام کی الف با سے آشنا نہیں ہوں تو میں زیادہ جانتا ہوں یا وہ مجتہد اعلم؟ اگر مجتہد اعلم اسلام اور اہل بیت کے احکام سے زیادہ آشنا ہے اور اس نے اپنی ۸۰، ۹۰ سالہ عمر اور اپنی داڑھی اور بال تعلیمات اہل بیت کی راہ میں سفید کئے ہیں تو وہ یقیناً میری نسبت (جو پاکستان میں بیٹھا ہوں) بہتر

جاتا ہے۔ بنائیں ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ مردہ باد امریکہ کیا ہے؟  
شیعہ قوم دشمن شناس ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ شیعہ قوم کو یہ فراست خدا نے عطا کی ہے کہ وہ دشمن شناس ہے انہوں نے اپنے دشمن کے پہلے دن سے پہچانا ہے۔ شیعوں نے مردہ باد یزیدیت کا جو نعرہ لگایا ہے وہ بہت وسیع نعرہ ہے اس میں ایک بہت بڑا مفہوم چھپا ہوا ہے۔ یعنی ہمیشہ ایک طرف حق ہوتا ہے اور ایک طرف باطل۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کے مقابلے میں نمرود تھا حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں فرعون تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں ابوجہل اور اس کے دوسرے ساتھی تھے اور اگر سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں یزید تھا تو وقت کے ساتھ ساتھ یہ افراد بدلتے رہتے ہیں لیکن سب میں باطل ایک ہی ہوتا ہے۔ ہمارے شیعوں نے ایک ایسا نعرہ اور جملہ ایجاد کیا ہے کہ جو فرعون، نمرود، ابوجہل اور یزید کے علاوہ جو ان کی حمایت کرے ان کو بھی شامل کرتا ہیں۔ بنائیں اگر آج ہم مردہ باد امریکہ کا نعرہ لگاتے ہیں تو یہ مردہ باد یزیدیت کی ہی تشریح ہے اور یہ مردہ باد یزیدیت کلی ہے۔ مردہ باد امریکہ آج اس کا مصداق ہے۔

برادران عزیز! مردہ باد امریکہ سے مراد امریکہ کی عوام نہیں ہیں بلکہ اس نعرے سے مراد وہ ظالم صیہونی حکمران، دنیا کے بڑے بڑے ظالم جو اس وقت امریکہ پر بھی حکومت کر رہے ہیں اور جو ساری برائیوں کی جڑ ہیں جو سب ظالموں کے نمائندہ ہیں ہم ان ظالموں کے خلاف یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ مردہ باد امریکہ یعنی مردہ باد ظلم، مردہ باد وحشیگری، مردہ باد ظلم و بربریت، مردہ باد ضد اسلام و ضد انسانیت۔ اگر مسئلہ یہ ہے تو ہم آج بھی مردہ باد یزیدیت کا نعرہ تو لگا رہے ہیں اور یہ شیعیت کا شعار ہے تو مردہ باد امریکہ بھی یہی چیز ہے۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ بات کہاں سے

آ رہی ہے کہ ہمیں مردہ باد امریکہ کا نعرہ نہیں لگانا چاہئے یہ نعرہ کہاں سے آ رہا ہے یہ نعرہ کہیں اور سے آیا ہے اور یہ کس کی سوچ ہے؟ ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے بعض برادران لاشعوری طور پر اپنی زبان سے دوسروں کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں سوچنا چاہئے کہ کیا ہم نے فکری لحاظ سے ترقی کی ہے یا نہیں؟ آپ کو چاہئے کہ بلا خوف و خطر امریکہ مردہ باد کا نعرہ لگائیں۔ ظلم کے بارے میں مولانا علی ابن ابیطالب فرماتے ہیں کہ۔

”كُونُوا لِلظَّالِمِ خَضَمًا وَلِلْمَظْلُومِ عَوْنًا“

ظالم کی مخالفت ہمیشہ شیعیت کا شعار اور شیوہ رہا ہے ہمیں اس سے ہرگز گھبرانا نہیں چاہیے حق کے راستے میں جو تکلیف بھی آئے اسے خوشی سے برداشت کریں۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ہم آرام و آسائش کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس کائنات میں مقصود بھی یہی آرام کی زندگی ہے تو پھر معاذ اللہ معاذ اللہ انبیاء نے اپنے آپ کو کیوں خواہ مخواہ زحمت میں ڈالا؟ انبیاء اور آئمہ طاہرین علیہم السلام نے ایسی ایسی تکالیف برداشت کیں کہ ہم اور آپ جن کا تصور بھی نہیں کر سکتے اس کے باوجود انہوں نے ہر دور میں ظالموں کی مخالفت کی اور حق کی حمایت کی۔ حق کی حمایت اور ظالموں کی مخالفت کی وجہ سے ہی انہیں عجیب و غریب قسم کی اذیتیں دی گئیں۔

درودِ دل۔

اسی طرح ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم میں شعور بیدار ہوا ہے یا نہیں؟ کیا اگر کوئی آواز بلند ہو تو ہم اسے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ آواز ظلوم کے ساتھ بلند کی گئی ہے یا نہیں بلکہ اس سے پیچھے کوئی سازش ہے۔ آیا ہم آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہم یہ تشخیص دے سکیں کہ کیا مسئلہ ہے؟ اگر ہم اس حد تک پہنچ چکے ہیں

تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ہماری تحریک ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔ اگر خدا نخواستہ کل ہم سازشوں کا شکار ہوتے تھے اور آج بھی سازشوں کا شکار ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ترقی نہیں کی ہے۔ میں یہاں پر کیا عرض کروں محضرت چاہتا ہوں میرا مقصد یہاں پر تقریر کرنا نہیں بلکہ درد دل بیان کرنا ہے۔

مثال۔ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک آپ کا دوست ہے اور بہت اچھا آدمی ہے آپ جا کر اس سے پوچھتے ہیں کہ بابا کیوں لڑ رہے ہو کس بات پر جھگڑ رہے ہو تو وہ آپ سے کہتا ہے کہ اس نے میرے بارے میں بہت ناجائز کلمات استعمال کئے ہیں اور اس نے مجھے گالیاں دی ہیں تو آپ اسے کیا جواب دیں گے؟ آپ کہیں گے کہ بندہ خدا اگر اس نے آپ کو ناجائز گالیاں نہ دی ہوتیں اور پھر آپ اس سے لڑتے تو آپ غلطی پر ہوتے ایک بے گناہ آدمی جس نے آپ کے خلاف کوئی بات نہ کی ہو اس کے ساتھ لڑنا تو آپ کی کمزوری ہے آپ کا کمال یہ ہے کہ وہ بھائی آپ کو گالی دے آپ کے ساتھ زیادتی کرے لیکن آپ مبر و قتل سے کام لیں اور اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کریں کمال یہ ہے۔

”إِذَا خَاطَبْتَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَمًا“ (فرقان - ۶۳)

اب میں یہاں پر اپنے بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو آپ دیکھ رہے ہیں میں آپ سے یہاں کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم دلایت کے میدان میں آپ سے آگے نہ ہوں گے تو آپ سے پیچھے بھی نہیں ہوں گے۔ آپ یہ تصور نہ کریں کہ ہمارے دلوں میں معاذ اللہ دلائل الہیہ نہیں ہے یا ہم معاذ اللہ مقصر ہیں یا وہابی ہیں۔ نہیں ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن یہاں پر واضح یہ ہوتا ہے دیواروں پر اور دیگر جگہوں پر اشتہارات وغیرہ میں وہ شیعوں کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں، مساجد میں، جمعہ کے خطبوں میں، انقلاب اسلامی، رہبر انقلاب اور شیعوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ آیا یہ سادہ سی بات ہے؟ یا نہیں بلکہ اس کے پیچھے

کسی کا ہاتھ ہے۔ یقیناً سادہ سی بات نہیں ہے لیکن یہاں میں آپ کی خدمت میں یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں غصہ دلائیں اور ہم طیش میں آ کر میدان میں آ جائیں اور یوں مسلمان مسلمان کا گریبان پکڑ لے تا کہ دشمنان اسلام کے لئے میدان خالی ہو جائے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے خلاف کرنا چاہیں کریں اب یہاں پر دو راستے ہیں ایک راستہ تو یہ ہے کہ ہم احساسات و جذبات و طیش میں آ کر وہی طرز عمل اختیار کریں جو انہوں نے ہمارے بارے میں کیا ہے، اگر وہ خطبوں میں ایسا رویہ اختیار کریں تو ہم بھی اپنی تقاریر میں ان کو کافر قرار دیں اور اگر وہ ہمارے خلاف شکر لگائیں تو ہم بھی ان کے خلاف شکر لگائیں اگر ہمارے خلاف سڑکوں پر وہ جلوس نکالیں تو ہم بھی ان کے خلاف سڑکوں پر مظاہرہ کریں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس کا فائدہ سنیوں کو ہوگا؟ نہیں۔ آیا اس کا فائدہ شیعوں کو ہوگا؟ نہیں۔ آیا یہ سب اسلام کے حق اور اسلام کے فائدہ میں ہوگا؟ نہیں۔ پس اس کا فائدہ کس کو پہنچے گا؟ اس کا فائدہ دشمنان اسلام امریکہ، روس، بھارت اور اسرائیل کو ہوگا۔

امیر المومنینؑ کی اسلام سے محبت -

اب میں آپ شیعیمان علی ابن ابی طالبؑ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ علی ابن ابیطالب کتنی اسلام سے محبت کرتے تھے؟ آپ اس قدر اسلام سے محبت کرتے تھے کہ جب ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں ابھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اگر آپ آرڈر دیں گے تو ابھی مدینہ سے اپنے سپاہیوں کو بھر دوں گا تو مولاؑ نے اسے کیا جواب دیا؟ علیؑ ایک دو سال نہیں بچنے کے سال خانہ نشین ہوئے کس کی خاطر؟ صرف اسلام کی خاطر۔ اسلام کو بچانے کے علاوہ اور کیا مسئلہ تھا۔ علی ابن ابی طالبؑ کزار تھے۔ علی ابن ابی طالبؑ زرہ نہیں پہنتے



تھے کیونکہ تاریخ نے یہ بات للھی ہے اور حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں موت پر آ جاؤں یا موت مجھ پر آ جائے اسی طرح مولاؑ فرماتے ہیں کہ ہزار مرتبہ شمشیروں کے ساتھ میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں بستر پر عام موت مر جاؤں۔ پس کیا وجہ تھی کہ آپؐ نے پچیس سال خاموشی اختیار کئے رکھی؟ حفظ اسلام کے علاوہ اور کیا مصلحت تھی؟ خوب اے شیعہ علی ابن ابی طالبؑ اگر آپ کے مولاؑ کو اسلام اس قدر عزیز ہے تو پھر آپ کو اسلام عزیز نہیں ہونا چاہئے۔ آیا وہ قصہ آپ ان منبروں سے بار بار نہیں سن چکے کہ جب ایک لڑکے پر دو عورتوں کا جھگڑا ہوا اور جب مولاؑ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اسے دو نیم کر کے ایک حصہ ایک کو اور دوسرا دوسری کو دے دیں تو اس وقت جو اس کی حقیقی ماں تھی اس نے کیا کہا تھا؟ اب یہاں میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر ہم اپنے آپ کو اسلام کا وارث جانتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جب بھی اسلام پر کوئی مشکل وقت آیا ہے تو ہمارے اہل بیت اطہارؑ اور ان کے پیروکاروں نے اسلام کو بچایا ہے۔ آیا اس دور میں جب ایک طرف سے امریکہ ہے دوسری طرف سے روس ہے اور تیسری طرف سے بھارت اور اسرائیل ہیں اور وہ اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں تو ایسی صورت میں کیا میرا اور آپ کا یہ وظیفہ اور ذمہ داری نہیں کہ ہم اسلام کی حفاظت کریں؟ احساسات و جذبات کو ایک طرف رکھو اور دلائل اہل بیعت اور سیرت اہل بیعت کو مد نظر رکھو۔ برادر عزیز! بخدا آج دشمن اس لئے یہ کام کر رہے ہیں تاکہ شیعہ سنی آپس میں دست و گریبان ہو جائیں اور دشمنان اسلام اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو جائیں۔ اب یہاں ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ خاموش رہیں۔ خاموشی کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم ضعیف ہیں اور ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ایسا نہیں ہے۔ ”قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ

صَادِقِينَ” نرم لہجہ شفقت اور محبت سے اگر کوئی بحث کرنا چاہے تو ہم ہر مسئلے پر بہترین انداز میں شیعوں کے موقف کو ثابت کریں گے اور کسی کی دل آزاری نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کے احساسات و جذبات کو مجروح کریں گے۔ اب اس سلسلے میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے کام شروع کیا ہے جیسا کہ علماء اسلام کے بارے میں ہمارا موقف۔ ایک چھوٹا سا پمفلٹ شائع ہوا ہے اور دوسرا جس طرح حجت الاسلام والمسلمین سید ساجد علی شاہ صاحب حفظہ اللہ نے فرمایا تشیع و رہبری شیعیت کیسے اور کہاں۔ شہید باقر الصدر کا ایک مدلل پمفلٹ ہے جو چھپ چکا ہے۔ یہ ایسی کتابیں ہیں جن سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی اور شیعوں کا حق بھی بیان ہو جاتا ہے۔ اسی طریقے سے سنی شیعہ پر ایک مقالہ مصر کے ایک سنی سکالر نے لکھا ہے۔ تحریک کی طرف سے اس کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے وہ بھی جلد منظر عام پر آ جائے گا۔ ہم اشتہار کا جواب اشتہار سے دینا چاہتے ہیں لیکن مہذب انداز میں۔ اسی طرح ہم سیکر کا جواب سیکر میں اور تقریر کا جواب تقریر میں بہترین انداز میں دینا چاہتے ہیں لیکن ایسے انداز میں کہ جس سے تصادم پیدا نہ ہو اور جس سے ہماری حقانیت بھی واضح ہو جائے۔ ہمیں آزاد ہونا چاہئے۔ دیکھیں یہ عالم اسلام کے خلاف ایک سازش ہے۔ سنیوں کے خلاف ایک سازش ہے شیعوں کے خلاف ایک سازش ہے اب ہمیں ہوشیار و بیدار ہونا چاہیے۔ ایسا نہ کریں کہ منبر پر آکر ان کے بزرگوں کے خلاف عجیب و غریب الفاظ استعمال کریں ان کے جو مقدمات ہیں اور جن کو وہ محترم سمجھتے ہیں ان کی توہین کریں۔ اہل بیت کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے بزرگ علماء دین چاہے وہ شیخ عبدالحسین شرف الدین یا عبدالحسین امینی ہوں یا علامہ حلی یا دیگر علماء کہ جنہوں نے صرف ایک، دو نہیں بلکہ دسیوں کتابوں میں شیعہ کے موقف کو واضح کیا ہے ان کا قلم بہترین قلم ہے ہمیں ان کی روش کو مد نظر رکھ کر انہیں جواب دینا چاہئے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہماری فکر میں اب اس قدر تبدیلی آنی چاہئے کہ ہم یہ شخصیں دے سکیں کہ اس مسئلے کے پیچھے کیا ہدف پوشیدہ ہے؟ اسی طرح ہم فقہ جعفریہ کو نظراً نڈاز نہیں کر سکتے جس طرح ہمارے بھائی نے سوال اٹھایا ہے البتہ یہاں ہمارے راجح پور کے وہ بھائی موجود ہوں گے میرے خیال میں لیاقت پور یا جام پور میں میں نے ایک پریس کانفرنس کی تھی تو انہوں نے یوں سوال کیا تھا کہ اب تو حکومت نے نفاذ اسلام سے دستبرداری کا اعلان کیا ہے تو آپ کیا اب فقہ جعفریہ سے دست بردار ہیں یا نہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ جب حکومت نے فقہ حنفیہ کو پورے ملک میں نافذ کرنے کا اعلان کیا تھا تو ہماری طرف سے یہ عکس العمل تھا اور ہم نے کہا تھا کہ اگر ہمارے دوسرے بھائیوں کے لئے فقہ حنفی کا نفاذ ہو تو شیعان حیدر کرار کے لئے فقہ اہل بیت کے علاوہ کوئی اور فقہ قابل قبول نہیں ہو گی۔ اس وقت جب حکومت نے نظام مصطفیٰ سے دست برداری کا اعلان کیا ہے اور اب جمہوریت کی باتیں ہو رہی ہیں تو اب ہم ایک قدم اور آگے بڑھیں گے پہلے ہم صرف فقہ جعفریہ کی بات کرتے تھے اور صرف شیعوں کے لئے حق مانگتے تھے تو اب ہم پاکستان میں نظام اسلامی کی بات کرتے ہیں شیعوں کے لئے اپنے حق کا اور سنیوں کے لئے ان کے حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب ہم مشترکہ طور پر جدوجہد کریں گے۔ البتہ وہاں سے نامہ نگاروں نے غلط رپورٹ دی تھی اس پر میں نے عمومی اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے نامہ نگار بھائی یہاں بیٹھے ہیں ان کو امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے جو کچھ میں کہوں وہی اخباروں کو بھیجیں میں نے کچھ اور کہا تھا تو انہوں نے غلط رپورٹ دی ہے تو دوسرے دن پھر انہوں نے اسی اخبار میں ہماری گزشتہ بات کی تردید کی تو مسئلہ یہ ہے کہ کل اگر انہوں نے فقہ حنفیہ کی بات کی تھی تو ہم نے بھی فقہ جعفریہ کی بات کی تھی۔ اس کے بعد جب وہ خاموش ہو گئے تو ہم نے بھی صرف اسلامی نظام کی بات کی اب جب دوبارہ

شریعت مل کے نام سے مسئلہ سامنے آیا ہے تو مجھ سے پہلے ہمارے سینئر نائب صدر اور جنرل میکر میٹری اور دوسرے معزز بھائیوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور ہم بھی اس مسئلے کو اولویت دے رہے ہیں۔

اسلام کو کس نے اور کیوں استعمال کیا؟

جن لوگوں نے اس وقت شریعت مل کا مسئلہ اٹھایا ہے تو یہ بات واضح ہے کہ یہ لوگ اپنے اس مطالبے میں غلط نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کل انہوں نے لوگوں سے ووٹ لئے تھے اسلام کے نام پر اور اب دوبارہ انتخابات کی بات ہو رہی ہے تو ان لوگوں نے جو اس وقت اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں اور اسلام کے نام پر وہاں پہنچے ہیں لوگوں سے دوبارہ ووٹ لینے ہیں خوب اب یہ لوگ جب دوبارہ ووٹ لینے کے لئے لوگوں کے پاس جائیں گے تو انکے پاس کوئی پروگرام نہیں۔ غریبوں، مزدوروں اور کسانوں وغیرہ کے لئے کیا کام کرنا ہے اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے اسی طرح د قاعی صورت کیسی ہو یا خابجہ پالیسی کیا ہونی چاہئے اس کے لئے ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں ان کے پاس صرف اسلام کا حربہ ہے کہ جسے وہ خوب استعمال کر رہے ہیں۔ جب یہ ووٹ مانگنے جائیں گے تو لوگ ان سے پوچھیں گے کہ تم نے ہم سے اسلام کے نام پر ووٹ لیا تھا اور اس کی وجہ سے ابھی تم دو تین سال اسمبلیوں میں رہ چکے ہو تو اس عرصے میں آپ نے اپنے ذاتی مفادات تو حاصل کئے ہیں لیکن اسلام کے لئے کیا کام کیا ہے؟ آیا عریانی و فحاشی روز بروز زیادہ ہو رہی ہے یا نہیں؟ آیا حکومت زیادہ سے زیادہ مغربیت کی طرف جا رہی ہے یا نہیں؟ آیا تم نے فلاں اسلامی قانون پاس کیا تھا۔ کیا اس پر عمل ہوا ہے؟ یقیناً اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ آئندہ انتخابات میں ووٹ حاصل کریں اور ووٹوں کا دروازہ بند نہ ہو تو انہوں نے

شریعت بل کے نام سے شوشا چھوڑ دیا تاکہ لوگوں سے یہ کہہ سکیں کہ ہم نے شریعت کی بالادستی کے لئے بھرپور جدوجہد کی ہے۔ سینٹ میں ہم نے بل پیش کیا ہے لیکن حکومت منافق تھی بیوروکریسی تعاون نہیں کر رہی تھی اس لئے حکومت شریعت کی بالادستی میں کامیاب نہ ہو سکی۔

بہر حال یہ لوگ شریعت کے مسئلے میں مخلص نہیں ہیں۔ ہماری تو چلو فذہ جعفریہ کے لحاظ سے ان کے ساتھ مخالفت ہے لیکن بہت سی پارٹیاں ایسی ہیں کہ جن کا ان کے ساتھ کسی قسم کا نظریاتی اختلاف نہیں ہے لہذا وہ کیوں اس بل کو تسلیم نہیں کرتیں کیونکہ ان کو علم ہے کہ یہ بل درحقیقت اقتدار کا بل ہے اور شوشہ ہے اس لئے وہ بھی مخالفت کر رہے ہیں۔ برادران عزیز! اسی طرح کچھ اور پارٹیاں ہیں جو اپنے آپ کو اسلامی ظاہر کرتی ہیں اور اسلامی حوالے سے اور اسلام کے نام پر خود کو پیش کرتی ہیں لیکن انہیں ۲۰، ۳۰ سال گزر چکے ہیں انہوں نے کون سا اسلام نافذ کیا ہے؟

ایک خطرناک سازش۔

حکومت بھی آپ کو معلوم ہے کہ سو فیصد امریکہ کے دامن میں جا چکی ہے اب آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے کہ گزشتہ حکومت نے جن سکولوں کو قومی تحویل میں لیا تھا موجودہ حکومت نے دوبارہ ان کو واپس کر دیا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ عیسائیت اور جتنے بھی مغربی ممالک (چاہے وہ امریکہ ہو یا برطانیہ اور فرانس یہاں تک کہ روس بھی) ہیں وہ اگر کہیں جاسوسی کرنا چاہتے ہیں تو وہاں پروگراموں کی آڑ میں اپنا کام شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم آپ کے لئے سڑکیں بنائیں گے نہریں نکالیں گے نیوب ویل لگائیں گے وغیرہ۔ مجھے ایک ذمہ دار انجینئر نے یہ بات بتائی کہ جتنے بھی مغربی ممالک اور امریکہ وغیرہ سے انجینئر آتے ہیں اور یہاں

سڑکوں کے ٹھیکے لیتے ہیں وہ سب جاسوسی کے لئے آتے ہیں وہ اپنے ذاتی مفاد اور اپنے اپنے ملک کے مفاد کی خاطر یہاں آتے ہیں اور بظاہر نام یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ کے ملک کی تعمیر کے لئے آئے ہیں یا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یہاں ہسپتال اور سکول کھولتے ہیں اور یہ اس طرح ہے کہ جیسے کپسول کے اندر زہر بھر کر لوگوں کو اس بہانے کھلا دیا جائے کہ اس سے تم صحت یاب ہو جاؤ گے تو یہ عیسائی سکول اور ہسپتال بھی اسی طرح ہیں جو مسلمان ممالک کے اندر کھس کر عیسائیت اور مغرب کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ہماری حکومت نے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اور اپنی مغرب نوازی کو ظاہر کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ جو حکومت خدا و رسول اور مسلمان کی خوشی کو چھوڑ کر امریکہ اور طاغوت کی خوشی کو مد نظر رکھے تو آیا آپ اس سے اسلام کے فساد کی توقع رکھ سکتے ہیں جب حکومت کی حالت یہ ہے جنہوں نے شریعت تل پیش کیا ہے ان کی حالت یہ ہے تو اب ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے اور ہمارا فریضہ کیا ہے؟ جیسا کہ سینئر نائب صدر نے آپ کے سامنے پیش کیا ہم اس سے غافل نہیں ہیں ہم اس مسئلے کو اولیت و اولویت دے رہے ہیں اور اسے ہم نے اپنے سارے پروگراموں پر مقدم کر رکھا ہے۔ اسی طریقے سے دوسرے مسائل ہیں مثلاً ملک میں جو سیاسی مسائل ہیں ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ملک کو پانی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ ذرائع ابلاغ آپ دیکھ رہے ہیں اکثر و بیشتر یہ ذرائع ابلاغ عریاں تصاویر شائع کر کے فحاشی کو عام کر رہے ہیں اور اسی طرح رہبر کبیر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کی تصاویر کو خاص طریقے سے چھاپ کر مسلمانوں کے احساسات و جذبات کو مجروح کر رہے ہیں یا وہ اس طرح کی خبریں نشر کرتے ہیں کہ جس سے امریکہ و روس خوش ہو جائیں۔ یہ ہمارے ذرائع ابلاغ کی حالت ہے۔ معاشرے پر نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ اس وقت معاشرے میں کیا ہو رہا ہے؟ کن کن ناموں سے محافل برپا ہوتی ہیں اور پھر

ان محافل میں کیا ہوتا ہے؟ ان میں وہ کچھ ہوتا ہے کہ ایک مسلمان اسے سن کر شرمندہ ہو جاتا ہے۔ غیرت تو ہمارے معاشرے سے اصلاً رخصت ہو گئی ہے، حیا نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ جوانوں کو بزدل کیا جا رہا ہے سوشلسٹ یا دوسرے انحرافی افکار کی ترویج کی جا رہی ہے ایسے حالات میں کیا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ خاموش بیٹھی رہے؟ کیا واقفہ فقہ جعفریہ سے مراد یہ ہے کہ ہمارے حکومت سے دو تین مطالبات ہیں جو پورے ہونے چاہئیں یا نہیں بلکہ فقہ جعفریہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ تحریک جعفریہ کے آئین کا آپ مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے اغراض و مقاصد بہت وسیع ہیں اگر ہم ان اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھیں تو کیا ہم خاموش تماشاخی بن کر بیٹھ سکتے ہیں؟ برادر عزیز! کل جب حکومت نے اسلامی نظام کا نعرہ لگایا تو اس وقت ہم نے حکومت سے کہا تھا کہ اگر اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوگا تو ہم شیطان حیدر کرار کے لئے سوائے فقہ اہل بیت کے کوئی اور فقہ قابل قبول نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت مل جوینٹ یا اسمبلی میں بعض سیاسی پارٹیوں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا اب اس سلسلے میں ہمارا واسطہ کس سے ہے آیا ہمیں حکومت سے مطالبہ کرنا ہے یا نہیں بلکہ اس وقت حکومت کے علاوہ کچھ اور افراد سے بھی ہمارا سامنا ہے؟ ہمیں مسائل و مشکلات کو دیکھ کر قدم اٹھانا ہوگا لہذا ہمیں ان مسائل کو مد نظر رکھنا ہے اور اپنے وسائل و امکانات کے مطابق آگے بڑھنا ہے۔ ہمارے ایک برادر جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ گذشتہ روز جب ملتان میں ہماری میٹنگ ہو رہی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ جس خط پر تحریک جعفریہ چل رہی ہے ہم جدوجہد کریں گے کہ اسے اس خط پر آگے بڑھائیں اگر کوئی یہ توقع کرے کہ ہم اپنے اس خط سے پیچھے ہٹ جائیں گے تو بالکل ناممکن ہے۔ ہم آگے بڑھنے کی جدوجہد کریں گے نہ کہ پیچھے ہٹنے کی۔

اسی طرح تربیت کے حوالے سے بھی ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اپنے افراد

کی کس حد تک تربیت کی ہے آیا اگر ہم پہلے کسی بات پر ناراحت ہوتے تھے مثلاً خود نمائی یا خود پسندی کی مرض میں گرفتار تھے تو اب بھی ہمارے اندر وہ چیز موجود ہے یا نہیں ہم میں اس لحاظ سے تبدیلی آگئی ہے اور اب ہم ذاتی مفادات کو ٹھکرا کر قوی مفادات کو مد نظر رکھتے ہیں اور اب ہمیں ذاتی وقار کی جگہ قوی وقار عزیز ہے۔ اگر واقعا ہم اس مقام تک پہنچ چکے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ترقی کی ہے۔ لیکن اگر آج بھی ہم اسی خود نمائی اور خود پرستی میں معروف ہیں اور اپنے نفس کی پرستش کر رہے ہیں تو پھر دوائے ہو ہم پر۔

اسی طرح آپ دیکھیں کہ اس وقت ہم میں اختلاف و انتشار ہے بالائی سطح پر ہے کہ جس کے حل کیلئے ہم نے بہت کوشش کی ہے یا پختی سطح پر ہے خصوصاً تحریک خدائے جعفریہ، آئی۔ ایس۔ او۔ آئی۔ او، 'دفاق علماء شیعہ اور جمعیت طلباء جعفریہ کے درمیان۔ یہاں پر ہم دیکھیں کہ یہ پانچ جو ملک گیر تنظیمیں ہیں کیا ان سب کا مقصد ایک نہیں ہے؟ اگر ایک ہے تو ہم کس حد تک ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں؟ مثلاً سال گذشتہ اگر ہمارے درمیان ایک بدگمانی پائی جاتی تھی تو اس سال بھی وہ موجود ہے اگر سال گذشتہ گروپ بندی اور دھڑے بندی تھی اگر وہ اس سال بھی موجود ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ پیچھے تو گئے ہیں لیکن ترقی ہرگز نہیں کی۔ اور یہ کہ جس طرح صوبہ پنجاب کے جنرل سیکریٹری نے فرمایا کہ ہم نے اپنی تحریک میں ان بہنوں اور ماؤں کے لئے کیا کام کیا ہے کہ جن کی گود میں ہم نے تربیت پائی ہے اور جن کے دامن میں دلائے اہل بیت کا سبق ملا ہے۔ آیا تحریک نے ان کو بالکل نظر انداز نہیں کر دیا ہے یا اپنے امکانات کے مطابق ان کے لئے بھی کچھ کام کیا ہے؟ اور کیا ان کو ہم نے اس کام میں شریک کیا ہے۔ کیا ان کو ہم نے یہ کہا ہے کہ حضرت زینب کے خطبات کی حفاظت کریں اور ان کے مشن کو عام کریں؟ اگر ہم نے کچھ کام کیا ہے تو الحمد للہ اور نہیں کیا



تو ان کی تربیت کا انتظام کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنی اتنی بڑی تعداد کو کہ جو ہمارے مشن کے لئے مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے؟ میں ایک حدیث پڑھ کر آپ کی زمتوں کو ختم کرتا ہوں البتہ چاہتا ہوں کہ آپ اس حدیث کو ذرا غور سے سنیں اور مجھ میں یا آپ میں جو کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

مومن کی خصلتیں۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن اس وقت تک مومن واقعی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے آپ میں تین خصلتیں پیدا نہ کر لے۔  
پہلی خصلت۔

پہلی خصلت جو ایک خدائی سنت ہے وہ یہ ہے کہ خدا ستارہ محبوب ہے اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپاتا ہے اور ان کے عیوب کو برملا نہیں کرتا ہے دیکھیں خدا کتنا مہربان اور کتنا کریم ہے احادیث میں ہے کہ عالم بالا میں ہر انسان کا ایک ماڈل ہوتا ہے۔ مثلاً ادھر میں ہوں تو عالم بالا میں میرا ماڈل ہو گا آپ ابھر رہے ہیں تو اس عالم میں آپ کا ماڈل ہو گا ہر انسان کا ایک ماڈل ہے اور ان پر مختلف ملائکہ موکل ہیں جب کوئی مومن اچھائی کرتا ہے تو ملائکہ اسے دیکھتے ہیں اور احساس کرتے ہیں لیکن جب وہی بندہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے تو خداوند متعال اس بندے کے ماڈل اور اس پر موکل ملک کے درمیان پردہ حائل کر دیتا ہے تاکہ اس بندے کے عیب سے ملک تک آگاہ نہ ہو دیکھا کتنا مہربان اور کتنا غفور خدا ہے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ میرے سر پر ایک عمامہ ہے میرے کندھے پر عبا ہے اور میرے چہرے پر داڑھی ہے اس عمامے عبا اور داڑھی نے میرے عیوب کو چھپا رکھا ہے میری کمزوریوں سے صرف وہ (خدا) آگاہ ہے لیکن ان (برائیوں) سے

خدا تو آگاہ ہے لیکن وہ کتنا مہربان اور غفور ہے کتنا رحیم ہے کہ اس نے میرے سارے عیوب کو آپ سے چھپا رکھا ہے اس کے مقابلے میں اگر میں کوئی چھوٹی سی نیکی کرتا ہوں تو (خدا کتنا مہربان ہے) اس چھوٹی سی نیکی کو لوگوں میں مشہور کر دیتا ہے۔ دعائے کھیل کے کلمات آپ کے سامنے ہیں: ”كُنْ مِنْ قَنَاءِ جَمِيلِ لُسْتِ اَهْلًا لِهٖ نَفْسُكَ“ ”مولا“ فرماتے ہیں کہ مومن کی پہلی خصلت جو خدا کی سنت ہے کہ مومن دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالے۔ اگر کسی بھائی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو بھرے مجمع میں اسے رسوا نہ کرے اور اس کے عیوب کی نشاندہی نہ کرے بلکہ مولا ”فرماتے ہیں کہ خود اسے خلوت میں لے جا کر سمجھائے کہ آپ مومن ہیں اور یہ کام آپ کے شایان شان نہیں ہے آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اور کبھی دوسروں کے سامنے اسے شرمندہ نہ کرے۔ اب میں یہاں پر اپنے تعظیمی بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ ہم جو تحریک، آئی۔ ایس۔ او، آئی۔ او، وفاق یا دوسری کسی تنظیم کے ساتھ وابستہ ہیں ہم کیا کرتے ہیں ہم تو یہ نوٹ کرتے ہیں کہ فلاں صدر اور فلاں جنرل سیکریٹری نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں اور ان سب کو نوٹ کرتے ہیں ایک ’دو’ دس‘ پردہ اور پھر جب کوئی میننگ ہوتی ہے تو اسے شرمندہ کرنے کے لئے وہ سب بھرے مجمع میں ہم سنا دیتے ہیں۔ یا پھر اگر کوئی کسی محفل و مجلس میں اس کا ذکر خیر کرے کہ فلاں بہت اچھا آدمی ہے بڑے کام کا ہے تو فوراً اٹھ کر کہتے ہیں کہ چھوڑو بھائی تمہیں کیا پتہ؟ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں اس میں فلاں عیب ہے فلاں فلاں غلطیاں اس میں پائی جاتی ہیں یعنی چہ؟ یعنی یہ مومن واقعی نہیں ہے۔ میرے عزیز بھائیو! اگر آپ مومن ہیں تو آپ کو دوسرے بھائیوں کے عیوب اور ان کی کمزوریوں کو سرعام نہیں کہنا چاہئے اگر ہم اس میں کوئی بات دیکھیں تو خلوت میں جا کر اسے بتائیں۔

## دوسری خصلت -

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مؤمن میں دوسری خصلت جو سنت رسولؐ میں سے ہے وہ یہ ہونی چاہئے کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے ساتھ مدارا فرماتے تھے سب کے ساتھ بہترین اخلاق کے ساتھ ملتے تھے کسی کی دل آزاری اور کسی کو شرمندہ نہیں کرتے تھے جس کے لئے قرآن نے آپؐ کے بارے میں فرمایا ہے ”إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“ آپ کو یاد ہے کہ فتح مکہ کے وقت دشمنان اسلام کے سردار اور پرچمدار کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا سلوک کیا؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہم اور آپ اپنے آپ کو مؤمن کہتے ہیں تو پھر ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق کے ساتھ ملنا چاہئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کس خلق کی تعظیم سے تعلق رکھتے ہیں؟ آپ نے کتنے افراد کو شامل کیا ہے؟ آپ تعظیم میں کتنے نئے آدمیوں کو لے آئے ہیں یا کتنے لوگوں کو اپنی تعظیم سے بھگایا ہے؟ حقیقی مؤمن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے نزدیک کرتا ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ کیا کرتے تھے۔ معذرت کے ساتھ آپ نے کتنے علماء کو اپنے سے دور کیا ہے اور کتنے وکلاء کو دور نہیں کیا ہے اسی طرح آپ نے کہیں ذلہ دارا افراد کو اپنے سے دور تو نہیں کیا؟ اور آپ کیا دو، تین افراد میں محدود ہو کر تو نہیں رہ گئے؟ برادر عزیز! اگر آپ کو یقین کرنا ہے کہ آپ کا مقصد اسلامی ہے اگر آپ خدا کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کی تحریک ایک مذہبی تحریک ہے اگر آپ کی تعظیم دینی ہے تو پھر علماء کی سرپرستی آپ کو تسلیم کرنی چاہئے۔ علماء کے ساتھ اپنے آپ کو مربوط کر لیں اور انہیں اپنے سے دور نہ کریں علماء کو اذیت نہ پہنچائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ امام زمانہؑ کی خدمت میں شکایت کر دیں کہ یہ لوگ، یہ تحریک والے فلاں تعظیم کے جواں یا فلاں فلاں آدمی ہمیں اذیت دے رہے ہیں ہم کسی اور سے تو

شکوہ نہیں کر سکتے یا بن الحسنؑ ہم آپ کے حضور یہ شکوہ کرتے ہیں۔ برادر عزیز! اگر کوئی صدر اور وزیر اعظم کے پاس شکوہ کرے تو یہ ہمارے لئے اس قدر خطرناک نہیں ہے لیکن اگر خدا اور حضرت ولیعصرؑ کے حضور کوئی ہمارا شکوہ کرے تو یہ ہمارے اور آپ کے لئے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اپنی جگہ پر سارے افراد اور علماء کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا کریں کسی کے احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں تقاریر میں بھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوں اسی طرح تحریر میں بھی ایسی چیز نہ لکھیں جس سے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات مجروح ہوتے ہوں۔ آپس میں اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ محبت اور اخلاق اسلامی کے ساتھ ملیں اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کے ساتھ ملیں۔

### تیسری خصلت -

مولاؑ فرماتے ہیں کہ تیسری خصلت جو ایک مومن کے لئے ضروری ہے اور جو سنت دلی خدا یعنی سنت امامؑ ہے وہ یہ ہے کہ دلی خدا یعنی امامؑ پر جتنے سخت سے سخت مصائب و مشکلات آتی ہیں وہ ہرگز صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا وہ ہر مشکل اور ہر مصیبت کے سامنے پہاڑ کی طرح مضبوط و قائم رہتا ہے یہ خصوصیت ہے امامؑ اور دلی خدا کی۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک حقیقی مومن میں دلی خدا کی طرف سے ایک خصلت ہونی چاہئے کہ اس پر جو بھی مصیبت و مشکل آئے وہ کبھی ان سے گھبرائے نہیں "الْمُؤْمِنُ كَالْجَبَلِ الرَّابِحِ لَا تَحْزِنُهُ الْعَوَاصِفُ" یعنی مومن اس پہاڑ کی مانند ہے کہ جسے تیز سے تیز آنے والی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں تو اب اگر ہم مومن ہیں تو پھر یہ کیا مسئلہ ہے کہ ہم پر مشکلات آئیں تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں البتہ ہماری یہ مشکلات

کوئی مشکلات نہیں ہیں آپ انبیاءؑ کے مصائب دیکھیں آئمہ اطہارؑ کی مصیبتوں کا اندازہ لگائیں یا ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کے شیعوں پر جو مصیبتوں کے پہاڑ گرائے گئے یا منصور دوانقی اور اس کے باپ نے جو ظلم ڈھائے ان کے مقابلے میں اگر ہم موجودہ حالات کا موازنہ کریں تو اپنے ان حالات کو مصیبت کہتے ہوئے ہمیں شرمندگی ہوگی۔

برادر عزیز! اگر خدا نے ہمیں آرام و آسائش کے لئے پیدا کیا ہوتا کہ سرد گرم ہوائیں بھی نہ دیکھیں اور کسی قسم کی تکلیف نہ دیکھیں تو پھر ہم پر یہ سختیاں آتیں تو پھر ہمیں گھبراتا چاہئے تھا ہمیں داویلا بچانا چاہئے تھا کہ یہ کیا ہوا یہ کیا ہو گیا؟ بابا خدا نے ہمیں آرام و آسائش کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ہمیں مشقت کے لئے پیدا کیا ہے۔ انبیاء اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی تکالیف کو دیکھیں۔

برادر عزیز! اگر دنیاوی مقام آپ نے حاصل کرنا ہے تو بغیر مشقت و تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا اگر معنوی مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو آپ کیا دعا کرتے ہیں آپ دعا کرتے ہیں کہ ”اَللّٰهُمَّ اِزِدْنَا شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ وَ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ فِي الدُّنْيَا“ ہم حسینؑ کی شفاعت چاہتے ہیں۔ اور کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ ”يَا لَيْتَنَّا كُنَّا مَعَكُمْ فَنَّا فُوزًا فُوزًا عَظِيْمًا“ بابا شہدائے کربلا کے مقام تک پہنچنا یہ ایسا نہیں ہے کہ میں پشاور سے گاڑی میں بیٹھ کر یہاں آجاؤں اور پھر ادھر سے چلا جاؤں اور یہاں خوب کھاؤں پیوں اور کہوں کہ میں خدا کے لئے کام کر رہا ہوں اور پھر یہ تمنا کروں کہ شہدائے بدر، احد اور شہدائے کربلا کا مقام مجھے مل جائے۔ ایسا نہیں ہے اگر آپ کی یہ تمنا ہے کہ شہدائے بدر، احد، حنین، صفین اور کربلا کا مقام آپ کو حاصل ہو جائے آپ جوار اہل بیت علیہم السلام چاہتے ہیں آپ شفاعت حسینؑ چاہتے ہیں تو پھر آپ کو مشکلات اور مصائب کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ بغیر زحمت و تکلیف کے آپ کو نہ مادی ترقی مل سکتی ہے اور نہ معنوی۔

برادران عزیز! میں نے تین خصلتیں آپ کی خدمت میں بیان کی ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ خدا کی طرف سے مومن میں یہ سنت ہونی چاہیے کہ وہ دوسرے بھائیوں کے عیوب پر پردہ ڈالے اور ان کی جو کمزوریاں ہیں ان کو مجلس میں عام نہ کرے دوسری خصوصیت رسول خدا کی طرف سے مومن میں یہ ہونی چاہیے کہ وہ اخلاق حسنه پیدا کرے سب کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آئے۔ تیسری خصوصیت ولی خدا کی طرف سے مومن میں یہ ہونی چاہیے کہ مشکلات مصیبتوں اور تکالیف کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح ڈٹا رہے۔ صبر و استقامت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے چونکہ وقت کافی گزر چکا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے اور آخر میں آپ جعفریہ کونسل کے معزز مندوبین اور خصوصاً صوبہ پنجاب کی جو کابینہ ہے اور بالخصوص جھنگ کے مومنین علمائے کرام اور دوسرے معزز بھائیوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے موقع فراہم کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں غلط قسم کی اردو میں یہ عرائض آپ تک پہنچا سکوں اور آخر میں آپ سے یہ توقع کروں گا کہ انشاء اللہ ہم یہاں سے انھیں گے تو اگر ہم میں یہ خصوصیات نہیں ہیں تو ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے عزم کر کے انھیں گے۔ خداوند متعال ہم اور آپ سب کو اپنی اپنی کمزوریوں پر آگاہی اور ان کو برطرف کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

☆☆☆☆☆

## تعلیمی کنونشن ٹنڈو تھوڑ و حیدر آباد میں قائد شہید

### کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اِنَّمَا  
أَعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَنۡفٰی وَفُزَادٰی (سباء-۴۶)

سب سے پہلے قائد مرحوم و مغفور مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ، شہداء اسلام  
خصوصاً شہدائے فقہ جعفریہ اور بالخصوص شہدائے کویئہ کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ  
مندوبین محترم میں آپ حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ  
دور دراز علاقوں سے مسافت کی صعوبتیں برداشت کر کے یہاں کنونشن میں تشریف  
لائے ہیں یہ آپ کا مجھ پر احسان ہے میں تقریر نہیں کروں گا کیونکہ اذانیں شروع  
ہو چکی ہیں ایک تو وقت نہیں ہے دوسرا ہمارے محترم بھائی بھی گلہ نہ کریں کہ خود تو  
تقریر کرتے ہیں لیکن ہمیں تقریر کرنے کا موقع نہیں دیتے صرف ”وَذَكِّرْ فِیْہِ  
الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ“ (الذاریات-۵۵) کے عنوان سے کچھ عرض آپ  
کی خدمت میں پیش کروں گا۔

قیام لیکن خدا کے لئے۔

آیت شریفہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ  
اے رسول! کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کہتا ہوں اور صرف ایک موقع  
کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم اٹھو اور قیام کر دے لے یعنی خدا کے لئے۔ اجتماعی طور پر  
ہو دو دو کی صورت میں ہو یا انفرادی طور پر ایک ایک کی صورت میں لیکن اٹھو صرف  
خدا کے لئے۔ ہم اور آپ بھی اٹھ گئے ہیں کچھ سرحد سے آئے ہیں تو کچھ  
بلوچستان سے کوئی کہاں سے تو کوئی کہاں سے۔ یقیناً ہم اٹھ گئے ہیں اور کچھ کر

رہے ہیں لیکن اصل بات جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا یہ کام کرنا چاہے کم ہو یا زیادہ ہو یہ خدا کی خاطر ہونا چاہیے۔ اگر ہمارا یہ کام کرنا **لِلّٰہ** ہو گیا تو پھر تو ہمارا ان دور دراز علاقوں سے آنا، سفر کی تکالیف برداشت کرنا، شب بیداریاں یا دوسری مشکلات کو برداشت کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر خدا نخواستہ ہمارا یہ سب کچھ خدا کے لئے نہ ہو تو پھر ہم اپنے آپ کو تھکائیں گے بھی اور اپنے آپ کو زحمت بھی دیں گے اور ادھر ”**خَصِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ**“ ہو جائیں گے اس دنیا میں بھی ہم اپنے آپ کو مفت میں زحمت میں ڈالیں گے اور آخرت میں بھی ہمیں کچھ نہیں ملے گا تو پھر ہم سے بدتر اور کون ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہمیں اور آپ کو زیادہ سے زیادہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ ہم جو کام بھی کریں چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو تحصیل کی سطح پر ہو، ضلع کی سطح پر ہو، یا پورے ملک کی سطح پر ہو یہ سب کام ہم خدا کے لئے کریں اب میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا کہ اگر ہم اپنے کام کا حساب لگا دیں کہ کس حد تک ہمارا کام خدا کے لئے ہے ظاہر ہے کہ اس کی کچھ نشانیاں اور علامات بھی ہیں ابھی چونکہ وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے ابھی میں اس طرف نہیں جاؤں گا صرف کچھ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا بعض حضرات نے کل کی تقاریر میں اور آج کی تقاریر میں کچھ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کیں قرار داد کی صورت میں یا ان گروپوں کی سفارشات کی صورت میں آپ کے لئے پیش کی گئی ہیں لیکن میں صرف تاکید کے طور پر کچھ باتیں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں ایسا نہ ہو کہ کچھ سفارشات میں آپ کو دے دوں اور کچھ آپ مجھے دے دیں اور آخر میں کچھ بھی نہ ہو۔ نہیں، ہمیں واقعا کام کرنا چاہئے۔

قوم کی توقعات پر پورا اتریں۔

میں خود اپنے آپ کو مقصر سمجھتا ہوں اس لحاظ سے کہ ہم کچھ بھی نہیں کر



رہے ہیں لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ قوم کی کس قدر تحریک سے توقعات وابستہ ہیں وہ کیا کیا امیدیں رکھتے ہیں اور بیٹھ کر ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں جبکہ ہم صحیح معنوں میں ان کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ کریں گے کریں گے آخر کب کریں گے؟ آخر وہ وقت کب آئے گا کہ جب ہم کچھ کریں گے تو ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم خدا کے لئے کام کریں گے البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو ہم دل میں تصور کرتے ہیں یا سفارشات دی جاتی ہیں وہ سب کی سب سو فیصد پوری ہوں، یہ نہیں ہو سکتا یہ ناممکنات میں سے ہے یعنی جو کچھ انسان کے دل میں آئے اسے عملی جامہ پہنائے یہ نہیں ہو سکتا جس طرح کہ چند دن پہلے ستائیس رجب کو حضرت امام مدظلہ العالی نے بھی یہی فرمایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھی جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے پھر انہوں نے یہ مثال دی کہ اگر واقعاً پیغمبر اکرمؐ جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ کر سکتے تو پھر تم جیسے درباری ملاں اس وقت نہ ہوتے امامؑ کا اشارہ سعودیہ، مصر، تیونس اور مراکش میں بیٹھے ہوئے ان ملاؤں کی طرف تھا کہ جنہوں نے کہا تھا کہ امامؑ فہنی تو ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے یوم مستضعفین کے موقع پر فلاں جملہ کہا تھا۔ غرض یہ کہ انسان جو کچھ چاہتا ہے وہ عملی طور پر نہیں کر سکتا۔ راستے میں بہت سے موانع اور مشکلات یا خود اس کی اپنی طرف سے ہوتی ہیں یا ماحول کی طرف سے تو اس لئے ہم اگر اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ ٹھیک ہے کہ جن اغراض و مقاصد کیلئے تحریک بن چکی ہے اگر اس میں ہم کامیاب نہ ہو سکے تو اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ یہ تحریک بیکار ہے اس کو مثلاً ختم کرنا چاہیے اس لئے کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ نہیں خود ان مقاصد کا حصول جس طرح کہ برادر محترم حجت الاسلام آقائے شرف الدین حفظہ اللہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہم خود کسی حد تک اپنے مؤمنین اور اپنے بھائیوں

کو ان مسائل کی طرف متوجہ کر چکے ہیں ان کو احساس دلا چکے ہیں اور ان میں کچھ بیداری آچکی ہے یہ خود ایک چیز ہے۔ پس اگر ہم صد در صد اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو اس سے ہمارے بھائیوں کے دل میں مایوسی نہیں آنی چاہیے اب میں کچھ تذکرات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:

**وسعتِ قلب کا مظاہرہ کریں۔**

اگر ہم سب یہ احساس کر لیں کہ تحریک پوری ملت جعفریہ کے لئے ایک پلیٹ فارم ہے اب اگر میں اس کا عہدیدار ہوں تو اس کا یہ مقصد نہیں کہ اس پلیٹ فارم سے اپنے بھائیوں کو جو عہدیدار نہیں ہیں انہیں خدمت کرنے کا موقع نہ دوں ہمیں وسعتِ قلب سے کام لینا چاہیے حتیٰ کہ وہ افراد بھی جو بظاہر ہماری تحریک کے ساتھ نہیں ہیں لیکن واقعاً اگر وہ ان اغراض و مقاصد کے لئے کہ جن کے لئے یہ تحریک بن چکی ہے ان کے لئے وہ آپ کے پلیٹ فارم سے کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنی تحریک کے دروازے ان پر بند نہ کریں بلکہ ان سے آپ استفادہ کریں۔

**اتحاد بین المسلمین۔**

اس وقت ہمارے لئے سب سے اہم مسئلہ اتحاد بین المسلمین کا مسئلہ ہے جو بھی افراد چاہے وہ علماء ہوں یا وکلاء، سٹوڈنٹس ہوں یا جو بھی اس تحریک کے ساتھ مربوط ہوں وہ تعلیمات اہل بیت علیہم السلام کو مد نظر رکھ کر اور اس وقت سیرت رہبر کبیر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی کو مد نظر رکھ کر (یہ جو تفرقہ بازی اور مناظرانہ انداز ہے اس سے ہٹ کر) اتحاد و اتفاق کے ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت لوگوں کو دیں۔ یعنی ہم ایسی تقاریر ایسی تحریروں اور ایسی باتوں سے اجتناب کریں جن سے اتحاد بین المسلمین کو نقصان پہنچے اور وہ سنی

افراد جو متعصب نہیں ہیں اور وہ شیعوں کے لئے اپنے دل میں نرمی رکھتے ہیں ہم اپنے سخت لہجے کی وجہ سے ان کو اپنے سے دور نہ کریں اور وہ افراد جو واقعتاً شیعوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں ان کی گود میں انہیں نہ پھینکیں۔ ہمارے جتنے بھی افراد ہیں ان کو چاہیے کہ اتحاد بین المسلمین کو مد نظر رکھیں۔

عوام کے دردوں کی دوا کریں۔

تحریک کے جو بھی افراد ہیں صرف یہ نہ ہو کہ جب تحریک کا کوئی فنکشن ہو یا اجتماع ہو وہ اس میں جائیں اور اپنی کچھ نہ کچھ رپورٹ بنا کر اس میں پیش کر لیں لیکن جہاں وہ رہتا ہو وہاں مؤمنین کے جو مسائل اور ان کی جو مشکلات ہوں وہ ان میں اصلاً مداخلت نہ کرے یہ مناسب نہیں ہے چونکہ نہ تو مجھ میں اتنی قوت ہے اور نہ ہی آپ میں جب تک کہ یہ مؤمنین ہمارا ساتھ نہ دیں۔ یہ عوام، یہ مؤمنین، یہ غریب اور محروم لوگ اس وقت ہمارا ساتھ دیں گے کہ جب ہم کچھ نہ کچھ ان کے درد کو سمجھیں اور ان کے دردوں کی دوا کریں اور ان کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کریں اگر ہم ان کے مسائل کو درک کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ان کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے خواہ ان کا مسئلہ عزاداری سے مربوط ہو یا نصاب عشر اور فقہ کے ساتھ مربوط ہو یا کسی اور سے مربوط ہو اگر ہم ان میں مداخلت نہیں کریں گے تو وہ ہم سے مایوس ہو جائیں گے اب کل اگر کسی اہم مسئلے میں وہ ہمارا ساتھ نہ دیں تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عزاداری سید الشہداءؑ۔

عزاداری کا مسئلہ۔ عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ بیان کیا

گیا شیعوں کے لئے بہت اہم مسئلہ ہے اور اسی عزاداری کی وجہ سے اب تک تشیع باقی ہے تو ہمیں اپنے آپ کو باقی رکھنے کے لئے عزاداری کی حفاظت کرنی چاہیے اور وہ کام اور ہر وہ اقدام کہ جس کے نتیجے میں عزاداری کو نقصان پہنچے اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔ اب بعض اوقات ہم خود سبب بنتے ہیں، آپ جب کسی عالم کے پاس جاتے ہیں وہاں کوئی کہتا ہے کہ آج فلاں جگہ جمعہ کے فلاں فلاں آیا تھا، اور اس نے شیعوں کے خلاف بڑے سخت جملے استعمال کئے یہ آپ کو برا لگتا ہے یا نہیں لگتا۔ پھر آپ شیعہ امامباڑے میں شیعہ مسجد اور شیعہ اجتماع میں ان کے خلاف سخت تقریر کریں گے تو کیا ان کے احساسات اس سے مجروح ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ تو جس طرح آپ کو یہ برا لگتا ہے کہ آپ کے مقدسات اور آپ کے پیشواؤں کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ استعمال کرے تو آپ بھی تعلیمات اہل بیت اطہارؑ کو مد نظر رکھ کر ان کے مقدسات کے اور ان کے پیشواؤں کے خلاف بھی نازیبا الفاظ استعمال نہ کریں اکثر اوقات اسی قسم کی تقاریر کے نتیجے میں حالات خراب ہو جاتے ہیں تو یہ بھی عزاداری کی حفاظت کے لئے ایک ضروری مسئلہ ہے کہ آپ چاہے خود اہل علم ہیں یا کسی جگہ مجلس منعقد کرنا چاہتے ہیں یا ان کے ساتھ آپ کا رابطہ ہے تو آپ کو چاہیے کہ اس مسئلے کو مد نظر رکھیں جو بھی مقرر آئے آپ پہلے اس سے کہہ دیں کہ آقائے محترم، عزاداری کے دن ہیں اور ہمارے لئے عزاداری بہت اہم ہے آپ کوئی ایسی بات نہ کریں کہ جس کے نتیجے میں عزاداری کو نقصان پہنچے آپ مناظرانہ باتیں یہاں نہ کریں۔ نفرت انگیز باتیں یہاں نہ کریں۔ کسی کے مقدسات کی توہین نہ کریں۔ آپ اہل بیت اطہارؑ کی عظمت، شیعوں کے مسائل، قرآن کے معارف اور موجودہ دور میں ہمیں جو مشکلات درپیش ہیں، ان کے بارے میں بحث کریں نہ کہ ایسی بات کریں کہ جس سے ہمارا نہ تو کوئی دینی مسئلہ حل ہو، اور نہ ہی دنیاوی بلکہ اس سے ہمارے دینی اور دنیاوی مسائل میں مزید

کچھ اضافہ ہو جائے۔ ایسا مسئلہ سٹیج سے پیش نہ کریں۔

دین مرکز و محور ہے نہ کہ سیاست۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ ٹھیک ہم کہتے ہیں سیاست دین سے جدا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی دین ہمارے نزدیک مرکز و محور ہے۔ سیاسی مسائل ہوں یا اجتماعی مسائل ہوں یا اقتصادی مسائل ہوں یہ سب دین کے ارد گرد گھومتے ہیں اگر ہمارے نزدیک یہ سب دین کا جزء ہیں تو چونکہ یہ تحریک دینی ہے لہذا ضروری ہے کہ شیعوں کے یا مسلمانوں کے جو مخصوص ایام ہیں ان کو شایان شان طریقے سے منایا جائے۔ ابھی مثلاً ۱۵ شعبان آنے والا ہے یوم مستضعفین کے نام سے یا رسول اکرمؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ایام ولادت اور وفات ہیں اسی ماہ رمضان میں ہفتہ قرآن ہے جس طرح کہ برادر محترم آقائے شرف الدین صاحب نے اس کی کچھ تفصیل بیان کی یا یوم القدس اور یوم انہدام جنت البقیع ہے یا عید غدیر ہے ۱۸ ذوالحجہ (کہ جو عید غدیر کا دن ہے) سے ۲۳ ذوالحجہ (کہ جو مہملہ کا دن ہے) تک ہفتہ ولایت کے نام سے، اسی طرح محرم اور صفر کہ جو عزاداری کے ایام ہیں مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ایک بزرگ عالم دین نجف میں فرما رہے تھے کہ جو بھی اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ محرم اور صفر کے ایام میں کم از کم دن رات میں ایک مجلس عزاداری میں شرکت کرے۔ اگر وسیع سطح پر نہ ہو تو محدود سطح پر عزاداری کے عنوان سے ضرور کوئی انتظام ہو۔ اسی طرح ۱۲ سے ۱۷ ربیع الاول تک ہفتہ وحدت ہے یا ۲۰ جمادی الثانی حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا یوم ولادت اور یوم خواتین ہے یا ۱۳ رجب المرجب ہے یا ۲۷ رجب یوم مبعوث ہے ان ایام کو جنہیں کسی نہ کسی طرح عظمت، مقام اور تقدس حاصل ہے تحریک کے سب افراد کو چاہیے کہ وہ ان ایام کو شایان شان طریقے سے منائیں اور وہ افراد کہ جنہیں خداوند

حصال نے فکر دی ہے وہ اگر ان ایام کی مناسبت سے منصوبہ بندی کے ساتھ کوئی پروگرام بھی منعقد کروادیں تو یہ اور بہتر ہوگا۔

آئین کی پاسداری۔

ایک اور بات یہ ہے کہ اب الحمد للہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ تنظیمی امور کے لحاظ سے کافی بڑھ چکی ہے آئین بھی ہمارے پاس موجود ہے اب ہم یہ کوشش کریں کہ ہماری جو بھی فعالیت ہو وہ آئین کی حدود کے اندر ہو۔ آئین کی بالادستی کی خاطر ہو ہمیں آئین کی حدود کے اندر رہ کر کام کرنا چاہیے۔

علماء ایک مہربان باپ کی مانند ہیں۔

اگلی چیز یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت کچھ مصائب اور مشکلات ہیں اور انہیں ہم نظر انداز نہیں کر سکتے اور ہمیں اس مسئلے کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ بعض اوقات جوانوں سے ایسے کام ہو جاتے ہیں کہ جن سے علماء کرام کے تقدس کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں اپنے جوانوں کی خدمت میں عرض کروں کہ اگر ہماری یہ تحریک مذہبی اور دینی ہے تو پھر ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ہمارے لئے علماء سے مربوط رہنا ضروری ہے علماء کی ہدایت اور راہنمائی اور ان کے ارشادات کے مطابق ہمیں تحریک کے اغراض و مقاصد کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح میں علماء کی خدمت میں بھی دست بستہ یہ عرض کروں گا کہ یہی جوان ہمارے مستقبل کا سرمایہ ہیں۔ آج اگر وہ کوئی اشتباہ کریں تو ہمیں ان کو اس اشتباہ کی وجہ سے اپنے سے دور نہیں بھگانا چاہیے ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یقیناً علماء جوانوں کی نسبت ایک شفیق اور مہربان پدر کی مانند ہے۔ اگر کوئی بچہ غلطی کرتا ہے تو پھر باپ اسے بچہ سمجھ کر یقیناً تنبیہ کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کی راہنمائی کرتا ہے اور صحیح معنوں میں جو چیز اس کے مصالح میں ہو اس کی نشان دہی کرتا ہے۔ کہ بابا یہ

بات آپ کی مصلحت میں ہے اور یہ یہ آپ کے ضرر میں ہے اس کو آپ کریں اور اسے آپ نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جوان اور غیر جوان جو بھی تحریک سے وابستہ ہیں وہ علماء کے تقدس کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا احترام کریں اور ایسے کام سے شدت کے ساتھ پرہیز کریں کہ جس سے علماء کے تقدس کی بے احترامی ہوتی ہو اور علماء کی خدمت میں بھی میری یہی عرض ہے کہ وہ مشفقانہ طور پر اپنا ہاتھ ان کے سروں پر رکھیں اور ان کی راہنمائی فرمائیں اور خصوصاً یہاں پر میں یہ عرض کروں کہ کبھی کبھی گمنام طریقے سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون افراد ہیں کس قماش کے لوگ ہیں۔ کس کے ساتھ یہ وابستہ ہیں وہ علماء کرام کے خلاف ایسے الفاظ کے ساتھ کچھ تحریریں بھیجتے ہیں کہ جن کے کہنے سے انسان کی زبان ہلچلاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سازش ہے۔ تاکہ علماء اور جوانوں اور دوسرے افراد کے درمیان بے اعتمادی کی فضا پیدا کی جائے۔ اور وہ افراد جو کام کر رہے ہیں وہ میدان چھوڑ دیں ہم ایسے افراد کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور آپ لوگوں سے میری اپیل ہے کہ آپ خود بھی کوشش کریں اور ایسے افراد کی نشان دہی کریں کہ یہ کون ہیں ہم نے اس کے لئے ایک کیشی ملٹی تحقی جس میں حجت الاسلام والمسلمین سید کرامت علی شاہ نجفی، حجت الاسلام والمسلمین ملک اعجاز حسین نجفی، اور حجت الاسلام آقائے ملازم حسین صاحب تھے تاکہ یہ علماء کرام تحقیق کریں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ بہر حال ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک انہوں نے ہمیں کوئی رپورٹ نہیں دی اور ہم ان سے ایک مرتبہ پھر یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ خدا کو اپنے اوپر حاضر و ناظر سمجھ کر اور صرف اور صرف عدالت اسلامی کو مد نظر رکھتے ہوئے اور بغیر اس کے کہ بے گناہ افراد کو اس میں ملوث کیا جائے۔ صحیح معنوں میں جو سازشی قسم کے لوگ ہیں جو علماء اور جوانوں کے درمیان بدگمانی ڈالنا چاہتے ہیں ایسے افراد کی نشان دہی کریں تاکہ پھر ملت جس

طریقے سے چاہے انہیں سزا دے اور آئندہ ایسے افراد سے قوم و ملت ہوشیار رہے۔

**فقہ جعفریہ اپنے اوپر نافذ کریں۔**

ایک اور چیز جو آپ کی خدمت میں عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ آپ لوگ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ساتھ مربوط ہیں اس لئے ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ فقہ جعفریہ کی حدود کی حفاظت کریں۔ فقہ جعفریہ کو اپنے اوپر بھی نافذ کریں۔ اخلاق حسہ کو اپنائیں۔ اور بُرے اخلاق اور بُری صفات کو اپنے آپ سے دور رکھیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ بعض جگہوں پر ہم نے خود بھی دیکھا کہ ہمارے ساتھ بڑے مخلص اور فعال قسم کے افراد ہیں لیکن ان کے گھروں میں بھی پردے کی پابندی نہیں ہے۔ یا اسی طرح کی بعض دوسری چیزوں کے وہ پابند نہیں ہیں۔ ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو شیعہ اہل بیتؑ سمجھ کر، بیروئے فقہ جعفریہ سمجھ کر، جو حدود فقہ جعفریہ نے ہمارے لئے معین کی ہیں ان کی پابندی کریں۔

**خواتین ایک طاقت ہیں**

ایک اور چیز جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ خواتین کا مسئلہ ہے ہم نے اب تک خواتین کو نظر انداز کیا ہے حالانکہ معاشرے میں خواتین کی ایک مؤثر قوت و قدرت ہے ہمیں اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پلیٹ فارم سے خواتین کے لئے کام کرنا چاہیے باقی جگہوں پر تو الحمد للہ کام شروع ہوا ہے ان سے ہماری توقع ہے کہ وہ اپنے کام کو اور تیز کریں اور جہاں پر خواتین کے لئے کام نہیں ہو رہا ہے وہاں بھی خواتین کے لئے خصوصی طور پر پلیٹ فارم کو مستحکم بنائیں۔



## تربیت کو اہمیت دیں۔

ایک اور مسئلہ کہ جس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ تربیت کا مسئلہ ہے اس بارے میں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے حالانکہ تحریک میں الحمد للہ علماء کافی حد تک موجود ہیں۔ کہ جنہیں تربیت کے لحاظ سے خدا نے اخلاق اسلامی دیا ہے لیکن تحریک کے پلیٹ فارم سے ہم ابھی تک تربیت کے حوالے سے کچھ نہیں کر سکے۔ میں علماء کرام سے یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ تحریک کے پلیٹ فارم سے تربیت کی طرف خصوصی طور پر توجہ دیں اور یہ بھی عرض کروں کہ جو ہمیں سفارشات دی گئی ہیں۔ نو ہیں یا دس ہیں جو گروپ لیڈر ہیں کل مومنین اور تحریک والے تو مجھے پکڑیں گے کہ وہ دس گروپ جو بنے ہوئے تھے اور انہوں نے جو سفارشات مرتب کی تھیں ان کا آپ نے کیا کیا؟ تو میں کیا جواب دوں گا، میں ابھی ان گروپس کے لیڈر حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ کو یہ جانا چاہیے کہ یہ مسائل جو آپ کے ذمہ تھے ان کو عملی جامہ پہنانا آپ کی ذمہ داری ہے ایک مہینے کے بعد یا اس سے کم و زیادہ ہم آپ کی طرف رجوع کریں گے کہ اب تک عملی طور پر اس موضوع کے لئے آپ نے کیا کام کیا ہے؟ تربیت کے لئے افراد موجود ہیں۔

## سیاست میں کس طرح داخل ہوں؟

اسی طرح ایک اور مسئلہ جو سیاست کے حوالے سے ہے ہمارے سب کے سب رفقا یہ احساس کرتے ہیں کہ سیاست میں مداخلت ضروری ہے لیکن یہ ہمارے لئے معمہ بن گیا ہے اس لئے کہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ ہمارے دینی مسائل سیاسی مسائل سے جدا نہیں ہیں ان کے ایک دوسرے پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ کس طریقے سے سیاست میں داخل ہو جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں

[illegible]

تین اقامتیں۔

7-

۱۔ اگر انہوں نے اس پر غصہ کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، دے دیں، دے دیں، دے دیں۔  
 ۲۔ اگر انہوں نے اس پر غصہ کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، دے دیں، دے دیں، دے دیں۔  
 ۳۔ اگر انہوں نے اس پر غصہ کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، دے دیں، دے دیں، دے دیں۔  
 ۴۔ اگر انہوں نے اس پر غصہ کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، دے دیں، دے دیں، دے دیں۔

اور افغانستان میں کیا ہو رہا ہے یہ صرف جاننا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بالاتر ہو کر اپنے وسائل کے مطابق عملی طور پر بھی کچھ کرنا چاہیے۔  
تحریک کو مضبوط کریں۔

اسی طرح ہمیں یہ بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ جب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ایک عمومی تحریک ہے۔ اس میں غریب لوگ ہوں گے، اس میں کسان اور ساتھ ہوں گے، اس میں دوسرے افراد ہوں گے تو ہمیں ان افراد کے مسائل کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اگر ایک غریب اپنی روٹی کا محتاج ہے۔ اب آپ اسے کہیں کہ آؤ ہمارا ساتھ دو تو وہ کہے گا کہ پہلے مجھے کچھ روٹی تو دے دو تا کہ میں چل تو سکوں۔ آپ اس کی روٹی کے لئے کوئی انتظام نہیں کریں گے اور اس کے بعد اسے کہیں گے کہ آؤ ہمارے ساتھ کام کرو تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ غریبوں کے مسائل اور ان کی مشکلات کو مد نظر رکھے اور جس طرح کہ سفارشات دی گئی ہیں ان کے مطابق کچھ کام بھی کرے۔

نماز جمعہ۔ مسلمانوں کی عظمت کا مظہر۔

ایک اور چیز کہ جس کی طرف احباب نے اشارہ کیا ہے کہ نماز جمعہ اسلام کی عظمت کی خاطر ہے اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی عظمت واضح ہو جائے اب اگر ہم چھوٹی چھوٹی مساجد میں نماز جمعہ قائم کرتے ہیں تو اسکے نتیجے میں اسلام کی وہ عظمت آنکھوں سے غائب ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک شہر میں جمعہ ایک ہی جگہ پر ہو یا دو جگہ پر مثلاً بڑے شہروں میں دو جگہ ہو جائیں اگر چھوٹا شہر ہے تو اس میں دو تین حصوں کی جگہ ایک جگہ جمعہ ہونا چاہیے تا کہ اس میں عظمت پیدا ہو جائے اسی طرح مجالس عزاء اور جلوسوں کا مسئلہ ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ میں مثلاً اگر آپ سے ناراض ہو جاؤں تو میں اپنا پرٹ لے لوں اور اپنے پانچ

سات آدمیوں کے ساتھ جلوس نکالوں اور اس کے نتیجے میں عزاداری کی توہین ہوتی ہے ہمیں ان مسائل کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔

### ایک مسئلہ

ایک اور مسئلہ جس کی طرف بھائیوں نے توجہ دلوائی ہے وہ یہ ہے کہ تحریک میں توساری کی ساری ملت شامل ہے لیکن جو اس کے عہدیدار ہیں ان کے لئے شناختی کارڈ کا انتظام ہونا چاہیے۔

### ایک اور اہم مسئلہ

ایک اور مسئلہ تحریک زیادہ سے زیادہ فعال ہو جائے تحریک کے آئین میں یہ واضح ہے کہ تحریک کے عہدیداران کی معیاد (آئین کا باب چہام صفحہ ۱۹) ماسوائے قائد کے تحریک کے عہدیداران کی معیاد دو سال ہو گی جس کے بعد عہدیداران طریقہ انتخاب کے مطابق منتخب کئے جائیں گے۔ میرے خیال میں صوبہ سندھ ہو یا بلوچستان دسرحد ہو یا پنجاب اور آزاد کشمیر و شمالی علاقہ جات ہوں ان کی معیاد دو سال پوری ہو چکی ہے۔ اب تحریک کو بیشتر فعال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اب جتنے بھی صوبائی صدور ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں میں دوبارہ انتخابات کروائیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو افراد پہلے بھی فعالیت کر رہے تھے اگر ان پر اعتماد ہے تو ان کو دوبارہ یہ ذمہ داری دی جائے لیکن ہر جگہ ضروری ہے کہ ایک مرتبہ انتخابات کروائے جائیں صوبائی صدور کی تاحر دگی میرے ذمہ ہے اسی باب چہام میں ہے شیخ نمبر ۱۵ کہ قائد صوبائی صدور کو نامزد کرے گا جو متعلقہ صوبائی کونسل سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں گے اعتماد کا ووٹ نہ ملنے کی صورت میں قائد کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے تو میں صوبائی صدور، چاہے وہ سندھ کے حجت الاسلام والمسلمین آقائے حیدر علی جوادی ہوں یا صوبہ بلوچستان کے حجت الاسلام والمسلمین آقائے توسلی

ہوں یا صوبہ پنجاب کے صدر حجت الاسلام والمسلمین سید افتخار حسین نقوی ہوں یا صوبہ سرحد کے صدر حجت الاسلام والمسلمین غلام حسن نجفی ہوں یا آزاد کشمیر کے صدر حجت الاسلام والمسلمین مظفر حسین جعفری ہوں یا گلگت کے صدر حجت الاسلام والمسلمین آقائے حیدر نجفی اور بلتستان کے صدر حجت الاسلام والمسلمین شیخ غلام محمد نجفی ہوں میں خود ان حضرات سے مطمئن ہوں اور واقعا ان افراد نے اپنے اپنے علاقوں میں کام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں خود تو کچھ نہیں کر رہا ہوں جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب ہمارے ان صوبائی صدور کی فعالیت کا نتیجہ ہے اور الحمد للہ جہاں ہم ان سے مطمئن ہیں وہاں آپ بھی ان سے مطمئن ہیں میں ایک مرتبہ پھر ان صوبائی صدور کو ماحذ کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ آپ کا فیصلہ ہوگا کہ آپ جو صوبائی کونسل کے افراد بھی ان پر اعتماد کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آپ جلدی سے اس کا فیصلہ کر دیں تاکہ یہ فوری طور پر اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں اور آپ بھی ہر جگہ پر نئے انتخابات کروائیں۔

ایک اور مسئلہ (چونکہ زیادہ وقت گزر گیا ہے اس لئے میں زیادہ عرض نہیں کروں گا) آپ کو معلوم ہے کہ جب ہم سال گزشتہ اپریل میں کونینہ کے دورے سے واپس آئے حجت الاسلام سید صفدر حسین نجفی حفظہ اللہ (یہاں تشریف فرما ہیں) کی خدمت میں ہم لاہور گئے تو اسی جگہ پر آقا صاحب نے یہ تجویز دے دی کہ اگر ہو سکے تو شعبان حیدر کرار کی طرف سے اسلام کے نام سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عنوان سے مینار پاکستان پر ایک کونٹینر بلایا جائے تو اس مسئلے پر گفتگو ہوتی رہی ۲۳ مارچ کو لاہور میں دفاق علماء شیعہ کا جو سالانہ اجلاس تھا وہاں ہم بھی گئے تھے تو وہاں یہ مسئلہ پھر چھیڑا گیا تو وہاں کافی تعداد میں علماء اور غیر علماء تھے اس پر کافی بحث ہوئی۔ ان میں سے کچھ علماء یہاں بھی موجود ہیں تو وہاں تقریباً سب علماء نے یہ مشورہ دیا کہ یہ کونٹینر ضروری ہے اس کے بعد کچھ نام پر بحث ہوئی کہ کیا نام

ہونا چاہیے۔ اس پر کافی مفصل بحث ہوئی بہر حال اس کے نتیجے میں ہم نے جامعۃ المنتظر کے سالانہ اجلاس میں ماہ مبارک رمضان کے بعد مینار پاکستان پر ایک قومی کنونشن کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اب چونکہ ہمارے آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فیصلے مرکزی کونسل کیا کرے گی۔ اور اس کے بعد سپریم کونسل اس کی توثیق کرے گی۔ تو میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی مسئلہ زبردستی آپ پر مسلط کروں میں چاہتا ہوں چونکہ ہم مل کر کام کر رہے ہیں اس لئے آپ کو اعتماد میں لے کر کام کریں نہ یہ کہ ہم اپنا فیصلہ آپ پر مسلط کریں چونکہ ادھر کافی بحث ہوئی تھی علماء اور غیر علماء حضرات موجود تھے۔ اور ہم نے خود وہاں یہ قبول کیا تھا کہ حالات و شرائط کو مد نظر رکھ کر ایک ایسا بھرپور کنونشن ہونا چاہیے کہ گزشتہ اپریل میں ایک سیاسی لیڈر نے جو اجتماع کیا تھا۔ تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اس سے زیادہ مجمع نہ ہو تو اس سے کم بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اب ہم نے تو یہ اعلان کیا ہے لیکن عمل اور کام تو آپ کو کرنا ہے ہم بھی کام کریں گے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ کام آپ کو کرنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے میں بھی ہم اور آپ مل کر کام کریں تو اگر اس کنونشن پر یا ادھر یہ نام دیا گیا تھا کہ کنونشن کے نام پر نہ ہو بلکہ یہ کانفرنس کے نام سے ہو تو اگر آپ اس پر راضی ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہاں اس کا اعلان میں باقاعدہ طور پر کر دوں اور پھر اس کے بعد اس سلسلے میں کام شروع کیا جائے تاکہ اس کنونشن یا کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنا سکیں اس سلسلے میں ہم آپ کا تعاون چاہتے ہیں کہ آپ کس حد تک ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں کہ چونکہ ہمارے پانچ بلکہ چھ صوبے بننے ہیں کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے علاوہ صوبہ پنجاب کی جعفریہ کونسل کی میٹنگ ہوئی ہے اس میٹنگ میں انہوں نے ہمیں یہ اجازت دے دی ہے البتہ اجازت کے ساتھ انہوں نے کچھ مطالبات بھی کئے ہیں لیکن اصل کنونشن کے بارے میں انہوں نے

کہا ہے کہ ہم اس سلسلے میں بھر پور تعاون کریں گے اگر آپ چاہتے ہیں تو وہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا دیتا ہوں۔

صوبائی جعفریہ کونسل پنجاب نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی ہے کہ اگر قائد محترم قومی کونشن کا اعلان فرمائیں تو اس سلسلے میں اسے کامیاب کرنے کے لئے اپنی پوری توانائیاں بروئے کار لائیں گے کونسل تجویز کرتی ہے کہ کونشن اگر ہو تو فقط یہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پلیٹ فارم سے منعقد ہونی چاہیے کونسل یہ بھی تجویز کرتی ہے کہ اگر کونشن منعقد ہو تو صرف چھ جولائی کو ہو کونسل یہ بھی تجویز کرتی ہے کہ کونشن کے موقع پر حکومت کی تبدیلی، پاکستان کے لئے حکمت عملی اور اسلامی منشور کا اعلان کیا جائے اجلاس میں پنجاب کے ۲۶ اضلاع کے نمائندوں نے شرکت کی یہ اجلاس صوبائی صدر کی صدارت اور صوبائی کابینہ کی موجودگی میں ہوا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں وسیع تر مفاد کی خاطر یہ جو کونشن ہو یا کانفرنس ہو یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے میں تو کہتا ہوں کہ ہماری عزت ہے ہی نہیں۔ اصل عزت قوم کی ہے اور ملت جعفریہ کا مسئلہ ہے میں اپنے لئے کوئی انانیت کا مسئلہ نہیں بناتا۔ اگرچہ اعلان بھی میں نے ہی کیا ہے صرف اس دن جب ہم نے میننگ کی تو اس میں بزرگ علماء بھی تھے تحریک کے ساتھ مربوط افراد بھی تھے وفاق کے ساتھ مربوط لوگ بھی تھے اور دوسرے غیر علماء دانشور قسم کے افراد بھی موجود تھے جب فیصلہ ہو چکا ہے تو میرے خیال میں اگر آپ اجازت دے دیں تو قومی مفاد میں یہی ہوگا۔

وسیع تر مفاد کو مد نظر رکھیں

کسی کے سوال کا جواب ☆ اس سلسلے میں بھی عرض یہ ہے کہ آپ مجھ پر

بدگمان نہ ہوں۔ لیکن صرف یہ عرض کروں کہ یہ قصہ شاید میں نے کسی اور جگہ بھی عرض کیا تھا بعض کتابوں میں بھی موجود ہے کہ مرحوم شیخ مفید اعلیٰ اللہ مقامہ یا کوئی اور عالم دین وفات پاگئے تو کسی نے انہیں بعد میں خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا گزری تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں جب مجھ سے پوچھا گیا کہ یہاں اپنے ساتھ تم کیا لائے ہو تو میں نے کہہ دیا کہ میں نے اتنی تالیفات کی ہیں اتنی تبلیغ کی ہے اتنے لوگوں کو مسلمان بنایا ہے وغیرہ وغیرہ تو کہا گیا کہ ٹھیک ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے لیکن یہ ہمیں بتائیں کہ ان سے آپ کا مقصد کیا تھا؟ کیا آپ کا مقصد یہ تھا۔ ”هَلْ رُوِيَ الَّذِينَ أَمْ رُوِيَ الَّذِينَ الْمُسْلِمِينَ“ اے شیخ مفید یہ ہمیں بتاؤ کہ اس تبلیغی فعالیت اور سرگرمیوں سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دین مبین اسلام کا کام ہو جائے کلمہ حق کی سربلندی ہو یا آپ کا مقصد یہ تھا دین مبین اسلام کا کام شیخ مفید کے ذریعے ہو جائے تو وہ کہتے ہیں کہ میں یہاں پھنس گیا اور جواب نہ دے سکا اب اگرچہ میں تنظیم کا قائل ہوں مرکزیت ہمارے پاس ہونی چاہیے مرکزیت کے بغیر کام نہیں ہو سکتا جس طرح کہ آقائے شرف الدین حفظہ اللہ تعالیٰ نے شہید باقر الصدر کے حوالے سے بھی شہید باقر الصدر کانفرنس میں یہ حوالہ دیا پاکستان میں ہماری ایک مرکزیت ہونی چاہیے بغیر مرکزیت کے کام نہیں چل سکتا لیکن اگر اس کے ساتھ ہم یہ بھی دیکھیں کہ ہمیں پاکستان میں مظلوم و محروم شیعوں کے لئے کام کرنا چاہیے۔ اگر میرا یہ نظریہ ہو کہ سارے پاکستان کے کام میرے ذریعے ہو جائیں۔ آپ کا نظریہ یہ ہو کہ آپ کے ذریعے ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اسلامی فکر نہیں ہے۔ اس لئے آپ وسیع تر مفاد کو مد نظر رکھیں بہر حال پھر بھی میں اپنے نظریے کو آپ کے اوپر مسلط نہیں کرنا چاہتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب مل کر کام کریں اور آپ کی جو رائے ہو اس کے لئے ہم احترام کے قائل ہیں۔



مولانا فاضل حسین موسوی ☆ آپ کی اجازت سے۔ جس مقصد کے لئے کنونشن منعقد کیا جا رہا ہے کیا بذات خود انعقاد کنونشن مقصد ہے؟ یا اس سے آپ کچھ اغراض و مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ انعقاد کنونشن کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس سے حاصل ہونے والے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کنونشن منعقد کیا جاتا ہے ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ کنونشن منعقد کر رہے ہیں اور اسے بجائے اس کے کہ ایک مرکز کی طرف سے منعقد کر لیتے۔ آپ باقاعدہ پوری قوم کو منقسم کر کے حکومت کے سامنے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم پانچ یا دس پارٹیاں مل کر یہ کنونشن منعقد کر رہی ہیں۔ کنونشن کا ایک مقصد یہ ہے کہ پوری قوم کو ایک مرکز کی طرف لانا اور ان کے لئے ایک مرکز فراہم کرنا ہے۔ یہاں مقصد آپ کی ذات نہیں ہے۔ پہلے قبلہ مفتی صاحب تھے اس وقت آپ ہیں اور مستقبل میں نہ معلوم کون ہو گا پوری قوم کو ایک مرکز اور ایک مرکزی نقطے پر جمع کرنا ہے جب ہم نے یہیں کام کرنا ہے اور پھر اتحاد کے ذریعے سے ہم نے اپنی طاقت کا مظاہر کرنا ہے تو پھر ہم کیوں نہ ایک ہی تنظیم کے نام سے یہ کام کریں اور قابل توجہ ہے کہ رات کو بھی میں نے قبلہ مخدوم صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ (دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہر ایک جماعت اور تنظیم نے چونکہ کنونشن منعقد کیا ہے ہمیں بھی کرنا چاہیے آپ خود سوچ لیں یہاں یونیورسٹی اور کالج کے طلباء موجود ہیں جانتے ہیں کہ ہر تنظیم کے اندر آگے ہزاروں جماعتیں ہیں مثلاً پی۔ پی کی مثال لیں فقط جماعت اسلامی اور جمعیت کی مثال ہی نہیں ان میں سٹوڈنٹس فیڈریشنز الگ ہیں کسان پارٹی الگ ہے اور مذہبی پارٹی الگ ہے مگر جب کنونشن منعقد ہوا تو کسان پارٹی، پیپلز پارٹی، سٹوڈنٹ فیڈریشن اور فلاں فلاں نے مل کر یہ کنونشن منعقد کیا ہے یہ نہیں ہوا بلکہ کنونشن صرف پیپلز پارٹی کی طرف سے کنونشن منعقد ہوا اسی طرح جب جمعیت نے کنونشن منعقد کیا تو جمعیت کی طرف

سے یہ ہوا جمیعت کے اندر دس پارٹیاں ہیں دس کے نام سے یہ کنونشن نہیں ہوا صرف جمیعت کے نام سے ہوا۔ جب تحریک ایک قومی تنظیم ہے اور جس میں ہر فرد شامل ہے تو کیوں نہ تحریک کی طرف سے کنونشن کا انعقاد کیا جائے۔ کنونشن کے اغراض و مقاصد اتحاد ملت کو ثابت کرنا ہے اگر ہم نے قومی اتحاد کے نام سے دس پارٹیوں کے نام سے کنونشن منعقد کیا تو ایسے اتحادات کو حکومت جانتی ہے حکومت ایک مشینری کا نام ہے وہ ہر پارٹی ہر انجمن اور ہر جماعت کی اطلاعات اپنے پاس رکھتی ہے۔ ایسے اتحادات چند دن کے لئے ہوتے ہیں۔ قومی اتحاد کا حشر سب کے سامنے ہے یہ کیا کنونشن ہے کہ دس پارٹیوں کے نام سے منعقد کیا جا رہا ہے۔ یہ بجائے اتحاد کے افتراق کا ثبوت فراہم کیا جا رہا ہے؟ اس کنونشن کے مقاصد کیا ہیں؟ اس سے آپ کو کیا حاصل ہوگا؟ سوائے سرمائے کے ضیاع کے۔ قومی سرمایہ بھی ضائع ہو گا اور وقت بھی ضائع ہوگا اس کنونشن سے ہمیں کچھ نہیں ملے گا البتہ دشمن کو ایک ثبوت مل جائے گا کہ ہم دس پارٹیاں ہیں اور ہمارا آپس میں افتراق ہے۔ صرف آج کے دن کے لئے متحد ہوئے ہیں افتراق کا ثبوت نہ دیا جائے بلکہ اتحاد کا ثبوت دیا جائے۔ ہماری گزارش یہ ہے بس!

○ آئی۔ او ☆ جہاں تک امامیہ آرگنائزیشن کا تعلق ہے میں اس بارے میں اعلان کرتا ہوں کہ پہلے بھی ہمارا یہی نقطہ نظر رہا ہے کہ قومی معاملات میں صرف تحریک کو نمائندگی کا حق حاصل ہے اس لئے آئی۔ او اس سلسلے میں اپنے نام کو واپس لیتی ہے اور تحریک کے پلیٹ فارم سے یہ کنونشن منعقد ہونا چاہیے۔

○ آئی۔ ایس۔ او پاکستان کے اعلیٰ اختیاراتی ادارے مجلس عاملہ کا اجلاس ۶ شعبان کو منعقد ہوا۔ اس میں مجلس عاملہ کے اراکین نے آقا صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ وہ سیاسی اور اجتماعی اعلان کے طور پر جو اجتماعات منعقد کریں اس کے لئے ہم بھرپور طور پر تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں جیسا کہ نوجوانوں نے

۱۹۸۰ء میں بھرپور کام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تحریک کے ساتھ ہم بھرپور کام کریں گے اور آئی۔ ایس۔ او کے نام کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایک قومی ڈھانچے کی شکل میں تحریک کو متعارف کروانا چاہیے۔

○ پہلے یہ لاہور میں علماء نے پاس کیا اور قائد ملت نے اس کا اعلان کیا ہے اب اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ اب کس دن ہو؟ کہاں ہو؟ اس پر بحث کی جاسکتی ہے اور قائد نے خود اعلان کیا ہے۔ پھر اس کی توثیق کی ضرورت نہیں۔ عوام سے پہلے رائے معلوم کرنا چاہیے تھی۔ اب علماء نے پاس کیا ہے۔ قائد نے اعلان کیا ہے ہونا ضرور چاہیے ان کی توہین نہ کریں۔ مقام اور تاریخ بھی قائد کے ذمہ ہونی چاہیے۔

○ آقائے توسلی فرماتے ہیں کہ چونکہ کنونشن کا اعلان قائد صاحب کر چکے ہیں۔ آئی۔ او۔ آئی۔ ایس۔ او اور جمیعت علماء جعفریہ اور وفاق علماء کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے اب قائد پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ کیسے اعلان کرتے ہیں البتہ کنونشن ضرور ہونا چاہیے۔

○ اجتماع سے کوئی شخص ☆ ہم نے فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا ہے۔ ☆ قائد شہید ☆ جو پہلے فیصلہ ہوا ہے اس کے متعلق تو کوئی واضح رائے نہیں آئی ہے اس لئے میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ یہاں علماء بھی موجود ہیں اور غیر علماء دانشور حضرات بھی موجود ہیں ان کی ہم یہاں کمیٹی بنائیں جو حالات و شرائط کو اور لاہور کے فیصلے کو مد نظر رکھ کر وہ جو فیصلہ کرے وہ آپ کو بھی قبول ہونا چاہیے اور مجھے بھی وہ قبول ہونا چاہیے یہ میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

☆ وہ میں نے عرض کیا کہ ہم نہیں چاہتے کہ اپنی رائے کو آپ پر مسلط کریں۔ ☆ وفاق علماء شیعہ کی جانب سے رضا مندی کا اظہار کہ تحریک جس نام سے چاہتی ہے کنونشن منعقد کرے ہم تعاون کریں گے۔ (نعرہ حیدری)

☆ چونکہ اب نماز کا وقت ہونے والا ہے میں ایک مرتبہ پھر (قائد کی بات کٹ گئی)

☆ قائد شہید ☆ میں ایک مرتبہ پھر آپ برادران گرامی کا کہ جو دور دراز علاقوں سے زحمت کر کے یہاں تشریف لائے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً تحریک خافہ فقہ جعفریہ صوبہ سندھ کے جنہوں نے اس کنونشن کے انتظامات کئے خصوصاً برادر محترم حجت الاسلام والمسلمین آقائے جوادی اور ان کے جنرل سیکریٹری اور ان کے دوسرے احباب ان کے علاوہ حیدر آباد کے ڈویژنل جنرل سیکریٹری 'یہاں کا تحریک کا یونٹ اور اصغریہ آرگنائزیشن' امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن 'امامیہ آرگنائزیشن' اصغریہ گریجویٹ 'تحریک یونٹ لطیف آباد' عزیز سکاؤٹس 'الہیان سٹڈنٹس یونٹ' امامیہ سکاؤٹس اور دیگر جن جن بھائیوں نے جس جس انداز میں کنونشن کو کامیاب بنانے کے لئے زحمتیں اٹھائی ہیں خداوند متعال ان کی ساری جیلہ کو قبول فرمائے اور ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ملتان میں مرکزی کونسل کے اجلاس سے قائد شہید کا خطاب (۸۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میری یہی کوشش ہے کہ ہم یہاں سے کچھ لے کر جائیں خصوصاً جیسا کہ ہمارے جنرل سیکریٹری صاحب نے بتایا ہے کہ تحریک کے لئے جو سفارشات آپ نے دی ہیں، انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ انہیں عملی جامہ پہنائیں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا مجھے یہاں صرف تین باتیں عرض کرنا ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہماری تنظیم وسیع معنوں میں ایک دینی تنظیم ہے۔ ایک مرتبہ ہم دین کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن اس سے مراد صرف چند احکام ہوتے ہیں جبکہ ایک دفعہ دین سے مراد احکام کے علاوہ سیاسیات، اقتصادیات، اجتماعیات اور ہر وہ چیز ہے جو انسان کے ساتھ مربوط ہے۔ اس لحاظ سے خود سیاست بھی دین کا ایک جزء ہے۔ ہماری تنظیم اور تحریک بھی چونکہ وسیع معنوں میں دینی تنظیم ہے لہذا احکام و عبادات کے علاوہ بہت ساری چیزیں اس میں شامل ہیں ان میں سے ایک سیاست بھی ہے۔ بتادیں اگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارا دین سیاست سے جدا نہیں تو ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ اس نظریے کے تحت ہم چاہتے ہیں کہ تحریک کے عمل کو آگے بڑھائیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اب ہماری تحریک مثلاً مذہبی نہیں رہی اور اب یہ خلصاً ایک سیاسی پارٹی بن گئی ہے۔ آپ انشاء اللہ اس نکتہ کی طرف متوجہ رہیں گے۔

لوگ تحریک سے محبت کیوں کرتے ہیں؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے مؤمنین تحریک کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ اس کے کارکنوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں اس کا واضح ثبوت چھ جولائی کی قرآن و سنت کانفرنس تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لوگ تحریک اور اس کے کارکنوں کے ساتھ کیوں محبت کرتے ہیں؟ مسئلہ یہ نہیں کہ ہم دوسرے لوگوں سے زیادہ

خوبصورت یا ہم لوگوں کو پیسے دیتے ہیں ایسا نہیں ہے۔ لوگ اس لئے تحریک سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان کی توقعات تحریک سے وابستہ ہیں۔ اگر وہ تحریک کے کارکنوں کا احترام کرتے ہیں تو وہ اس لئے کہ وہ انہیں اپنا خدمت گزار سمجھتے ہیں۔ جب تک ہم ان مؤمنین اور محرومین کے خدمت گزار ہیں اور ان کی مشکلات کے حل کے لئے کوشش میں معروف ہیں اس وقت تک وہ ہمارے ساتھ محبت کریں گے اور تحریک کے ساتھ دلچسپی رکھیں گے۔ لیکن خدا نخواستہ اگر کہیں عزاداری کا کوئی مسئلہ پیش آجائے یا کوئی شخص اسی سلسلے میں گرفتار ہو جائے اور ہم اس میں کوئی دلچسپی نہ لیں اور ان کے مسائل کے حل کی طرف توجہ نہ دیں تو ان کے احساسات ٹھنڈے پڑ جائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ لوگ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ ہم خود ایسے ویسے ہیں۔ کیونکہ ہم نے صحیح طور پر ان کی خدمت گزاری نہیں کی اور ان کے مسائل کے حل کی طرف توجہ نہیں کی۔ جس کے نتیجے میں لوگ سرد پڑ گئے ہیں۔ بتائیں ہمیں چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق مؤمنین کے مسائل و مشکلات کو حل کریں۔ آپ کو جاننا چاہئے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا آپ سے محبت کرے، امام زمانہؑ کی نظر کرم آپ کے شامل حال ہو تو یہ صرف اس وقت ممکن ہے کہ جب آپ مؤمنین اور شیعوں کے مسائل کے حل کی طرف توجہ دیں گے اور ان کی مشکلات حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ علی ابن یقطينؑ کا قصہ آپ کے سامنے ہے۔ ہم اگر چاہتے ہیں کہ خدا ہم سے راضی ہو تو ہمیں ان محرومین کو راضی رکھنا چاہیے۔ اب یہاں پر دو باتیں ہیں ایک دفعہ مؤمنین کے مسائل کو حل کرنا ہے اور ایک دفعہ ان کے حل کے لئے کوشش کرنا ہے۔ آپ کی اور میری ذمہ داری ان کو حل کرنا نہیں کیونکہ یہ میرے اور آپ کے بس کی بات نہیں۔ جو کچھ ہمارے بس میں ہے وہ یہ کہ ان کے حل کے لئے کوشش کریں۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

میں کامیاب ہو گئے تو نور علی نور اور اگر کامیاب نہ ہوئے تو اگرچہ ظاہری طور پر ہم اس مسئلہ کے حل میں ناکام رہے ہیں لیکن پھر بھی ہم کامیاب ہیں کیونکہ ہمارے ذمہ ان کے حل کے لئے کوشش تھی اور ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کی اس تقریر کو شاید آپ نے سنا ہو گا جب انہوں نے رجب میں چیف جسٹس اور عدلیہ کے دوسرے ذمہ دار افراد سے خطاب کیا تھا اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ عدلیہ کی مشکلات بہت زیادہ ہیں اور ہمیں ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے باوجود اگر ناکام ہو گئے تو چونکہ ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق کام کیا ہے اس لئے آپ کامیاب ہیں کیونکہ ”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ جتنی انسان کی استطاعت ہے اتنی ہی خدا اس پر تکلیف ڈالتا ہے یعنی ایک انسان سے خدا اتنا ہی چاہتا ہے جتنا وہ انجام دے سکتا ہے نہ یہ کہ اس پر اتنی ذمہ داری ڈالے کہ جو اس کی قدرت سے باہر ہو۔ میں بھی اپنے برادران کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ذریہ اسماعیل خان کے روٹ کا مسئلہ ہو یا مایووالی کی مشکل ہو یا دوسرے مسائل ہوں آپ ان مسائل کے حل کی کوشش کریں۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں کچھ نہ کیا تو کل ہمیں خدا کے سامنے جواب دینا ہوگا۔ اگر ہم خدا کے سامنے پیش ہوئے اور خدا نے ہم سے پوچھا کہ آپ نے دنیا میں کیا کیا؟ تو ہم اس کے حضور یہ عرض کر سکیں کہ ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق یہ کام کیا، وہ کام انجام دیا، تاکہ اس کے حضور ہم اپنی ذمہ داری کے انجام دینے کا ثبوت دے سکیں اب اگر خدا خواستہ ہم نے کچھ نہ کیا تو پھر اگر لوگ ہمیں معاف بھی کر دیں تو خدا کبھی معاف نہیں کرے گا۔ جب آپ پندرہ سال کے ہو گئے تو آپ مکلف ہیں اور آپ پر سب ذمہ داریاں آ جاتی ہیں۔ اگر کوئی تحریک کا عہدیدار نہیں تو وہ یہ ہرگز نہ سوچے کہ ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری ہی نہیں۔ ایسا نہیں۔ جب آپ بالغ ہو گئے تو جس طرح آپ پر نماز، روزہ

واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اجتماعی مسائل بھی آپ پر واجب ہو جاتے ہیں۔  
 بتائیں ہمیں ان سب مسائل کے حل کے لئے سہی کرنی چاہیے۔ اگر آپ پر کوئی  
 اعتراض کرے کہ آپ نے کون سا مسئلہ حل کیا ہے تو میرے خیال میں اس کا یہ  
 اعتراض صحیح نہیں۔ آپ ان پر بھی یہی اعتراض کر سکتے ہیں کہ آپ نے کون سا  
 کام کیا ہے؟ انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے آئے تھے کہ انسان کی تمام مشکلات کو  
 حل کریں اور وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ سب مسائل حل ہو جائیں لیکن ہم دیکھتے  
 ہیں کہ ان کے زمانے میں بھی یہ مسائل حل نہ ہوئے۔ امام خمینی نے یہ جملہ آج  
 سے چھ سال پہلے کہا تھا کہ وہ کام جو انبیاء علیہم السلام نہ کر سکے جب حضرت مہدی  
 تشریف لائیں گے تو اسے انجام دیں گے۔ یعنی وہ پوری دنیا سے ظلم و استبداد کو  
 مٹا کر عدل و انصاف کی حکومت قائم کریں گے۔ اس طبقاتی نظام کو ختم کریں گے۔ امام  
 کی اس بات پر سعودیہ مراکش اور مصر میں درباری ملاؤں کی صدائے احتجاج بلند ہوئی  
 کہ ایران والے یعنی امام خمینی اور شیعہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ ان بدبختوں کو  
 اتنا بھی پتہ نہیں کہ امام نے کیا فرمایا ہے؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت نوح  
 حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت علی  
 ابن ابی طالب سلام اللہ علیہم اجمعین غرض سب انبیاء اور آئمہ طاہرین جو کچھ کرنا  
 چاہتے تھے اس میں کامیاب نہ ہو سکے البتہ ان کی ناکامی کے بارے میں کوئی یہ ہرگز  
 نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ اس میں ان کا قصور تھا بلکہ اس وقت معاشرے میں بسنے  
 والے لوگوں کا قصور تھا۔ بتائیں آپ حضرات بھی تحریک کے عہدیداروں پر یہ  
 اعتراض کر سکتے ہیں کہ انہوں نے مثلاً فلاں مسئلے کے حل کے لئے کیا کیا ہے؟ نہ  
 یہ کہ فلاں مسئلے کو حل کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ حل کرنا ان کی شرعی ذمہ داری  
 نہیں۔ حل کے لئے قدم اٹھانا ان کا شرعی فریضہ ہے۔ تحریک میں یہی مسئلہ ہے۔  
 خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی استعداد کے مطابق مسائل کے حل



کے لئے قدم اٹھائیں۔ اگر قدم نہ اٹھائیں تو اس وقت ہم خدا کے نزدیک بھی مقصر ہیں اور ملت کے ہاتھ بھی ہمارے گریباں تک پہنچ سکتے ہیں۔ پس سب بھائی اس مسئلے کی طرف توجہ فرمائیں۔ آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ کے خیال میں تحریک اس لئے وجود میں آئی ہے کہ پاکستان کے سارے شیعوں کے تمام مسائل کو حل کر دے۔ بابا! مسائل کا حل اس کی استطاعت سے باہر ہے۔ البتہ اسے چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق جدوجہد کرے اور اس سلسلے میں کوشش کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو آپ اس کا احتساب کر سکتے ہیں اور ان کا گریباں پکڑ سکتے ہیں۔ لہذا میں آپ برادران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ پہلے سے ہی اتنی توقعات نہ رکھیں کہ فلاں فلاں مسئلہ حل ہو جائے گا اور فلاں مشکل برطرف ہو جائے گی اور جب دو تین سال گزر گئے اور وہ مشکل حل نہ ہو تو تحریک کے بارے میں آپ کے احساسات اور جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے کہ مثلاً تحریک نے عزاداری ایکٹ اور زکوٰۃ و عشر وغیرہ کا مسئلہ حل نہیں کیا۔ بابا! یہ توقع ابتداء ہی سے درست نہیں تھی۔ مثال کے طور پر آپ ان سیاسی جماعتوں کو دیکھیں کہ جن کا اولین مقصد پاکستان میں جمہوریت کی بحالی ہے یا آپ جماعت اسلامی یا جمعیت علماء اسلام جیسی مذہبی تنظیموں کو دیکھیں کہ جن کا ہدف پاکستان میں جمہوریت یا اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور یہی چیز ان کے دستور میں لکھی ہوئی ہے لیکن کیا وہ چالیس سال سے اپنے ان مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکے ہیں؟ اب آپ کہیں کہ جماعت اسلامی یا دوسری جماعتیں میدان سے نکل جائیں تو کیا یہ صحیح ہے؟ وہ آپ کو جواب دیں گے کہ ہم نے اس چالیس سالہ دور میں یہ کام کیا اور یہ اس سلسلے میں جدوجہد کی اور اس لحاظ سے ہم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اب اگر ہدف کے حصول میں ناکام ہوئے ہیں تو یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ تو اب جناب عالی میں آپ برادران کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ آپ پہلے سے ہی یہ توقع نہ رکھیں کہ تحریک

ایک دو سال میں شیعوں کے سب مسائل کو حل کر دے گی۔

مصائب اور مشکلات کے لئے تیار رہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ مسائل حل ہونے والے نہیں ہیں پھر ان کے ساتھ ساتھ کچھ جدید مسائل بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ہم خود تو یہ جدید محاذ نہیں کھولتے بلکہ ہمارے لئے یہ جدید محاذ کھولے جا رہے ہیں۔ میں یہاں ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ جب ہم نے مکتب اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے راستے پر قدم رکھا ہے تو گویا یہ محاذ خود ہم نے اپنے لئے کھول لئے ہیں۔ آج اگر آپ ان مسائل سے ڈر رہے ہیں تو اہل بیٹ کے راستے سے نکل جائیں پھر آپ کے یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم نے اہل بیٹ کے راستے میں قدم رکھا ہے تو ہم نے اپنے اختیار و ارادے سے ان مسائل کو گلے لگا لیا ہے۔ ایک دفعہ ایک انسان پر مصیبت آتی ہے جو اجباری ہوتی ہے جیسے انسان مریض ہو جاتا ہے یا اس کا جوان فرزند مر جاتا ہے تو یہ اجباری مصیبتیں ہیں لیکن ایک دفعہ انسان کسی خاص ہدف و مقصد کی خاطر اپنے اختیار سے مصیبت کو گلے لگاتا ہے۔ انبیاء کرامؑ اور اہل بیت اطہارؑ کے راستے پر قدم رکھنے والا شخص اپنے اختیار اور خوشی کے ساتھ ساری مشکلات کو خریدتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کے بت کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ پس ہم نے کوئی محاذ خود سے نہیں کھولا بلکہ یہ سب اس راستے پر چلنے کی وجہ سے ہمارے لئے کھل گئے ہیں اور اسی وجہ سے سب ہماری مخالفت کر رہے ہیں۔ اگر ہماری آرزو ہو کہ ہم اہل بیٹ کے راستے پر گامزن رہیں اور روز قیامت سلمانؑ اور ابوذرؑ کے ساتھ محشور ہوں لیکن اس کے ساتھ ہم چاہتے ہوں کہ ہمارے سروں کو کبھی سرد ہوا بھی نہ لگے تو یہ توقع غلط اور بے جا ہے۔ اہل بیٹ کا راستہ اور مصیبتیں، یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور یہ

ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتیں اور ہمیں پہلے سے ان سب کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔ میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ جو اپنے آپ کو شیعہ سمجھتا ہے، وہ پہلے سے ہی ان مصائب کے لئے آمادہ ہو جائے۔ میرے خیال میں یہ مصیبتیں ابھی کم ہیں، ہو سکتا ہے کہ آئندہ مستقبل میں سخت ترین حالات پیدا ہو جائیں، لہذا ہمیں ابھی سے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے۔ اگر ہم پہلے سے تیار نہ ہوں اور اچانک اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تو ممکن ہے کہ ہمیں شاک لگے اور ہمارا ہاٹ نفل ہو جائے لیکن اگر ہم پہلے سے آمادہ ہوں گے تو ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ پھر یہ مشکلات اور مصیبتیں ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوں گے۔

ایک واقعہ۔

برادران عزیز! آپ کو ان مشکلات کے لئے پہلے سے تیار ہونا چاہیے یہاں یہ بات کرتا چلوں کہ پچھلے دنوں جب میں پارا چنار گیا تو وہاں پر ہمارے پچاس آدمی شہید ہو چکے تھے پانچ بڑے بڑے گاؤں مسمار کر دیئے گئے تھے اور ان میں جو سامان وغیرہ تھا وہ سب لوٹ لیا گیا تھا اور ان گھروں کو جلا دیا گیا تھا لوگ بچا رہے اب مہاجرین کی طرح ٹینٹوں اور خیموں میں رہ رہے ہیں۔ جب جنگ پورے عروج پر تھی تو صدمہ کے محاذ پر فوج پہنچ گئی جس سے وہاں کچھ کی آگنی ہم نے گورز سے رابطہ کیا۔ ہمارے جنرل صاحب ہمارے ساتھ تھے انہوں نے فوج کے جنرل سے رابطہ کیا اور ہم نے ان سے آگے جانے کی اجازت مانگی انہوں نے کہا راستہ بند ہے بہر حال ہمارے ساتھ موجود ایک بااثر شخصیت کی کوشش سے ہمیں اجازت مل گئی اور ان کی ملیشیا کے ساتھ ہم وہاں گئے۔ لوئر کرم میں ایک جگہ ہے جسے ہم اپنی زبان میں مح زئی کہتے ہیں وہاں شیعہ کم ہیں اور ان کے ارد گرد افغان مہاجرین کے بڑے بڑے کیمپ ہیں جب اوپر سے انہوں نے جنگ چھیڑ دی اور شیعوں کو یہ خطرہ

لاحق ہوا کہ اگر یہ کیمپ والے ہم پر حملہ آور ہوں تو بہت ہیوی اسلحے سے لیس ہیں اور ہم اپنا دفاع نہیں کر سکیں گے تو ان کے ساتھ لیشیا کا ایک قلعہ ہے کہ جسے ہم آراولی کا قلعہ کہتے ہیں (ہمارے جو بھائی پاراچتر گئے ہیں انہوں نے دیکھا ہے) وہاں ہم نے جو درد ناک حالت دیکھی وہ یہ تھی کہ یہ لڑکی گاؤں کے مونسین اور مرد حضرات تو دفاع کے لئے گاؤں میں ہی رہ گئے تھے جبکہ عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اس آراولی قلعے کے پاس خاردار تار کے اندر کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے تھے اس گرمی اور دھوپ میں ان کے لئے نہ کوئی سایہ تھا نہ سایبان۔ ایک ہفتے تک وہ پھارے وہاں پڑے رہے اس علاقے میں دوسری جگہوں کی نسبت گرمی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اس قلعے میں کچھ سپاہی شیعہ تھے جبکہ باقی سب سنی تھے ہمیں یہ دیکھ کر اس قدر افسوس ہوا کہ دیکھو یہ شیعہ کی ناموس ہے اور ان کی یہ حالت ہے۔ ہسپتال میں جب ہم زخموں کی عیادت کے لئے گئے تو ان میں کچھ عورتیں بھی تھیں ہم نے ان کے حوصلے بہت بلند پائے اسی طرح شہداء کے والدین اور ان کے بچوں کے حوصلے بھی بلند تھے وہاں ہم نے بعض اجتماعات میں یہ کہا کہ جو کچھ ہوا ہے یہ ہمارے لئے کچھ بھی نہیں اس سے ہمارے جوانوں اور لوگوں میں اور زیادہ آمادگی پیدا ہوگئی ہے ان واقعات سے دوسرے لوگوں میں بھی غیرت پیدا ہوئی چنانچہ پاراچتر میں جب یہ واقعات ہوئے جنگ جاری تھی تو ابو ظہبی اور دہلی سے ہمارے پاراچتر والوں کے فون آئے کہ ہمارے برادران کو کہیں کہ وہ ڈٹ کر مقابلہ کریں ہم نے یہاں امارات میں ان کے اسلحہ کے لئے ۲۵ لاکھ (صرف امارات میں) جمع کئے ہیں۔

اب پاراچتر کے لئے بخدا ہم ذرہ برابر پریشان اور فکر مند نہیں ہیں کیونکہ اگر دشمن کے پاس راکٹ لانچر ہے تو ہمارے پاس بھی ہے اگر اس کے پاس میزائل ہے تو ہمارے پاس بھی ہے اگر ان کے پاس مشین گنیں ہیں تو ہمارے پاس بھی ہیں

اگر ان کے پاس آر آر ہے تو ہمارے پاس بھی ہے غرض کوئی ایسی چیز نہیں جو ان کے پاس ہو اور ہمارے پاس نہ ہو۔ فوجی حکمت عملی کے لحاظ سے بھی ہم پر خدا کا فضل ہے (جیسا کہ ہمارے برادر محترم نے نام نہیں لیا) خرلاچی، بوڑکی، پواڑ اور شلوزان میں ہمارے لوگوں نے اس انداز میں جنگ کی ہے کہ (ہمارے ایک کرل صاحب ہیں وہ کہہ رہے تھے) فوجی لوگ بھی تعجب کر رہے تھے کہ یہ لوگ مثلاً کیسے جنگجو ہیں۔

ہمیں اگر فکر ہے تو ذریعہ اسماعیل خان کے مؤمنین کی فکر ہے اگر فکر ہے تو پنجاب کے دوسرے علاقوں کی فکر ہے جہاں ہمارے مؤمنین کے دفاع کے لئے وسائل نہیں ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اب ہمارے بھائی یہاں بھی وہی چیزیں لاکر رکھیں کہ جو ہمارے پاس ہیں کیونکہ وہاں کے حالات کچھ اور ہیں اور یہاں کے کچھ اور۔ لیکن پھر بھی ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جانا چاہیے اور خود ان کے حوصلے بھی بلند ہونے چاہئیں۔ مثلاً معذرت کے ساتھ ہمارے تحریک کے جو ذمہ دار افراد ہیں وہ دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں اگر کسی نشست میں ذمہ دار افراد کوئی ایسی بات کریں کہ جس سے عام لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے؟ بنا برائیں ہر جگہ ہمارے برادران کو ان مسائل کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ بندوق ہاتھ میں لئے رکھیں لیکن بخدا اگر آپ بلند حوصلے کے ساتھ اپنے گھر میں یا مسجد و امامبارگاہ میں موجود رہیں اور منظم طریقے سے اور ہوشیارانہ انداز میں اپنے انتظامات کریں تو پھر کبھی دشمن آپ کے سامنے نہیں آئے گا۔ اس لئے ہم نے پہلے بھی عرض کیا اور اب بھی کہتے ہیں کہ آپ مساجد امامبارگاہوں اور شیعہ آبادیوں میں خصوصاً محرم الحرام اور مجالس عزاء کے موقع پر کمیٹیاں تشکیل دیں جو حالات پر کڑی نظر رکھیں۔ اسی طرح غیر متعصب سنی افراد اور وہاں کی مقامی انتظامیہ سے رابطہ رکھیں۔

عزاداری کا مسئلہ ہمارے لئے بہت اہم ہے اس کی عظمت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا لیکن اس بارے میں کچھ چیزیں ہم سے مربوط ہیں کچھ انتظامیہ سے اور کچھ ہمارے دوسرے بھائیوں سے۔ جو ہمارے ساتھ مربوط ہیں ہمیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیے میں کل بھکر میں بھی یہ بات اپنے نوجوانوں کے ساتھ عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ جلوس لے کر جا رہے ہیں تو راستے میں سنی مسجد آتی ہے آپ کو پتہ ہے کہ وہ لوگ اسے صحیح نہیں سمجھتے اور آپ آسانی سے وہاں سے گزر سکتے ہیں تو آپ کیوں وہاں کھڑے ہو کر گھنٹہ آدھا گھنٹہ ماتم کرتے ہیں یہ آپ خواہ مخواہ ان کو پیش میں لانا چاہتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ایسی جگہ سے (خصوصاً ذمہ دار افراد) جلوس کو جلدی آگے لے جائیں نہ یہ کہ اگر دوسری جگہوں پر آدھا گھنٹہ صرف کرتے ہیں تو وہاں گھنٹہ صرف کریں۔ پھر کچھ نعرے ایسے ہیں کہ جن کے نتیجے میں اشتعال پیدا ہو سکتا ہے مثلاً لعن طعن وغیرہ۔ بابا! مذہب اہل بیت محبت کا مذہب ہے آپ آئمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت کو دیکھیں۔ "مفضل" امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا ایک دفعہ ایک دہریئے کے ساتھ اس کا مناظرہ ہوا تو مفضلؑ نے اس کے ساتھ ذرا سخت لہجے میں بات کی تو اس نے فوراً کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے امام و پیشوا کے نقش قدم پر نہیں چلتے اور آپ ان کے شاگرد نہیں ہو اس لئے کہ اگر تم ان کے پیرو ہوتے تو یوں بات نہ کرتے کیونکہ ہم ان کے ساتھ روزانہ مباحثہ کرتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ جتنی بھی سخت بات کریں وہ ہمیشہ محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ہمارا جواب دیتے ہیں اور آج تک وہ غصے میں نہیں آئے۔

مثبت رویہ اختیار کریں۔

اگر ہم اور آپ اہل بیت کے پیروکار ہیں اور ہمارا مشن و مقصد حسینی ہے اور

ہم نے اسے آگے بڑھانا ہے تو پھر ہمارے نعروں میں اور تقریروں میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہونا چاہیے کہ جس کے نتیجے میں حالات خراب ہو جائیں۔ میں نے وہاں بھی یہی کہا تھا کہ ایک دفعہ ایران میں حجاب (پردے) کا مسئلہ پیش آگیا تھا تو اس وقت شدت پسند انقلابی نوجوان جب بے حجاب عورت کو دیکھتے تو ان کے ساتھ جھگڑنے کی بجائے یہ کہہ دیتے تھے ”مرگ بر بے حجاب“ (بے پردہ مردہ باد) اس بات پر آقائے رفیعانی حفظہ اللہ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ بابا آپ متفی رویہ استعمال کرنے کی بجائے اگر مثبت رویہ اختیار کریں تو اس سے زیادہ اچھے اثرات مرتب ہوں گے انہوں نے یہ کہا کہ دیکھو بے حجاب لڑکی کے سامنے اگر آپ مردہ باد بے حجاب کہیں گے تو اس لڑکی کے دل میں حجاب اور انقلابی نوجوانوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی لہذا اگر آپ ان کے پاس سے گزریں تو آپ زندہ باد باپردہ کا نعرہ لگائیں اس کے نتیجے میں بے پردہ لڑکی اس بات کی طرف متوجہ ہوگی کہ دیکھو حجاب اچھی چیز ہے کہ جس کے لئے لوگ زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔

میں پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ اگر اپنے جیسے جلوسوں میں دل آزار باتیں کریں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ یہی ہوگا جو آپ دیکھ رہے ہیں لیکن اگر آپ کہیں درود بر محمد و آل محمد تو اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے اور انہیں پتہ چلے گا کہ ان کا نعرہ کیا ہے اور ان کا خطاب کس سے ہے۔ ایک دفعہ جب ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ضیاء القاسمی اور منظور چنیوٹی وغیرہ سے میری بات ہو رہی تھی تو وہاں میں نے ان سے کہا کہ آپ دیکھیں ہمارے اور آپ میں فرق کیا ہے؟ آپ کے جلوسوں میں ہمیشہ شیعہ کے خلاف نعرے لگتے ہیں جب کہ ہماری مساجد اور امامبارگاہوں میں نماز کے بعد مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کے نعرے لگتے ہیں۔ یعنی ہم اپنے نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ آپ جو پہلے دوسروں کے خلاف باتیں کرتے تھے اور وہ صحیح نہیں ہے ہم

سب کا اصل دشمن روس، امریکہ اور اسرائیل ہیں ہم اپنے جوانوں کی توجہ آپ سے ہٹا کر امریکہ اور روس کی طرف کر رہے ہیں، جبکہ آپ لوگ اپنے نوجوانوں کی توجہ روس اور امریکہ سے ہٹا کر انہیں شیعوں کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ پس میں آقائے حسن ترابی حفظہ اللہ (کہ جو کراچی اور سندھ میں تحریک کے لئے بہترین کام کر رہے ہیں اور بالخصوص کراچی میں انہوں نے عزاداری کے حوالے سے بہترین خدمات انجام دی ہیں) کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم جو مردہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں تو اس کے دوسرے اہداف کے علاوہ ایک ہدف یہ بھی ہے کہ ہمارے شیعہ جوانوں کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ ہمارا اصل دشمن امریکہ ہے، اصل دشمن روس اور اسرائیل ہیں۔ اب جب ہم یہ نعرے لگاتے ہیں تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اثر ہے ورنہ حکومت پاکستان یا امریکہ اس پر کیوں بگڑتے؟ مرحوم شہید مطہریؒ نے ایک جگہ زیارت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم شیعہ لوگ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے خراسان جاتے ہیں یا دوسرے آئمہؑ کی زیارات کے لئے عراق کر بلا معلیٰ وغیرہ کا سفر کرتے ہیں تو یہ سب کس لئے ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ کام تولیٰ کا ایک مصداق ہے۔ یزیدیت مردہ باد ایک بہترین نعرہ اور وسیلہ ہے آج یزیدیت مردہ باد کا مصداق مردہ باد امریکہ ہے۔ مکتب اللہ بیف میں تولیٰ اور تمثلیٰ دو اہم چیزیں ہیں یہ مردہ باد کہنا تمثلیٰ کا ایک مصداق ہے۔ بنا براین ہم یہ جو نعرے لگاتے ہیں یہ صرف نعروں کی حد تک نہیں ہیں اگر صرف نعروں کی حد تک ہوتا تو ہماری امریکہ نواز حکومت یا دوسری روس نواز حکومتیں ان سے اس قدر ناراض نہ ہوتیں پس یقیناً ان نعروں میں اثر ہے۔ میں نے کل بھی عرض کیا کہ حسینیۃ زندہ باد اور یزیدیت مردہ باد بہت وسیع قسم کے نعرے ہیں انہیں ہم موجودہ حالات کے مطابق کام میں لاسکتے ہیں۔

ایک اور بات جو میں آپ سے عرض کرنا چاہ رہا تھا اور جس کے بارے میں



ہماری کمیٹی نے سفارشات مرتب کی ہیں میں صرف تائیداً عرض کرتا ہوں کہ اس وقت ہمارے جتنے لوگ بھی عزا داری سے مربوط ہیں لائسنس دار، بانیان مجالس، مقررین ان سب کی ایک جگہ میٹنگ ہونی چاہیے اور اس میں تمام جگہوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے اور جہاں جو خطرہ ہے اس کی پہلے سے نشان دہی کی جائے اور پھر اسی پر اکتفا نہ کریں بلکہ جو چیزیں ہمارے ساتھ مربوط ہیں، انہیں انجام دیں اور جو حکومت سے مربوط ہیں، انہیں حکومت کے نوٹس میں لائیں اور انہیں پہلے سے یہ کہہ دیا جائے کہ یہاں یہ خطرہ ہے آپ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کریں اسی طرح وہاں کے افسران بالا (ڈی۔سی۔اے، ای۔ای وغیرہ) سے آپ میٹنگ رکھیں اور انہیں خطرات کی نشان دہی کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر متعصب سنی علماء جو اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محبت و ارادت رکھتے ہیں ان کے ساتھ بھی آپ رابطہ رکھیں ان اقدامات کے نتیجے میں ہمیں یقین ہے کہ اگر کلی طور پر فسادات ختم نہ بھی ہوئے تو ان میں کمی ضرور آجائے گی۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو بجا نہ لائے اور حکومت کو ہر وقت مطلع نہ کیا، اسی طرح سنی بھائیوں سے رابطہ نہ رکھا تو اس کے منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

ایک اور بات جو میں عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ تحریک سے مربوط حضرات اپنے دوسرے بھائیوں کی بات، اعتراض اور ان کے نظریے کو انتہائی فراخ دلی اور محبت سے سنیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جو آپ پر اعتراض کرے آپ اسے تحریک کا مخالف اور دشمن سمجھیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو تحریک کے ہمدرد ہوں اور ممکن ہے وہ خود بھی تحریک کے رکن ہوں لیکن ہم انہیں کسی بات کے پیش نظر تحریک کا دشمن سمجھتے ہوں اور اس کے نظریے اور اعتراض کو سننا تک گوارا نہ کریں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو خدا نخواستہ تحریک کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے جو بھائی بھی آپ پر اعتراض کرے چاہے وہ

مینگ میں ہو یا اس سے باہر ہو آپ اسے فراخ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ غور سے سنیں اور اگر اس کا اعتراض صحیح ہے تو اس کو تسلیم کریں اور اپنی اس خامی کو دور کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس مینگ میں کوئی اعتراض نہ کرے تو وہ مینگ صحیح نہیں ہے۔ بہترین اور کامیاب مینگ وہ ہے کہ جس میں با فکر اور سنجیدہ لوگ ہوں جو صحیح طور پر اعتراض کریں کیونکہ جب تک انسان یہ محسوس نہ کر لے کہ وہ مریض ہے اس وقت تک اسے علاج کی فکر نہیں ہوگی اس طرح جب تک ہمیں یہ علم نہیں ہوگا کہ ہماری تحریک میں کمزوریاں ہیں اس وقت تک ہم ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس وقت ہمارے برادر بزرگوار جناب آقائے ترابی نے جو اعتراضات کئے ہیں وہ ہمیں سننے چاہئیں اور اگر ہمارے جنرل سیکریٹری صاحب یا دوسرے برادران ان کی غلط فہمی سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ ان کی اس غلط فہمی کو دور کریں لیکن اگر ان کے اعتراضات صحیح ہیں تو خود بھی غور سے سنیں اور ہمیں بھی بتائیں کہ بابا! یہ اعتراضات درست ہیں اور ہمیں ان کمزوریوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک اور بات جو میں آپ سے عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ اب تو الحمد للہ ہمارے پاس دستور موجود ہے اگرچہ ابھی اس پر بحث کرنا باقی ہے تاکہ ہر ایک کے لئے حدود معین ہو سکیں آپ کوشش کریں کہ اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے بات کریں۔ بعض اوقات یہ تلخیاں جو پیدا ہو جاتی ہیں وہ اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ ہم اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ ہم نے اپنی حدود کا خیال نہ رکھا تو اس سے تحریک مستقبل میں خطرات سے دوچار ہو سکتی ہے لہذا میں آپ بزرگان اور دیگر کارکن حضرات کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ سب اپنی اپنی حدود میں رہ کر کام کریں۔ ہم نے جو مشترکہ مینگ بلائی تھی اس میں ہمارے جنرل سیکریٹری صاحب نے وضاحت بھی کی تھی لیکن اس کے باوجود جب مرکزی کونسل کی

میں تنگ ہوئی تو اس میں ہمارے بھائیوں کو کچھ غلط فہمیاں ہوئیں۔ مجھے خود اس پر بہت افسوس ہوا تھا لیکن بعد میں بھائیوں نے بتایا کہ ایسا عدا نہیں ہوا بلکہ اشتباہ ہوا ہے۔ بہر حال ہمیں امید ہے کہ ہمارے بھائی آئندہ اس قسم کے اشتباہات نہیں کریں گے۔ پہلے سے فیصلہ ہو جائے اور پھر ان فیصلوں کے مطابق میٹنگیں منعقد ہوں۔

میں اس سے زیادہ آپ بھائیوں کا وقت نہیں لیتا خداوند متعال ہم سب کو اپنے اپنے فرائض سے آگاہی، اور ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

jabir.abbas@yahoo.com

سکھر میں مرکزی کونسل سے قائد شہیدؒ کا خطاب (اکتوبر ۸۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہدائے راہ حق خصوصاً وہ شہداء جو ملت جعفریہ نے پاکستان بننے کے بعد شجر اسلام کی آبیاری کے لئے دیئے ہیں، خواہ وہ کسی قوم کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں اور خصوصاً شہدائے فقہ جعفریہ خواہ اسلام آباد میں ان کا مقدس خون بہایا گیا ہو یا کوئٹہ بلوچستان میں، ان کے علاوہ ہمارے مسلمان بھائی جن کو تیونس میں شہید کیا گیا اور وہ شہدائے راہ حق جن کا مقدس خون حرم مقدس خدا میں بہایا گیا اور علمائے کرام جو ان دنوں میں ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ ایک حجت الاسلام سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل اور حجت الاسلام والسلمین سید امیر حسین نقوی اور تیسرے کہ جن کا ہم سب پر سب سے زیادہ حق ہے قائد مرحوم و قائد محبوب حجت الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ اور مرحوم سید محمد علی حیدری ان سب کے لئے ایک سورۃ فاتحہ۔

میں مرکزی کونسل کے محترم اراکین اور خصوصاً ہمارے بزرگ علمائے کرام حجت الاسلام قبلہ مفتی عنایت علی شاہ صاحب قبلہ گلاب علی شاہ صاحب اور قبلہ غلام حسن جاڑا آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔ مجھے آپ کی تھکاوٹ کا احساس ہے۔ ہو سکتا ہے بعض احباب کو رات کو نیند کا موقع نہ ملا ہو اور خود میری طبیعت بھی ناساز ہے اس لئے انشاء اللہ آپ کو زیادہ دیر تک زحمت نہیں دوں گا۔ اس سے پہلے میں صوبہ سندھ کے تحریک کے کارکنوں کا عموماً اور صوبہ سندھ کے صدر محترم آقائے حیدر علی جوادی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کی کابینہ اور سکھر کے مؤمنین کا اور اس کے ساتھ ساتھ اصفریہ سنوڈنٹس آرگنائزیشن اور آئی۔ ایس۔ او کے ارکان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہ انہوں نے ہماری میزبانی کے فرائض انجام

دیئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارے احباب کو اس سلسلے میں کوئی شکایت نہیں ہوگی اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ اس کے بعد بھی وہ تحریک سے بھرپور تعاون فرمائیں گے۔ اب میں اصل مسائل کی طرف آتا ہوں کیونکہ کافی حد تک گفتگو ہو چکی ہے لیکن میں کچھ وضاحتیں کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جیسا کہ آپ سب احباب کے تعاون اور فرمائشات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ہمیں پاکستان میں ملکی اور بین الاقوامی سیاست میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ ایک مفروضہ عنہ مسئلہ ہے۔ جس طرح ہمارے بعض احباب نے یوں اظہار کیا ہے کہ ہم پہلے بھی سیاست میں تھے اب بھی ہیں اور اس کے بعد بھی رہیں گے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ بین الاقوامی حوالے سے جن مسائل کو آپ نے اٹھایا ہے خواہ وہ لبنان کا مسئلہ ہو، ایران عراق جنگ ہو، ہندوستان کے مظلوم عوام کا مسئلہ ہو یا خلیج کا مسئلہ ہو، کشمیر کا مسئلہ ہو یہ سب سیاسی مسائل ہیں اور اسی طرح ملکی سیاست میں حصہ لینا چاہتے ہیں مثلاً فحشاء کے خلاف، بھائی کو بھائی کے ساتھ لڑایا جا رہا ہے یا اس کے علاوہ صوبہ سندھ کے حوالے سے مظلوم و مستضعف لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اس میں ہم حکومت کو بھی ملوث سمجھتے ہیں اس کے علاوہ بڑے بڑے سرمایہ کاروں کو بھی ملوث سمجھتے ہیں اسی طرح سندھ میں ڈاکوؤں کا بھی مسئلہ ہے۔

حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ عوامی نمائندہ حکومت ہے اور کہتے ہیں کہ ہم عوام کی خدمت کر رہے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام آباد میں کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں لیکن سندھ میں یا بلوچستان میں یا تھل کے علاقے میں انسان ابتدائی لوازمات اور ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔ یہ سب ہمارے ملک کے سیاسی مسائل ہیں اور خود امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اگر اس وقت اختلاف ہے وہ جز پر ہے وہ یہ ہے کہ سیاست میں ہمیں مداخلت کرنی چاہیے۔ اس پر نہ ہمارے سندھ

کے اراکین کو اختلاف ہے اور نہ ہی ہمارے دوسرے صوبوں کے اراکین کو اختلاف ہے۔ بحث جڑ پر ہے کلی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ یہ کہ ہمیں انتخابات میں شیعہ پلیٹ فارم سے حصہ لینا چاہیے یا نہیں تو اس کے بارے میں یہ وضاحت کر دوں کہ اس کا مقصد صرف ووٹ دینا یا ووٹ لینا نہیں ہے۔ آپ نے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا تھا تو آپ نے انتخابات میں حصہ لیا لیکن بائیکاٹ کے ذریعے۔

آپ نے ۸۵ء کے انتخابات میں بائیکاٹ کے ذریعے حصہ لیا۔ بنامدائیں انتخابات میں حصہ نہ لینا وہ بھی اس حوالے سے کہ ہم انتخابات کے مسئلے میں بالکل بے تفاوت ہیں اس وقت ہم نے جو آراء سن لیں ہمارے سامنے انتخابات کے حوالے سے دو نظریے سامنے آئے ہیں۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ ہمیں شیعہ پلیٹ فارم سے شیعہ قوم کی حیثیت سے تحریک کے پلیٹ فارم کو استعمال کر کے انتخابات میں حصہ نہیں لینا چاہیے اور دوسرا نظریہ یہ تھا کہ نہیں ہمیں حصہ لینا چاہیے۔ اب یہ بحث نہیں کرتے کہ اس کے حامی کتنے ہیں اور مخالف کتنے ہیں لیکن دو نظریے ہیں۔ اب وہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں انتخابات میں حصہ لینا چاہیے اور دوسرے جو کہتے ہیں کہ حصہ نہیں لینا چاہیے تو ہمیں ان دونوں نظریوں کے افراد پر حسن ظن رکھنا چاہئے۔ پہلا گروہ بھی ملت جعفریہ کے مفادات کو مد نظر رکھ کر اپنا نظریہ پیش کرتا ہے اور دوسرا گروہ بھی ملت جعفریہ کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر یہ نظریہ پیش کرتا ہے۔ اب وہ گروہ جو کہتا ہے کہ ہمیں انتخابات میں حصہ نہیں لینا چاہئے، اس گروپ پر ہمیں یہ تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ مثلاً ڈرپوک ہیں ست ہیں ان سے کام نہیں ہو سکتا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ہمیں ان کی جرأت پر اور ان کے میدان میں فیلڈ میں کام کرنے پر شک و شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح ہمارے وہ بھائی جو دوسرے نظریے کی حمایت میں بات کرتے ہیں کہ

ہمیں انتخابات میں حصہ لینا چاہئے ان پر بھی یہ تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ اقتدار کے بھوکے ہیں اور ایوان میں کرسیوں تک پہنچنے کے خواہشمند ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ دونوں نظریوں کے حامل برادران کے بارے میں اچھے تاثرات رکھیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دونوں نظریوں کے حامل بھائی یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک سے یہ غلط نظام ختم ہو جائے اور فاسد نظام کی جگہ پر ایک صالح نظام قائم ہو جائے اور اس معاشرے میں قرآن و سنت رسول و دیرت اہل بیت علیہم السلام نافذ ہو۔ اب صرف راستے میں اور سلیقے میں اختلاف ہے۔ منزل مقصود اور آرزو دونوں کی ایک ہے۔ آرزو میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ ایک بھائی یہ سوچتا ہے کہ اس منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے یہ راستہ ہونا چاہئے اور دوسرا بھائی دوسرے راستے کو صحیح سمجھتا ہے۔

بائیں ہمیں ایک دوسرے پر بدگمان نہیں ہونا چاہیے اور ایک دوسرے پر حسن ظن رکھنا چاہیے۔ میں یہاں پر عرض کروں کہ ہماری جو صبح سے میٹنگ شروع ہے۔ اس میٹنگ میں جو باتیں ہوئی ہیں اگر ہمارے بھائیوں کو ان سے دکھ پہنچا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس سے دکھ نہیں پہنچا ہے۔ کوئی ایک بات کرے اور دوسرے اس کے پیچھے اندھا دھن چلے جائیں تو یہ بات ہماری تنظیم کے جمود کی نشانی ہے۔ ہم ایک بات کرتے ہیں اور دوسرا بھائی اپنا نظریہ دلیل کے ساتھ پیش کرتا ہے اور ایک دوسرے کی بات کو بغیر دلیل کے تسلیم نہیں کرتے تو یہ ہماری تنظیم کی فکری سطح کی بلندی ہے۔

مجھے بذات خود اس بحث سے مایوسی نہیں ہوئی بلکہ میں یہ عرض کروں کہ ایک انسان کے گھر میں چھوٹا بچہ ہے اور چوبیس گھنٹے بچہ آپ کے ساتھ ہے اور آپ باہر نہیں جاتے تو پھر وہ بچہ نمو تو کرتا ہے ترقی تو کرتا ہے لیکن آپ کو محسوس نہیں

ہوتا لیکن اگر آپ کا بچہ جو ملک سے باہر گیا ہو اور سال ہا سال کے بعد آتا ہے تو اس کو اس کی ترقی کا احساس ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ماشاء اللہ میرا بچہ تو اس عرصے میں بہت بڑا اور صحت مند ہو گیا ہے۔

ہماری تحریک کی بھی یہی مثال ہے ہم چونکہ تحریک میں شب و روز موجود ہیں لہذا ہمیں اس کی ترقی کا احساس نہیں ہوتا لیکن سندھ میں جو لوگ باہر سے آتے ہیں تو ان کو احساس ہوتا ہے کہ تحریک سندھ میں کہاں تک پہنچ گئی ہے یا دوسرے صوبوں میں کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ لہذا ہمیں کسی قسم کی مایوسی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ آپ یقین کیجئے کہ آپ کی تنظیم نے کافی ترقی کی ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بھائی جنہوں نے کہہ دیا کہ کچھ بھی نہیں ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا میں جوابدہ ہوں میں کلی طور پر یہ بات کرتا ہوں۔ ایک سال پہلے ایک بزرگ عالم دین جو اس وقت لندن میں ہوتے ہیں تشریف لائے تھے۔ دوسرے علماء بھی موجود تھے۔ خود انہوں نے کہا کہ میں دس، پندرہ سال پہلے پاکستان آیا تھا اور جب تحریک تازہ بنی تھی تب بھی آیا تھا اور اب بھی آیا ہوں۔ میں پندرہ سال پہلے کے شیعوں کی فکر اور اب کے شیعوں کی فکر میں زمین آسمان کی تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ یہ پہلی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم ایک نظریہ رکھتے ہیں یقیناً اس طرف ہمارے کچھ احباب ہمارے خلاف نظریہ رکھتے ہوں گے۔ جس طرح معاشروں میں جس قدر چہروں میں اختلاف ہوتا ہے اس طرح انکار میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ آپ کسی کو دیکھتے ہیں کہ آپ کے نظریات کا مخالف ہے تو ایسا نہ ہو کہ آپ اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیں، یہ ٹھیک نہیں ہے بلکہ آپ قتل سے کام لیں۔

اگر میں اس ہاؤس میں بیٹھتا ہوں تو جو میرے نظریے کے حامی ہیں اور ان کی تقریر میں قتل اور آرام کے ساتھ سنتا ہوں تو اسی طرح دوسرے بھائی جو میرے



نظریے کے مخالف ہیں مجھے ان کی بات بھی تحمل سے سنی چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ میرا مخالف بولنے لگے اور صرف دو کلمے کہے تو میں چہ گوئیاں شروع کر دوں کہ اس کو چپ کراؤں اور جب میرا موافق بات کرتا ہے تو میں توقع کرتا ہوں کہ اس کو بات کرنے کا موقع ملے۔ یہ اسلامی اخلاق کا بھی تقاضا نہیں ہے اور جمہوری تنظیموں میں بھی یہ چیز نہیں ہوتی۔

مؤمن کی ایک صفت۔

مؤمنین کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ ”قَبِيضٌ عَنِ الْغَيْبِ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ“ (زمر۔ ۱۷۔ ۱۸) تم بشارت دے دو ان بھائیوں کو، ان مؤمنین کو، ان مسلمانوں کو جو دوسرے کی بات سنتے ہیں اور سننے کے بعد جو اچھی بات ہو اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر میں آپ کا مخالف ہوں میں نے خلا پانچ باتیں کی ہیں اور پانچ باتیں صرف اس وجہ سے کہ میں آپ کا مخالف ہوں ان کو مسترد نہ کریں۔ ان میں اگر ایک اچھی بات میری زبان سے نکلے ہے تو اسے قبول کر لیں۔ اور یہ تنقید ایک متحرک اور فعال تنظیم کی علامت ہے۔ مجھے تنقید کرنا چاہیے لیکن اصلاح کے لئے، تعمیر کے لئے نہ یہ کہ کسی کو ذلیل کرنے کے لئے۔ یہ ہم آپ سے بھی توقع نہیں رکھتے اور خود بھی ان چیزوں کی طرف متوجہ ہیں۔

ایک بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں: جب سے یہ مسئلہ اسلام آباد میں چھیڑا گیا ہے یا کنونشن ہوا تھا اس کے بعد مجھے ان باتوں کا احساس تھا اور ان باتوں پر سوچتا رہا خصوصاً اسلام آباد میں سندھ کی کابینہ کے محترم ارکان نے اس مسئلے کو اٹھایا تھا تو اس دن کے بعد مجھے اس مسئلے کا بہت زیادہ احساس ہوا تھا اور میں ہمیشہ یہ سوچتا تھا کہ اس مسئلے کو ہمیں کس طرح حل کرنا

چاہیے۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے لیکن چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری یہ عظیم ایک جمہوری طرز پر کام کرے اور اپنے فیصلے مشورے کے ذریعے کرے تاکہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ اس عظیم میں ڈکٹیٹر شپ ہے۔ ایک شخص کی سوچ ہم پر مسلط کی جارہی ہے۔ جن بھائیوں نے احساسات و جذبات کا اظہار کیا میں ان کا تہہ دل سے احترام کرتا ہوں لیکن میں یہ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس قدر بھی ہمیں اشخاص کی طرف توجہ دینی نہیں چاہیے کہ اس پر توجہ دینے کی وجہ سے ہم اپنے اصل مقصد سے ہٹ جائیں۔

ہماری نظر میں اسلام، تعلیمات اہل بیت علیہم السلام اور ملت جعفریہ کا مفاد ہونا چاہیے نہ یہ کہ مثلاً ہم کہیں کہ فلاں شخص جو فیصلہ کرے ہم اس کو مانتے ہیں۔ اگر ہم ایک بات کر لیں اور وہ اسلام سے متصادم ہو یا ملت جعفریہ کے مفاد میں نہ ہو تو آپ کی شرعی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی مخالفت کر لیں۔ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہمیں تذکر دیں۔ میں اپنی طرف سے آپ کو اور علمائے کرام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوئی بھی ایسا قدم جو تعلیمات قرآن و اہل بیت اطہار علیہم السلام کے خلاف ہو یا ملت جعفریہ کے مفاد کے خلاف ہو نہیں اٹھائیں گے اور نہ ہمیں کوئی مجبور کر سکتا ہے۔ میں ان علمائے کرام کی خدمت میں بعد احترام یہ عرض کروں گا کہ مجھ پر کوئی مسلط نہیں ہے اور ہم جو فیصلے کرتے ہیں یا مرکزی کونسل کے رفقہاء سے مشورہ کرتے ہیں یا پھریم کونسل کے رفقہاء سے مشورہ کرتے ہیں جس میں علماء اور غیر علماء موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری کابینہ کے افراد ہیں جس میں علماء بھی ہیں اور دوسرے دانشور حضرات بھی شامل ہیں۔ ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ کوئی خاص گروپ یا افراد نہیں ہیں جو ہم پر فیصلے مسلط کر سکیں۔

میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس تحریک کا ہدف صرف اور صرف اسلامی ہے۔ ہم جس قدر سرمایہ دارانہ نظام کو ملک کے لیے نقصان دہ سمجھتے ہیں اتنا ہی سوشلزم

کو ملک کے لئے تباہ کن سمجھتے ہیں۔ ہم نہ سرمایہ دارانہ نظام کی حمایت کر سکتے ہیں نہ ہی سوشلزم کی۔ آپ جوانوں اور علماء کو علم ہو گا کہ میں نے جب سے یہ ذمہ داری قبول کی ہے کوئی مجھ سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ آپ نے فلاں عالم دین کو یا فلاں شخص کو کیوں تحریک میں شامل کیا ہے؟ تو میں سب کو یہ جواب دیتا ہوں کہ یہ تحریک صرف ایک گروہ، ایک صنف کی تحریک اور تنظیم نہیں ہے۔ یہ پوری ملت جعفریہ کی تنظیم ہے۔ جس میں علماء، تاجر، دانشور، وکلاء، ڈاکٹر غرض جو بھی اپنے آپ کو ملت جعفریہ کا فرد تصور کرتا ہے وہ اس تحریک اور تنظیم کا فرد ہے اور ہماری اس تحریک کی پالیسی میں جاذبیت ہونی چاہیے نہ کہ دافیت۔

آج اگر ہم اس جوان کو یا کسی عالم دین کو کسی کے مطالبے پر تحریک سے نکال دیں گے تو پھر یہ تحریک رہ جائے گی اور میں رہ جاؤں گا اور تنہا میں تحریک نہیں چلا سکتا اور نہ ہی میری ذمہ داری ہے۔

میں سارے ملک کے علماء، دانشوروں یا دوسرے افراد سے بعد احترام یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ قتل پیدا کریں اپنے سینے میں وسعت پیدا کریں اور اپنی تحریک میں ہر قسم کے افراد کو موقع دیں۔ اگر ہمیں وہ اسلام کے علاوہ کسی اور طرف کھینچتے ہیں تو پھر اس وقت آپ کی اور میری ذمہ داری ہے کہ ہر وہ فرد جو اس تحریک کو اسلام کے علاوہ کسی اور طرف لے جا رہا ہو ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔

بنا برائیں ہمیں قتل سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے دلوں میں برداشت ہونی چاہیے اور ہر فرد کے نظریے کو ہمیں سننا چاہیے۔ اگر ہم اس قدر تنگ نظر ہوں کہ جب ایک فرد اپنے نظریے کے بارے میں بات کرتا ہے تو ہر طرف سے ان پر آواز کسنا شروع کر دیں اور اگر کوئی باہر کا آدمی ہو تو آپ مجھے بتائیں کہ ہماری اس حرکت سے کیا تاثر لے گا۔ میں نے عرض کیا۔ میں اصل میں تنقید کا قائل ہوں لیکن یہ کہ ہمارے بھائی کسی پر بھاطور پر آواز کسیں یہ صحیح نہیں۔

آخر میں جو بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں یہ تسلی ہے ہمارے جو بھائی انتخابات کے حق میں نہیں ہیں ان کی نظروں میں بھی کچھ خطرات ہیں اور ہمارے جو بھائی انتخابات میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کی نظر میں بھی انتخابات میں حصہ نہ لینے کی صورت میں چند خطرات ہیں۔ اب جس طرح ہمارے برادر بزرگوار حجت الاسلام سید ساجد علی شاہ حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کس طرف ہمیں زیادہ نقصان ہے اور کس طرف ہمیں زیادہ فائدہ ہے۔ انتخابات میں حصہ لینے کے بھی کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہیں اسی طرح انتخابات میں حصہ نہ لینے کے بھی کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہیں۔ ہمیں اندھا دھند اور یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ جس طرح ہمارے بھائیوں نے بھی یہ مشورہ دیا ہے۔ میں ہنڈی میں تن تھا فیصلہ نہیں کروں گا۔ ہم ایک کمیٹی مقرر کریں گے۔ صوبائی صدور اور جنرل سیکریٹری اور دوسرے افراد سے مشورہ کریں گے اور وہ انتخابات میں حصہ لینے یا نہ لینے کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ اس کے بعد فرض کریں اگرچہ میرا پہلا نظریہ یہ تھا کہ انتخابات میں حصہ نہیں لینا چاہیے لیکن ان بھائیوں کے فیصلے کے مطابق عمل کرنا چاہیے اور اپنے نظریے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے اور اپنے نظریے کو چھوڑ کر اپنی مرکزی کونسل کے اکثریتی فیصلے کو احترام کے ساتھ تسلیم کروں گا۔ تنظیمیں ایسی ہوتی ہیں۔ کوئی بھی تنظیم ایسی نہیں ہے جس میں تمام فیصلے مکمل اتفاق کے ساتھ ہوں۔ یقیناً اختلافات ہوتے ہیں لیکن ہمیں اکثریتی فیصلے کا احترام کرنا چاہیے۔ اگرچہ میری رائے اس کے خلاف ہو۔

اب اس کمیٹی کے ارکان کی ذمہ داری ہے چاہے وہ آج ہی ہمیں فیصلہ سنائیں یا ان کو ایک دن یا ایک ہفتے کی مہلت دے دیں یا اس سے زیادہ یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن اگر ہو سکے تو یہ کمیٹی آج یہاں سے اٹھ کر نہ جائے یہاں تک کہ وہ کسی مثبت فیصلے پر پہنچ جائیں اور حالات کو ضرور مد نظر رکھیں۔ مثلاً کراچی

کے حالات، انک کے فسادات، شریعت بل کا مسئلہ، یا سعودی سازشیں جس کے لئے وہ کروڑوں ریال خرچ کر رہے ہیں تاکہ سیاسی میدان میں آپ کے خلاف تحریک چلائی جاسکے، تعلیمی نظام میں آپ کے خلاف تحریک چلانے کے لئے مذہبی حلقوں میں آپ کے خلاف تحریک چلانے کے لئے کوشش کی جارہی ہے ایک بھائی نے کہا ہے کہ سندھ میں کسی شخص نے قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ ہم اس محفل میں اس کی مذمت کرتے ہیں۔

میں یہ عرض کروں گا کہ زکوٰۃ کے مسئلے پر اخبارات میں بیان آئے ہیں اور ہم اپنے دوستوں سے یہ توقع کرتے ہیں کہ جو کچھ میں کہوں اسے ہی چھاپیں اپنی طرف سے کچھ نہ چھاپیں۔ میں ایک مرتبہ سندھ کی کابینہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اگر کسی کو بھی اس محفل میں میری وجہ سے تکلیف پہنچی ہو تو میں ایک بار پھر معذرت چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

## جعفریہ کونسل قم ایران سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد۔ ۱۱)

میرے لئے یہ بات خوشی اور مسرت کا باعث ہے کہ اس وقت میں آپ برادران عزیز، فضلاء اور طلباء کرام کی خدمت میں حاضر ہوں جو نکات آپ نے اٹھائے ہیں ان میں جہاں تک دوسری تنظیموں اور طلباء کے ساتھ برتاؤ کا سوال ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہم جب کوئی تنظیم بناتے ہیں تو اس طرح میدان میں آنا چاہیے کہ جو تنظیمیں موجود ہیں وہ تنظیمیں ہمیں اپنا مدد اور معاون سمجھ لیں نہ کہ اپنا دشمن۔ اگر ایک تنظیم نے ہمیں اپنا مدد و معاون سمجھ لیا تو طبعی طور پر وہ مخالفت نہیں کریں گے اور اگر باہدف افراد ہیں تو وہ ساتھ بھی دیں گے لیکن اگر ہم یوں میدان میں آئے کہ دوسری تنظیم والوں کو یہ احساس ہو کہ یہ تو ہمیں ختم کرنے کے لئے آئے ہیں یہ ہمارے دشمن ہیں تو طبعی بات ہے کہ وہ مخالفت کریں گے جس کے نتیجے میں تصادم ہو گا اور تصادم کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اپنے مقصد سے پیچھے رہ جائیں اور آپ بھی اپنے مقصد سے پیچھے رہ جائیں اس لئے میں آپ برادران عزیز اور علماء کرام سے یہ خواہش کروں گا کہ جتنی بھی تنظیمیں ہیں آپ ان سے ایسے روابط رکھیں کہ وہ کم از کم آپ کو دشمن نہ سمجھیں۔

تنگ نظری نقصان دہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کشادہ دلی سے کام لیں اور دوسروں کو برداشت کریں جس طرح آپ توقع رکھتے ہیں کہ دوسرے آپ کو برداشت کریں تو آپ بھی دوسروں کو برداشت کریں دیکھیں خداوند متعال نے کفار کو برداشت کیا ہے حالانکہ

وہ اس کی ذات کے منکر ہیں اور اس کے دین کے مخالف ہیں خدا کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ان کو ختم کر دے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت اسلام کی خاطر جیسا کہ آقا صاحب نے فرمایا کہ منافقین کو بھی رکھ لیا تھا اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ توقع رکھیں کہ دوسری تنظیمیں ہمیں تسلیم کریں تو ہمیں بھی انہیں تسلیم کرنا چاہیے اور انہیں برداشت کرنا چاہیے۔ تنگ نظری کا کوئی فائدہ نہیں ہم میں کشادہ دلی ہونی چاہیے۔ دوسرا جب آپ خود فرماتے ہیں کہ تحریک پوری قوم کی تنظیم ہے اور وہ کسی خاص صنف اور گروہ کے ساتھ مختص نہیں ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے بھی یا تو آپ کے عضو ہیں یا حامی و مددگار ہیں۔ اگر ایک تنظیم کے ساتھ آپ کو کوئی اختلاف ہے تو ایک اختلاف سلیقہ ای ہوتا ہے اور ایک نظریاتی اختلاف ہوتا ہے فرض کریں کہ آپ کسی تنظیم کے ساتھ نظریاتی اختلاف رکھتے ہیں تو نظریات کو ہمیشہ نظریات کے ذریعے یا تو اثبات کیا جاتا ہے یا ان کی نفی کی جاتی ہے اور زور و تشدد کے ذریعے آج تک کوئی تنظیم دبی نہیں البتہ جب تک وہ دباؤ اور زور رہے گا وہ چیز دبی رہے گی لیکن جب آپ اس زور و دباؤ کو ختم کریں گے وہ پھر دوبارہ ابھر آئے گی اس لئے میں آپ کو کبھی بھی یہ مشورہ نہیں دوں گا کہ اگر آپ کسی تنظیم کے ساتھ نظریاتی اختلاف رکھتے ہیں تو اس بناء پر اس کے ساتھ تصادم کا طریقہ اختیار کریں آپ کو تشدد کرنا زیب نہیں دیتا۔ ٹھیک ہے آپ کا تنظیم کے حوالے سے ان سے نظریاتی اختلاف ہے اس کے علاوہ آپ جب آپس میں بیٹھیں تو محبت، احترام اور عزت کے ساتھ پیش آئیں اور اس کے علاوہ اگر اس قسم کی کوئی بات چھیڑ دی جائے تو اس کو بھی اخوت اور اسلامی حدود کے اندر کھلے دل کے ساتھ اور کشادہ دلی کے ساتھ سن لیں اور پھر دلیل کے ساتھ آپ انہیں اپنی بات پیش کریں لیکن خدا نخواستہ تصادم ہو جائے یا بد مزگی پیدا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام کے لئے بھی صحیح نہیں اور یہاں حوزہ کے

حالات کے لئے بھی صحیح نہیں اور پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے اثرات صرف یہاں تک محدود نہیں ہوتے بلکہ وہاں پاکستان میں بھی فوری طور پر ان کے اثرات پھیل جاتے ہیں تو جتنی بھی تنظیمیں ہیں آپ کو ان کے ساتھ اس طریقے سے روابط رکھنے ہوں گے کہ کسی قسم کی بدحرگی اور تصادم پیدا نہ ہو جائے یعنی آپ کی طرف سے زیادہ سے زیادہ محبت اور خلوص کا مظاہرہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی بات ہو جائے تو آپ صرف دلیل سے بات کریں یہاں تک کہ آپ کوشش کریں کہ جس کا بھی آپ نام لیں چاہے جس کا بھی ہو احترام کے ساتھ لیں حتیٰ کہ یہ بھی نہ ہو کہ بعض افراد یہ خیال کریں فلاں تنظیم کا نام انہوں نے مثلاً اچھے طریقے سے نہیں لیا آپ ان کا نام بھی اچھے انداز میں لیں۔ انبیاء علیہم السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کا شیوہ بھی اور ہمارے لئے ان کی سنت بھی یہی ہے۔

امام صادق \* کا شاگرد کون ہے؟

آپ نے سنا ہوگا کہ مفصل (جو حضرت امام جعفر صادق \* کا خاص شاگرد تھے) جن کی کتاب کا نام توحید مفصل ہے وہ ایک لائف ہب کے ساتھ بحث کرتے وقت اس کے ساتھ غصے ہو گئے۔ تھوڑا سا سخت لہجہ اختیار کیا تو اس نے فوراً کہہ دیا کہ بابا تم کیوں ایسا کرتے ہو آپ کے استاد امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تو ہمارے اچھے خاصے مباحثے ہوتے ہیں ہم ان سے جتنی بھی سختی کریں وہ سوائے محبت، دلیل اور برہان کے کبھی غصے نہیں ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ امام صادق علیہ السلام کے شاگرد نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آپ کو چاہیے کہ اپنے آپ ان چیزوں کا بہت زیادہ پابند رکھیں یعنی کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جو اخلاق اسلامی کی حدود سے باہر ہو طلبہ کے ساتھ آپ اچھے روابط رکھیں میں بھی کہتا ہوں اور آپ بھی کہتے ہیں کہ ہم طلبہ کے قریب نہیں ہیں ٹھیک ہے کہ



امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے لیکن جس طرح ایک باپ اپنے بچے کا ولی اور سرپرست ہوتا ہے تحریک تو اس طرح طلباء کی ولی نہیں ہے الحمد للہ یہاں تو شورائے سرپرستی بھی ہے اس کے علاوہ دیگر ادارے بھی ہیں اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو اسے قانونی طریقہ سے حل کریں طلبہ کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور کوشش کریں کہ ان کے مسائل کو حل کریں ابھی خدا نخواستہ اگر ہم طلبہ سے یہی انتظار رکھیں کہ ہمارا کوئی جلسہ جلوس اور کوئی پروگرام ہو تو وہ اس میں شرکت کریں لیکن اگر ان میں سے کسی بے چارے کا اقامت کا مسئلہ ہو یا کسی دوسرے کے گھر کا مسئلہ ہو یا درس کا مسئلہ ہو یا دوسری مشکلات ہوں تو اگر آپ ان کو حل نہیں کریں گے تو طبعی بات ہے کہ وہ کل آپ کے پروگراموں میں شرکت نہیں کریں گے اس لئے آپ خود کوشش کریں کہ طلبہ کو جو مسائل ہیں آپ ان کے حل کے لئے کوشش کریں اگر حل ہو گئے تو بہت اچھے اور اگر حل نہ بھی ہو سکے تو کم از کم آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بابا ہم بھی آپ کی طرح طالب علم ہیں اور جتنی ہماری استطاعت تھی اس کے مطابق ہم نے آپ کے لئے کام کیا ہے لیکن خدا نخواستہ تعدد تک نوبت پہنچ جائے اور لڑائی جھگڑا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اس لئے کہ اس سے خود آپ کے لئے اور تحریک کے لئے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں دفتر کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے اگر میں نے مناسب سمجھا تو آقائے ابراہیمی کے ساتھ اس موضوع پر بات کروں گا اور نہ صرف ہم بلکہ پوری قوم آپ سے یہ توقع رکھتی ہے کہ آپ اخلاق اسلامی کے پابند رہیں اور درس و تدریس میں مشغول رہیں ہم خود طلبہ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے طلبہ تعلیمی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے کمزور ہو رہے ہیں اور پاکستان میں ہمارے لئے یہ بہت بڑا نقصان ہوگا کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارے طلبہ درس و تدریس اور اخلاق کے لحاظ سے ممتاز اور نمایاں ہوں اگر خدا نخواستہ

ہمارے طلباء اور فضلاء ایسے نہ ہوں تو بعض اوقات حکم شرعی صحیح نہ جاننے کی وجہ سے بعض اشتباہات کے مرتکب ہوتے ہیں اسی طرح اگر اخلاق اسلامی بھی نہ ہو جیسا کہ میں ابھی کہہ رہا تھا کہ ہم جو کچھ اس دنیا میں کرتے ہیں یہی ہمارے اعمال آخرت میں مجسم ہوتے ہیں یہ ہمارا عقیدہ ہے اب ہم جو کچھ بھی کریں گے آپ یقین کریں جب آپ معاشرے میں جائیں گے تو یہی سب کچھ معاشرے میں آپ کے سامنے مجسم ہوگا۔

ایک حدیث -

احادیث میں بھی ہے کہ جو طالب علم طالب علمی کے زمانے میں بدعمل اور بد اخلاق ہو تو خداوند متعال اسے جلا کرے گا اور بعض روایات میں ہے کہ اسے دیہات کا ملا قرار دے گا دوسری طرف اگر آپ نے کوشش کی اور تقویٰ اختیار کیا خلوص کے ساتھ عمل کیا تو جب آپ معاشرے میں جائیں گے تو اس کا اچھا اثر آپ کو ملے گا۔ اگر آپ نے اس راہ میں زحمت برداشت کی ہے تو آپ کو اس زحمت کا صلہ ملے گا اگر آپ نے تمام وقت فضول گزار دیا جلے جلوس کئے ایک دوسرے کے خلاف پمفلٹ بازی کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب آپ معاشرے میں آئیں گے تو سوائے بدبختی اور ہلاکت کے کچھ نہیں ملے گا آپ نے دیکھا کہ کئی طلبہ بیچارے نجف میں نہ جانے کتنے سال رہے لیکن آج وہ جلا ہیں۔

شہیدؒ کی ایک خواہش -

آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ خوب محنت سے درس پڑھیں اور حصول تعلیم کے لئے خوب کوشش کریں اس کے علاوہ جعفریہ کونسل کے حوالے سے ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس وقت ہو جیسا کہ کل آپ نے اپنی تقریر میں بھی ان چیزوں کی طرف اشارہ کیا واقعا ہم سمجھتے ہیں کہ قلم کے

میدان میں ہم پاکستان میں بہت پیچھے ہیں فضلاء تو ہمارے پاس بہت ہیں لیکن اہل قلم نہیں ہیں اگر طلباء یہاں پر مقالہ نویسی وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کر لیں یا بعض کتابیں کہ جو قصائد، زکوٰۃ یا حدود وغیرہ کے لحاظ سے ضروری سمجھی جاتی ہیں اور یہاں پر اس وقت کے مسائل کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے اس سلسلے میں بھی آپ کوشش کریں۔ اس قسم کی کتابیں یا ان کے تراجم کریں یا فقہ جعفریہ کے حوالے سے کوئی اور بنیادی کام کیا جائے۔ کیونکہ ہم تو دوسرے مسائل میں مبتلا ہیں۔ آپ کا تو معمول ہی یہی ہے آپ یہاں ان چیزوں پر کام کریں مثال کے طور پر فقہ جعفریہ میں ہم سکوں پر یا جو آج کل نوٹ وغیرہ ہیں، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں سمجھتے ان چیزوں پر تحقیق کریں اور اگر ہمارے علماء نے اس پر کچھ کام کیا ہے تو ان کو جمع کریں یا پھر جو اقتصادی مسائل درپیش ہیں مگر یہ اسی وقت ہے کہ جب یہ چیزیں آپ کے درس میں غل نہ ہوں۔ اگر ان چیزوں کا آپ کو موقع ملے البتہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے لئے الحمد للہ لائبریریاں بھی موجود ہیں کتابیں بھی موجود ہیں فضلاء بھی موجود ہیں جو سہولتیں آپ کو یہاں فراہم ہیں وہ سہولتیں وہاں فراہم نہیں ہیں اگر آپ یہ کام کر لیں تو جعفریہ کونسل کی جانب سے علی حوالے سے یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ طلبہ کا اقامہ نہیں ہے آج ہماری میٹنگ تھی جس میں ہم نے یہ طے کیا ہے کہ شورائے سرپرستی طلاب غیر ایرانی کے ساتھ جب ہماری میٹنگ ہوگی تو ہم اس مسئلے کو اٹھائیں گے کہ کس حد تک ہم اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ کن کن طلبہ کے اقامے نہیں ہیں اور کیوں نہیں ہیں اور کوئی ایسا طریقہ وضع کیا جائے کہ ان کو اقامے وغیرہ مل جائیں اور ان کے شہریئے بن جائیں۔

سوال.....

جواب..... نہیں آپ اپنے اعتراضات اور جو مسائل و مشکلات ہیں ہمیں دیں یہ جو

آپ نے سوال کیا ہے کہ سندھ کی کابینہ کے مستعفی ہونے کے کیا ملل و اسباب ہیں اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ سیاست میں نہیں آنا چاہیے ہم نے کہہ دیا کہ سیاست تو ایسا مسئلہ ہے جس (کی اہمیت) کو بچہ بھی جانتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو سیاست میں آنا ہے تو یہ مروجہ سیاست، انتخابی سیاست (نہ کریں) اس پر بھی ہم نے کہا کہ دونوں طرح کی سیاست کو مد نظر رکھنا پڑے گا مثلاً انتخابات میں حصہ لینے سے ہمیں کتنے نقصانات ہیں اور کتنا فائدہ ہے اور نہ لینے سے بھی کتنا نقصان ہے اور کتنے فوائد، دونوں چیزوں کو ہمیں مد نظر رکھنا پڑے گا تو اس حوالے سے ہم نے ایک کمیٹی بنائی اس کمیٹی کو میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ دونوں طرح سے جائزہ لیں کہ اس کے کیا فوائد اور نقصانات ہیں اس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سیاست میں تحریک کے پلیٹ فارم سے حصہ لے دوسرے یہ کہ نام وغیرہ تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں نام بھی یہی ہوگا۔ انتخابات جو آج شاید سندھ میں اور بلوچستان میں اور پنجاب اسمبلی میں میرا خیال ہے کہ کل ہوں گے چونکہ یہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہیں تو اس میں تحریک کا پلیٹ فارم استعمال کرنا غیر ضروری اور لغو ہے البتہ ہم ان افراد کی تائید کریں گے جو شیعوں کے مفاد کے لئے مفید ہوں، ضد سامراج ہوں، فرقہ واریت سے بالاتر ہوں ایسے افراد کو کامیاب بنانے کے لئے بھی تحریک کا پلیٹ فارم اور نام استعمال کئے بغیر ہم لوگ کوشش کریں گے۔

منشور کے بارے میں غلط مشہور کیا گیا ہے یہ سب غلط افواہیں اور جھوٹ ہے سوائے کذب کے اور کچھ نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طریقہ سے لوگوں کو تحریک سے دور کر دیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی اور مقصد نہیں۔ منشور اپنی جگہ پر باقی ہے کچھ علماء کے اس پر اعتراضات تھے اور ہم نے کہہ دیا کہ یہ حرف آخر نہیں ہے کسی کو اگر کوئی اعتراض ہے تو وہ ہمیں دے دیں ہم اسے دیکھیں گے کہ اگر

ان کا وہ اعتراض صحیح ہے تو ہم اس میں ترمیم کریں گے اگر ان کا وہ اعتراض صحیح نہیں ہے تو انہیں یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور اس کے لئے ابھی ۱۸ تاریخ کو لاہور میں میٹنگ تھی چونکہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے میں نہیں جاسکا۔ سید ساجد علی شاہ کے ساتھ فون پر میں نے بات کی تھی اس کمیٹی کے ایجنڈے میں سے ایک نکتہ منشور کا مسئلہ تھا میں نے ان سے یہ کہہ دیا کہ جو بھی سپریم کونسل کے علماء ہیں اگر انہیں منشور پر کوئی اعتراض ہے وہ ہمیں لکھ کر بھیج دیں ہم نے جو کمیٹی بنائی ہے وہ اس پر غور کرے گی۔

باقی رہا تم سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کے مستقبل کا فیصلہ۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے لئے تو کوئی مشکل نہیں ہے لیکن طلباء کے لئے مشکل ہے وہ اس لئے کہ فرض کریں کہ میں چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے اندر جو دیہات ہیں جہاں پر لوگ ان پڑھ ہیں اور جہاں شیعوں کے نکاح بھی سنی عالم پڑھتے ہیں اگر ان کا کوئی آدمی مرجائے تو ان پر نماز بھی سنی عالم پڑھتے ہیں میں تو چاہتا ہوں کہ اگر طالب علم تم سے فارغ ہوا ہے تو میں اس کو وہاں بھیجوں لیکن وہ طالب علم کہتا ہے کہ (فرض کریں) مجھے آپ پشاور یا کراچی میں جگہ دیں تو فرما اگر میں وہاں جگہ نہیں دے سکتا اور جہاں پر ہم ضرورت کا احساس کرتے ہیں وہاں وہ تیار نہیں ہے اور کہتا ہے کہ وہاں دیہات ہے مثلاً لیٹرین اور فلش سسٹم نہیں ہے پانی نہیں ہے یہ ہے، وہ ہے تو مسئلہ ان کی طرف سے ہے ہماری طرف سے نہیں ہے۔ اگر واقعا کوئی طالب علم ایسا ہو کہ جو اپنی سہولت کو پیش نظر نہ رکھے بلکہ تبلیغ دین کو مد نظر رکھے تو ایسی جگہیں ہمارے پاس بہت ہیں۔ اس وقت تبلیغ دین کی ضرورت ہے اگرچہ مادی اور ظاہری لحاظ سے تو ان کو تکلیف ہوگی چیروں کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے مثلاً دوسرے مدارس ان کو دو ہزار روپے دیئے جاتے ہیں تو ہم بلوچستان وغیرہ کے علاقوں میں کام کرنے والوں کو تین ہزار روپے دیں گے لیکن یہ کہ جو

وہاں دیہات ہیں ، پائپ میں پانی نہیں ہے تو شاید آپ کو لوٹا استعمال کرنا ہوگا ، البتہ ہم کسی نہ کسی طرح لیٹرین بھی بنوادیں گے پھر بھی بعض مشکلات تو وہاں پیش آئیں گی تو اگر طلباء قبول کرتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر کچھ کام کیا جائے پاکستان میں آج کل کئی طلباء اس طریقے سے کام کر رہے ہیں مستقبل میں ہم مبلغین سے استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اب تو سید جواد بھی آئے ہیں ہم ان کے ذمہ لگائیں گے کہ وہ طلباء کو وہاں بلانے سے پہلے خود پروگرام مرتب کریں اور رابطہ قائم کر کے آپ کو اطلاع دے دیں ۔

اللہم صلّ علی محمد و آل محمد

## دورہ ایران کے بعد قائد شہید ” کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بزرگان اور احباب کا مجمع ہے بابرکت محفل ہے تمام علماء کی پر صحت اور پر غلوس باتیں ہم نے سن لی ہیں اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ سے توفیق کے خواہاں ہیں۔ چونکہ زوال کا وقت ہونے کو ہے اس لئے زیادہ حرام نہیں ہوتا تقریباً پچاس دن کے دورے کے بعد ملک میں واپس آیا ہوں اگرچہ جو واقعات ہوئے ہیں ٹیلیفون کے ذریعے ہمیں ان کے بارے میں معلومات ملتی رہی ہیں لیکن پھر بھی آپ کی نسبت شاید ہماری معلومات محدود ہوں۔ اگرچہ مجھے پہلے بھی اس بات کا احساس تھا لیکن اس دورے میں مجھے شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ جمہوری اسلامی ایران، لبنان اور شام میں جو شخصیات ہمارے ساتھ ملیں خواہ وہ علمی اور فقہی شخصیات تھیں یا انقلاب اسلامی ایران اور انقلاب اسلامی افغانستان کے بزرگ علماء و مسئولین تھے یا فلسطینی لبنانی مجاہدین اور حزب اللہ کی شخصیات اور مسئولین تھے ان سب کی ملاقات میں ہمیں یہ احساس ہوا کہ تشکیلات اور خصوصاً تحریک (تنظیم) کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ جب تک آپ پاکستان سے باہر نہیں جاتے شاید آپ کو پاکستان میں رہتے ہوئے اس تحریک کی اہمیت و عظمت کا اندازہ نہ ہو آپ باہر جائیں اور عالم اسلام کی شخصیات کے ساتھ آپ کی نشست ہو تو آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ پاکستان میں عالم اسلام اور شیعوں کے حوالے سے اپنے سیاسی یا دینی مسائل کو حل کرنے کے لئے آپ کے پاس کوئی مضبوط تنظیم اور تشکیلات ہیں یا نہیں؟ میں نے احساس کیا کہ اگر کوئی شخص تحریک کا مخالف بھی ہو تو وہاں پر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہماری تشکیلات نہیں ہیں بلکہ وہ بھی یہی کہے گا کہ ہمارے ہاں ایک ملک گیر تنظیم ہے کہ جس کا نام تحریک ہے جو

اسلام ، عالم تشیع اور سیاست کے حوالے سے ہماری ترجمانی کر رہی ہے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے جیسا کہ ہمارے بھائیوں نے بار بار تذکرہ دیا ہے کہ جب تک ہم مضبوط نہیں ہوں گے ، طاقتور نہیں ہوں گے اور جب تک ہم اپنی قوت کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو ہمارے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے میں یہ عرض کروں گا کہ طاقت کا مظاہرہ کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں جن کے ذریعے طاقت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کا ایک بہترین طریقہ ایک منظم اور مضبوط تنظیم ہے جس قوم کی منظم ، مضبوط اور وسیع قسم کی تنظیم اور تشکیلات ہوں اور ان کا آپس میں ارتباط ہو تو اس پر لوگ حساس ہوتے ہیں اور پھر ان کے مسائل جلدی حل ہو جاتے ہیں اس لحاظ سے میں اپنے بھائیوں سے خصوصاً علماء اور آئمہ جمعہ و جماعات سے یہ عرض کروں گا کہ آپ بھی اپنے علاقوں میں لوگوں کو تحریک کی طرف متوجہ فرمائیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف میرے ساتھ مربوط ہے نہ میرے ذہن کے ساتھ اور نہ میرے عمل کے ساتھ۔ یہ پوری شیعہ قوم کے وقار کا مسئلہ ہے اس لئے آپ اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو تحریک کی طرف متوجہ فرمائیں اگر تحریک میں کوئی خامی ہو ، یقیناً خامیاں ہیں یا اس وجہ سے کہ میں اور میرے اکثر رفقاء نے زندگی کا بیشتر حصہ مدارس میں گزارا ہے۔ اگر کوئی اشتہاء ہوا ہو تو یہ خیانت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دوسرے بھائیوں میں ناچنگی کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلطی یا کمزوری مشاہدہ کریں تو آپ جس شخص کے ساتھ مربوط ہوں مخلصانہ اور برادرانہ طور پر اسے تذکرہ دیں تاکہ ہم لوگ اپنی ان کمزوریوں کو دور کر سکیں نہ یہ کہ ہم کہیں کہ ایک کام ہونا چاہیے ہو سکتا ہے وہ ٹھیک ہو یا ہو سکتا ہے کہ وہ غلط ہو۔ آپ مثلاً ایک قرار داد پاس کریں اور کھلے مجمع میں ان کے خلاف بات کریں اور ان لوگوں کو مایوس کریں میرے خیال میں آپ اس قدم سے مجھے یا تحریک کو مایوس نہیں کریں گے بلکہ اس سے آپ شیعوں کو مایوس کریں گے۔ اس وقت مسئلہ



شیعوں کا ہے مجھے جیسے ہزاروں لاکھوں نڈا ہوں تشیع پر۔ اس وقت تشیع کا مسئلہ اہم ہے ہمارے جیسے ہزاروں موجود ہیں اور موجود ہوتے رہیں گے لیکن تشیع کے وقار اور تشخص کا مسئلہ اہم ہے۔ آیا میں یہاں بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کروں تو میں یہ کس کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس لئے میں عاجزانہ طور پر علماء اعلام سے خصوصی طور پر اور قومی زعماء سے عمومی طور پر گزارش کروں گا کہ اگر آپ تحریک میں کوئی کمزوری دیکھیں تو اسے برادرانہ اور مخلصانہ طور پر اخلاق اسلامی کے ساتھ ہمیں گوش گزار فرمائیں، تذکر دیں تا کہ ہم اسے رفع کریں نہ یہ کہ آپ اس کی سرعام تشہیر کریں اور اگر ہم کہہ بھی دیں کہ ایسا نہیں ہے تو پھر بھی آپ اس پر اصرار کرتے رہیں اور لوگوں میں غلط افواہیں پھیلاتے رہیں یہ خدمت اسلام نہیں ہے۔

صرف وہ کام کریں جو شرعاً جائز ہو۔

دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ خصوصاً میں اپنے جوانوں کی خدمت میں عرض کروں گا وہ یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ ہم جو قدم بھی اٹھائیں وہ اللہ کے لئے ہو اور جو کام بھی کریں پہلے یہ دیکھیں کہ کیا کام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا شیعہ قوم کی مصلحت اس قدم اٹھانے میں ہے یا نہیں؟ ہمیں پہلے یہ سوچنا چاہیے جیسا کہ قبلہ صاحب نے بھی آیت شریفہ پڑھی ” اِنْ صَلَاتِيْ وَنُفْسِيْ وَمَخِيَّاتِيْ وَمَعْلٰتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ “ یا جتنی بھی چیزیں ہوں ہمارے تعلقات اگر کسی کے ساتھ کشیدہ ہوں یا کسی سے محبت کرتے ہوں یا کسی کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں یہ سب کا سب خدا کی خاطر اور لِلّٰهِ رب العالمین کے لئے ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو نوجوانوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ علماء ہی یہ تشخیص دے سکتے ہیں کہ آیا اس کام سے خدا راضی ہے یا نہیں یا واقعا یہ قدم شرعی نقطہ نظر سے اٹھانا صحیح ہے یا نہیں اور کیا یہ مصلحت تشیع میں ہے یا

نہیں؟ یقیناً وہ جوان جو تازہ میدان میں آتے ہیں ان کی نسبت وہ علماء کہ جنہوں نے اپنی پوری عمر قرآن، تفاسیر اور احادیث اہل بیتؑ میں گزاری ہے وہ بہتر اور زیادہ جانتے ہیں لہذا ضروری ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو علماء سے مشورہ کرنا چاہیے یعنی ہماری قوم کی قیادت صحیح معنوں میں علماء کے ہاتھ میں ہونی چاہیے اگر ایک جگہ پر ایک عالم دین یہ شخص دے کہ یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تو فوراً نوجوان غصے میں آکر یہ نہ کہہ دیں کہ مثلاً معاذ اللہ یہ شخص ضد انقلاب ہے اور یہ ایسا ہے دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کے کلمات کہنے سے ولایت کا رشتہ کٹ سکتا ہے۔ جب ہم خود کہتے ہیں کہ ”الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ“ تو پھر ہمیں بڑی احتیاط سے کام کرنا چاہیے ہمیں علماء کے پیچھے چلنا چاہیے نہ کہ ان کے آگے۔ اگر ہم علماء کے آگے چلے تو اس میں ہلاکت کا خطرہ ہے۔

نوجوان ملت کے دست و بازو ہیں۔

تیسری بات جو میں علماء کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے یہ جوان ہمارے دست و بازو ہیں جب ہم لبنان گئے تو وہاں ہم پر واضح ہو گیا کہ آج روس اور امریکہ جیسی بڑی طاقتوں کو بچا رہ کرنے والے بھی لبنانی جوان ہیں وہاں جوان ہی ہیں کہ جنہوں نے اسرائیل کو ذلیل و خوار کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہاں اس وقت جوان ہی خون دے رہے ہیں اور جوانوں نے ہی اسرائیل کو اپنی سر زمین سے نکالا ہے آج اگر عالم تشیع اور عالم اسلام کا نام روشن ہے تو ان جوانوں کی ہمت سے ہے۔ خدا نخواستہ اگر ان جوانوں میں کوئی کمزوری ہے تو اس کا علاج یہ نہیں کہ ہم اہل علم ان کے خلاف بیانات دیں اور خصوصی و عمومی محافل میں ان کی کردار کشی کریں۔ اگر ان نوجوانوں کی آج ہم کردار کشی کریں گے تو کل میدان میں انہی کو تو آتا ہو گا پھر ہم کیسے ان سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ میدان

میں آئیں اور اسلام کے لئے کام کریں۔ خدا کے لئے ان نوجوانوں کی کردار کشی نہ کریں۔ علماء ان جوانوں کے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اگر ایک بچہ غلطی کرتا ہے تو باپ اس کو تنبیہ کرتا ہے لیکن اپنا دست شفقت ہمیشہ اس کے سر پر رکھتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اسے گھر سے ہی نکال دیتا ہے۔ میں علماء اعلام کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جوان آپ کے دست و بازو ہیں اگر کل آپ نے پاکستان میں عزت و مقام حاصل کیا ہے اور آئندہ بھی چاہتے ہیں کہ عزت و وقار کے ساتھ رہیں تو ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ انہی نوجوانوں کے ذریعے ہمیں یہ عزت و وقار مل سکتا ہے۔ میں اہل علم نہ مورچے میں جا کر لڑ سکتا ہوں نہ جلوس میں جا سکتا ہوں نہ سینہ زنی کر سکتا ہوں نہ مثلاً اگر کوئی گولی آتی ہے تو اس کے لئے سینا تان سکتا ہوں۔ میں تو صرف منبر پر بیٹھ کر بات کر سکتا ہوں، محراب میں عبادت کر سکتا ہوں یا اپنے قلم کے ذریعے حقائق اسلام کو بیان کر سکتا ہوں لیکن میں جو بھی اسلامی فکر دوں گا اس پر عمل کرنے والے یہی نوجوان ہیں اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہی جوان میدان عمل میں آئیں گے۔ اگر آج ہم خود ان جوانوں کو میدان سے نکال دیں گے تو ہماری فکر جتنی بھی بلند ہو اور پاکستان میں ایک معاشرے کے قیام کے سلسلے میں ہم جتنے بھی مخلص کیوں نہ ہوں ہم تنہا یہ کام نہیں کر سکتے جیسا کہ قبلہ صاحب نے فرمایا کہ ایک آدمی جتنا بھی بزرگ بھی ہو وہ چاہے بونٹی سینا ہی کیوں نہ ہو، افلاطون ہی کیوں نہ ہو وہ تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عوام اور خصوصاً یہ جوان علماء کا ساتھ نہ دیں تو علماء اعلام تنہا دین مبین اسلام کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے اس لئے میں علماء اعلام کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر جوان غلطی کریں تو آپ ان کی اصلاح فرمائیں اور ہمیشہ اپنا دست شفقت ان کے سر پر رکھیں۔

## ہم آہنگی کی ضرورت۔

چوتھا مسئلہ جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ اب تک ہم نے ایک دوسرے پر بدگمانی اختلاف اور ایک غیر مطمئن سی فضا اور ماحول میں زندگی گزارنے کا تجربہ کیا ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ اس کے کتنے تلخ نتائج اور تلخ ثمرات سامنے آئے ہیں اب آپ اس کے بعد ذرا آپس میں صلح و صفائی اور اخوت و اخلاص کے ساتھ زندہ رہنے کا بھی تجربہ کریں۔ جس طرح کہ قبلہ صاحب نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ تنظیمیں دو یا چار یا اس سے زیادہ ہوں لیکن جب سب کا ہدف و مقصد ایک ہو تو اس مقصد کے حصول کی خاطر آپس میں صلح و صفائی اور ہم آہنگی کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنی چاہیے اور اس کا بھی تجربہ کرنا چاہیے۔

## مشکلات کا حل..... اتفاق و اتحاد

محترم علماء اعلام! ہم ایران میں بزرگان یا دوسری تحریکوں کے لیڈروں کے ساتھ ملے یا لبنان میں مختلف شخصیات سے ملاقات ہوئی تو ایک بات ہم نے ہر جگہ سنی اور وہ یہ تھی کہ اے مسلمانان پاکستان اور اے شیعیمان حیدر کرار! اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان سے استعمار و سامراج نکل جائے اور ایک حقیقی اسلامی نظام قائم ہو جائے تو پھر تمہیں شیعہ سنی جھگڑوں سے بالاتر ہو کر اسلام کے لئے کام کرنا ہو گا جب تک آپ مل کر کام نہیں کریں گے اس وقت تک تم پر یہ سوشلزم، قومیت یا دوسرے مغربی اور مشرقی نظام مسلط رہیں گے اس لئے ضروری ہے کہ تم خالص اسلام کے لئے کام کرو انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں پاکستان کے شیعوں کی مشکلات کا علم ہے اور ہم سے کوئی بات مخفی نہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آج جس طریقے سے مسئلہ آگے بڑھ رہا ہے استعمار و سامراج تشیع سے خطرے کا

احساس کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے لئے وہ اس سے زیادہ مشکلات کھڑی کر دے۔ لیکن ہم جو تمہیں کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اے شیعیان حیدر کرار! اے علماء اعلام شیعہ پاکستان! اگر تم ان سب مشکلات کا مقابلہ کر سکتے ہو تو صرف اور صرف وحدت و اتحاد کے ساتھ۔ آپ پاکستان کے علماء چاہے جس لباس میں ہوں جو بھی سوچ رکھتے ہوں خواہ ملک کے لباس میں ہو یا ذاکر کے لباس میں 'مدرس ہوں امام جمعہ و امام جماعت ہوں سب کے سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں اور دشمن کے خلاف متحد ہو جائیں اگر آپ متحد نہیں ہوتے تو نہ صرف آپ ان مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ کہہ رہے تھے کہ خدا نخواستہ آپ کو اور خطرات بھی درپیش آسکتے ہیں۔

نوجوانوں کی حفاظت سب کی ذمہ داری ہے۔

پانچواں اور آخری مسئلہ جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ (جس طرح ہمارے برادر محترم تصور نقوی جنہوں نے اسلام اور تشیع کے نام پر جو تکالیف اور شکنجے برداشت کئے خدا انہیں ان کے بدلے جزائے خیر دے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور انہیں اور بھی استقامت عنایت فرمائے اور جو دوسرا بھائی جیل میں ہے اسے بھی استقامت عطا فرمائے) وہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہر جگہ پر خواہ ایرانی انقلاب ہو یا لبنان ہو، استعمار کو بہت تلخ تجربہ ہوا ہے اور اسے جو سخت ضرب لگی ہے وہ سب وہاں کے نوجوانوں کے ہاتھوں لگی ہے لہذا استعمار کی سازش ہے کہ کسی طرح ان نوجوانوں سے انتقام لے اب ہر جگہ وہ کسی نہ کسی بہانے کی تلاش میں ہے اب ہو سکتا ہے کہ اگر اسے کوئی اور بہانہ نہ ملے تو وہ ان پر جموئے مقدمات بنا کر انہیں ان میں پھنسا دے اور ان کے ذریعے انہیں ذرائع دھمکائے تاکہ ان کے شکنجوں کی خبریں جب دوسرے نوجوانوں

تک پہنچیں اور جب ان کو پتہ چلے کہ ممکن ہے کل ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو تو وہ خود بخود میدان سے نکل جائیں۔ اب ہم اس صورت حال میں کیا کریں؟ یہاں علماء اعلام کا وظیفہ اور ان کی ذمہ داری کیا ہے؟ جس طرح میں کہتا ہوں کہ یہ جوان ہمارے دست و بازو ہیں اور جس طرح خود اس وقت آئی۔ ایس۔ او کے جو صدر ہیں خداوند متعال ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ علماء کے لشکر ہیں تو ان کی حفاظت ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے ہمیں ان کی حفاظت کرنی چاہیے اگر میں اہل منبر یا اہل محراب یا اہل قلم ہوں تو جس انداز سے ہو سکے مجھے اور آپ کو ان جوانوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ حکومت کے ہمارے بارے میں بہت غلط عزائم ہیں اور وہ ہم سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں کہ پتہ نہیں شیعوں کے لئے کیا کر رہے ہیں حالانکہ ہم نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ہماری تحریک کے جتنے بھی کام ہیں وہ کھلم کھلا ہیں ہماری یہی پالیسی ہے کہ شیعہ قوم کے جو حقوق و مسائل ہیں چاہے وہ عزاداری سے مربوط ہوں یا تعلیمی میدان میں ہوں یا دیگر مسائل ہوں ہمیں ان مسائل کے حل کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً انک میں عزاداری کے سلسلے میں ہمارے بے گناہ افراد کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے اور جنہوں نے ہمارے گھروں، دوکانوں، مساجد اور امامبارگاہوں کو جلایا تھا وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے اسی طرح شاہ اللہ دتہ میں بھی ہمارے بھائیوں کو گرفتار کیا گیا جبکہ دوسری طرف والوں کو کسی نے پوچھا تک نہیں کہ انہوں نے کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ ملتان میں بھی ہمارے شیعوں کی املاک کو جلادیا گیا اور ابھی تک ان کے عوض ایک پیسہ نہیں دیا گیا اسی طرح دوسری جگہوں پر جو مسائل کھڑے ہوئے ہیں ہم ان مسائل کے لئے جو کچھ کرتے ہیں وہ سب کھلم کھلا کرتے ہیں۔

## دہشت گردی کی مذمت -

ہم تحریب کاری، ظلم و تشدد اور خون خرابے پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمارے علماء ان معاملات میں اس قدر احتیاط کرتے ہیں کہ اپنے حقوق کے لئے اگر ظاہری طور پر کوئی احتجاجی جلوس ہو تو اس میں بھی احتیاط کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں کہیں ہمارے اپنے جوانوں کا خون بہہ جائے۔ جب ہم اتنی احتیاط کرتے ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ ہم ان دھماکوں اور دیگر ایسی چیزوں میں ملوث ہوں جو ہم پر غلط الزام لگایا جا رہا ہے۔ جو بھی دھماکہ ہو چاہے وہ مذہبی جلسے میں ہو یا سیاسی جلسے میں بازار میں ہو یا کسی اور جگہ پر ہم نے ہمیشہ ان کی مذمت کی ہے اور ہم اب بھی ان کی مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی تمام فعالیت آپ کے سامنے ہے انہوں نے بہت سی جھوٹی باتیں ہم سے منسوب کر رکھی ہیں لیکن آج تک وہ انہیں ثابت نہیں کر سکے آج بھی جو دھماکے وہ ہمارے جوانوں کی گردن پر ڈال رہے ہیں یہ سب الزامات ہیں حکومت جو اصل مجرم ہیں ان تک نہیں پہنچ سکی لہذا خواہ مخواہ ہمارے بے گناہ جوانوں کو اذیت دے رہے ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ ظاہر میں کرتے ہیں ہمارا اس طرح کا کوئی پروگرام نہیں اگر وہ ثابت کر دیں تو ہم سب چیزوں سے دست بردار ہو جائیں گے لیکن ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی ہمیں ان دھماکوں کے بارے میں کوئی علم ہے ہمیں اپنے جوانوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کی جیلوں کے بارے میں ہمیں پتا یا گیا ہے۔ اگر حکومت ان دھماکوں کے اصل مجرموں کی تلاش میں ہے اور ان تک پہنچنا چاہتی ہے تو پھر صحیح طور پر جو قانونی راستہ ہے وہ اختیار کرے اور ہمارے بے گناہ نو جوانوں کو ہراساں نہ کرے۔ میں اپنے بھائیوں سے صبر و تحمل کی درخواست کرتا ہوں کہ اس قسم کے مسائل آتے رہتے ہیں ہمیں اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے اور ہمارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں ہمیں کسی قسم

کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ ہم مجرم نہیں ہیں لہذا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔ چونکہ اذانیں ہو رہی ہیں زیادہ مزاحم نہیں ہوتا اگرچہ ہم چاہتے تھے کہ وہاں جن بزرگان اور شخصیات سے ہماری ملاقاتیں ہوئی ہیں ان کے بارے میں ہم آپ کو بتاتے ہمارے وفد کے دوسرے محترم بزرگ رہنما حاضر ہیں وہ آپ کو ان کے بارے میں بتاتے رہیں گے میں صرف ایک بات عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی ہے کہ کس طرح ہمیں آپس میں محبت سے رہنا ہے اور اپنی صفوں میں اتحاد برقرار کرنا ہے۔

### جوانوں سے ایک اپیل -

جوانوں سے ایک بار پھر میں یہی اپیل کروں گا کہ وہ علماء کے پیچھے چلیں اور کبھی علماء کی توہین نہ کریں اور ہم تو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے جوان اس قدر بے تربیت نہیں ہیں کہ علماء کی توہین کریں۔ اب یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی اس قسم کا آدمی پیدا ہو جائے تو پھر ہم سمجھتے ہیں یہ صرف علماء کی توہین نہیں ہے بلکہ یہ پورے عالم اسلام کی توہین ہے اور اس کے نتیجے میں ولایت (اہل بیت) کا رشتہ منقطع ہو سکتا ہے لہذا ضروری ہے کہ آپ جوان علماء کا احترام کریں ان کی عزت کریں اور ہمیشہ ان کے پیچھے چلیں اور انشاء اللہ ہم نے جو سفر اللہ کی طرف شروع کر رکھا ہے وہ ان علماء کی رہبری میں ہی جاری رہے گا اور اس راہ میں جو رکاوٹیں اور مسائل پیدا ہوں گے انشاء اللہ ان رکاوٹوں کو روندتے ہوئے خدا کی طرف ہم اپنے اس سفر کو جاری رکھیں۔

آخر میں میں آپ سب علماء اعلام اور بزرگان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ہم نے آپ کو زحمت دی۔ خداوند متعال ہمیں اور آپ کو اپنے اپنے فرائض سے آگاہ کرے اور پھر ان پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ



کوئٹہ میں تحریک کے سالانہ اجلاس (۸۸ء) سے قائد شہید

کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ خَاتَمِ  
النَّبِیِّیْنَ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّحِطِیْنَ الطَّلَعِیْنَ الْهَدَاةِ الْمُهَدِیْنَ وَاللُّغْنَةُ  
الذَّائِمَةُ عَلٰی اَعْدَائِهِمْ اَعْدَاءِ الدِّیْنِ وَبَعْدُ فَقَدْ قَالَ الْکَرِیْمُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ  
الرَّجِیْمِ ۝ قُلْ اِنَّمَا اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَنٰی وَفِرَادٰی (سہ-۴۶)

سب سے پہلے میں آپ برادران عزیز کا جو دور دراز علاقوں سے سفر کی  
صعوتیں برداشت کرتے ہوئے اس تنظیمی اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے  
ہیں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر صوبہ بلوچستان کے غیور  
فرزندوں اور بالخصوص صوبہ بلوچستان کے صدر اور ان کی کابینہ اور دیگر رفقاء ان  
سب کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تحریک کے سالانہ اجلاس  
کے لئے جو کوششیں کیں اور جو کچھ ان کے لئے ممکن تھا انہوں نے انتظامات کئے  
ہم ان کے احساسات و جذبات کا شکریہ ادا کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ میں تقریر  
نہیں کرنا چاہتا صرف کچھ تذکرات دینا چاہتا ہوں۔ اب ہمارے سامنے دو مسئلے ہیں۔  
پہلا مسئلہ :

ایک مسئلہ یہ ہے کہ تحریک نے اپنے لئے راستہ بنالیا ہے عوام کے دلوں میں  
بھی تحریک نے جگہ پیدا کر لی ہے اور دوسری تنظیموں نے بھی تحریک کو قبول کیا  
ہے اور دوسرے جو برادران (اہل سنت) ہیں یا حکومت ہے انہوں نے بھی تحریک  
کو تسلیم کیا ہے۔ یہ آپ کو اس وقت پتہ چلے گا جب آپ اسی پاکستان میں ذرا  
گھومیں اور جو دوست ہیں ان سے آپ گفتگو کریں جو آپ کے حمایتی ہیں ان کی

توقعات پاکستان میں آپ سے وابستہ ہیں اور آپ کے مخالفین ہیں وہ بھی سب سے زیادہ پراپیگنڈہ آپ کے خلاف کر رہے ہیں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ موافقین نے بھی آپ کی تحریک کو تسلیم کیا ہے اور مخالفین نے بھی۔ اسی طرح ملک سے باہر بھی یہی حال ہے میں اس طرف نہیں جاتا۔

دوسرا مسئلہ :

دوسرا مسئلہ ہے تنظیم کے حوالے سے۔ ہم جب تحریک کو تنظیم کے آئینے میں دیکھتے ہیں ابھی آپ کی یہ جو دو نشستیں ہوئی ہیں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تنظیمی لحاظ سے تحریک کو جس قدر آگے بڑھنا چاہیے تھا کیا وہ اس قدر آگے بڑھ گئی ہے یا نہیں بلکہ تنظیمی لحاظ سے تحریک نے ابھی تک وہ کامیابی حاصل نہیں کی جو اسے حاصل کرنا چاہیے تھی آپ کل کی رپورٹوں سے اندازہ لگا سکتے ہیں میں ایک اور بات بھی عرض کروں کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے چند دن پہلے اسلام آباد میں میٹنگ تھی اس میں وہ اس پر بات کرنا چاہتے تھے کہ کنونشن کہاں ہونا چاہیے میں نے انہیں کہہ دیا کہ کنونشن نہیں ہونا چاہیے کہا کیوں؟ تو میں نے کہا کہ اس لئے ہمارے احباب نے تنظیمی حوالے سے تو پاکستان میں کوئی کام نہیں کیا ہے اور پھر جب کوئی تنظیمی کام پڑ جاتا ہے تو کوئی ادھر کی بات کرتا ہے کوئی ادھر کی۔ ہم بھی ان کی ترجمانی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں اس ضلع میں گیا ہوں اور اس تحصیل میں گیا ہوں مجھے پتہ ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ چلو کوشش کرتے ہیں بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو بھی یہاں سے فرض کریں اگر ہم نہ کہیں کہ جھوٹ بولتے ہیں تو کم از کم اخلاقی لحاظ سے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ کنونشن نہیں ہونا چاہیے بعض احباب اس بات کے سلسلے میں آراء دیتے ہیں اگر ہم اس قسم کے کنونشن کریں گے اس قسم اجتماعات کریں گے

اور وہاں پر رپورٹ پیش کرنا پڑتی ہے تو وہ مجبور ہو جائیں گے کہ کچھ کام کریں اور اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کروں کہ ہم ایک دوسرے کے حوالے سے اور ایک دوسرے سے شرم کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ پیش کریں گے لیکن ہم صرف ان لوگوں کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں جو کنونشن میں شرکت کرنے والے ہیں بلکہ ہم پورے پاکستان کی عوام کے سامنے جوابدہ ہیں ان کے علاوہ وہ لوگ جو کنونشن میں آئے ہیں ان کے سامنے تو ہم کچھ پیش کر دیں گے لیکن ہم عوام کے سامنے کیا کریں گے خدا، رسولؐ اور امام زمانہؑ سے کیا چیز چھپا سکتے ہیں ہمیں تو خدا کے لئے بھی کچھ کرنا چاہیے اگر ہم پر کچھ شرعی ذمہ داری ہے تو شرعی ذمہ داری کے علاوہ بھی ہمیں کچھ کام کرنا ہوگا۔ ہمیں ماننا چاہیے کہ تنظیم کے حوالے سے ہم سست ہیں سب سے پہلے میں خود ہوں اس کے بعد پھر مرکزی کابینہ پر اعتراض کرنا چاہیے صوبائی صدور اور صوبائی کابینہ اور اسی طرح آگے کے درجوں پر، عوام کا کوئی قصور نہیں ہے بخدا وہ اس قدر مخلص ہیں اس قدر وہ لوگ آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کو چاہیے کہ انہیں کام کرنے کے سلسلے میں کچھ رہنمائی دیں میں خود جب تحریک میں ان جوانوں کو دیکھتا ہوں میں نام نہیں لوں گا کہ وہ کس قدر خلوص کے ساتھ بغیر کسی لالچ اور بغیر کسی طمع کے کام کرتے ہیں کہ مجھے خود شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ جوان جنہیں کوئی توقع نہیں ہے یہاں تک کہ یہ توقع نہیں رکھتے کہ انہیں کوئی شاباش کہے لیکن ہم سستی سے کام کر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ چھوڑ دیں یہ کام۔ کیوں اپنے آپ کو بھی زحمت میں ڈالتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں ایک جملہ کہہ کر خود بھی رہا ہو جائیں اور دوسروں کو بھی رہا کر دیں۔ اعتراف کر لیں کہ ہم نے کام نہیں کیا۔ ہم سے سستی ہوئی ہے۔ ہم اپنے آپ کو دھوکا نہ دیں۔ اگر ہم کارکنوں کے سامنے اعتراف کریں کہ جس طرح ہمیں کام کرنا چاہیے ہم نہیں کر رہے تو وہ ہمارا گریباں پکڑ سکتے ہیں کہ آخر

پھر تمہیں کس لئے منتخب کیا گیا ہے؟ ہم نے تم پر اعتماد کیا ہے۔ تمہیں کام کرنا

ہے۔

غلطیوں کا اعتراف کرنے والا افضل ہے۔

برادران عزیز! یہ حدیث رسول عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اولاد آدمؑ معصومین کے سوا سب خطا کار ہیں۔ سب سے غلطیاں ہوتی ہیں لیکن سب سے افضل وہ ہے جو اپنے گناہوں کا اقرار کرے۔ ہم سے اگر تنظیم کے حوالے سے غلطیاں ہوتی ہیں تو ہمیں ماننا چاہیے نہ کہ ہم اپنی غلطیوں پر اصرار کریں۔

سستی کس لئے؟

برادران عزیز! حالات سازگار ہیں لوگ آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ شرائط موجود ہیں۔ پھر یہ سستی کس لئے ہے۔ اِنَّمَا اَعْمَلُكُمْ بَوَاحِدَةٍ اَسْ رَسُوْلٍ اَنْ لَّوْكَوْنَ سَہْدَہٖ وَتَجَعْلَہٗ فِیْ مِیْثَاقِہِمْ اَیْکَیْکَیْ مَوْعِظَہٗ کَرِہَہٗ اَیْکَیْکَیْ نَصِیْحَہٗ کَرِہَہٗ اَنْ تَقُوْلُوْا لِلّٰہِ "قیام کرد خدا کے لئے اٹھ جاؤ خدا کے لئے مٹنی و فَنُؤَدِیْ" دودھ شکل میں، انفرادی صورت میں، تنہی شکل میں، گردپ کی صورت میں کام کرد خدا کے لئے۔

حالات کا جائزہ لے لیں آپ کے ملک میں جو باطل قوتیں ہیں یا جن کی پشت پناہی باطل قوتیں کر رہی ہیں یا مثلاً بین الاقوامی سطح پر اسلام، قرآن اور اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کس قدر شب و روز کام کر رہے ہیں لیکن ہم اور آپ غافل ہیں۔ تقریر میرا مقصد نہیں تھا کچھ تذکرات ہیں میں آپ افراد سے خواہش کرتا ہوں کہ آپ کی تنظیم کے کچھ اصول ہیں۔ آپ کی تحریک ایک تنظیم ہے۔ اس تنظیم کا ایک دستور ہے۔ اگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تحریک ایک

تنظیم ہے تو پھر اس کے اصولوں کی پابندی کریں۔ آپ فعالیت کریں۔ تنظیمی اصولوں کو مد نظر رکھیں۔ دستور کی حدود کے اندر رہ کر کام کریں۔

اس کے کچھ مراحل ہیں ان مراحل کا خیال رکھا جائے۔ مثلاً فرض کریں صوبے ہیں صوبوں میں صدور ہیں تو اب اگر ہم بغیر مرحلہ وار کام کریں گے تو اس کے نتیجے میں وہ تنظیم تنظیم نہیں رہے گی۔ جو مراتب و مراحل ہیں ان کا خیال رکھیں اور خصوصاً میں علماء اعلام کی خدمت میں عرض کروں گا۔ وہ علمائے اعلام جو اس وقت تنظیم کے ساتھ مربوط ہیں۔ سپریم کونسل کے حوالے سے ہوں یا مرکزی کونسل کے حوالے سے یا مثلاً مقامی یا صوبائی جعفریہ کونسل کے حوالے سے، ان کی خدمت میں عرض کروں گا آقائے عزیز! آپ بذات خود اپنے کام میں نظم و ضبط پیدا کریں لیکن اپنے آپ کو محدود نہ کریں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ بیک وقت تنظیم کے ایک عہدیدار ہیں صدر ہیں جنرل سیکریٹری ہیں۔ ساتھ ساتھ آپ عالم دین بھی ہیں اگر عالم دین ہیں تو عالم دین کو ایک تنظیم میں اپنے آپ کو محدود نہیں کر لینا چاہیے۔ یعنی آپ کی تنظیم میں جو افراد کام نہیں کر رہے ان کے ساتھ بھی آپ کے روابط ہونے چاہئیں۔ آپ اپنی زندگی میں نظم و نسق ضرور رکھیں۔ امیر المومنینؑ جس طرح اپنے کام نظم کے ساتھ کرتے تھے۔ علماء کے لئے بھی ایسے ہی ہے لیکن علماء ساتھ ساتھ اپنے آپ کو محدود نہ کریں۔ لوگ آپ کو تنظیم کا فرد سمجھ کر آپ سے دور نہ بھاگیں۔ آپ کو عالم دین سمجھ کر آپ پر اعتماد کریں۔ آپ مہربان ہیں آپ پدر مشفق ہیں۔ آپ نے سب کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا ہے۔

شخصیت پرستی سے دور رہیں۔

دوسرا مسئلہ نفروں کا ہے۔ میں جہاں بھی جاتا ہوں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

ہمارا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہمارا نام ہوتا ہے۔ آپ ایسے نعرے لگائیں کہ تحریک نفاذ فقہ

جعفریہ کا پیغام اس میں دیں۔ آپ کا مشن آپ کی نظروں میں ہونا چاہیے۔ آپ کی تقریر میں کسی صاحب کی تعریف نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی تقریر میں آپ کا نقطہ نظر ہونا چاہیے، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تحریک میں بھی شخصیت پرستی ہے۔

اتحاد و اتفاق ..... وقت کی اہم ضرورت۔

تحریک میں جتنے بھی کارکن ہیں ان کو آپس میں ہم آہنگ ہونا چاہیے اور پھر جو دوسری تنظیمیں ہیں خصوصاً جو آپ کی ہم فکر ہیں۔ آئی۔ او۔ ہے، آئی۔ ایس۔ او۔ ہے۔ جمعیت طلبہ جعفریہ ہو یا سندھ کی حد تک اصغر یہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ہے یا دوسری، آپ کا ان کے ساتھ بھی رویہ برادرانہ ہونا چاہیے، نہ کہ مخالفانہ دوسری تنظیم والے یہ محسوس نہ کریں کہ تحریک والے ہمیں میدان میں سے نکالنا چاہتے ہیں بلکہ وہ یہ خیال کریں کہ یہ ہمارے محمدیہ محاذ ہیں یہ ہمارے مددگار ہیں کیونکہ مقصد ہمارا ایک ہے تو آپس میں ہم آہنگی ہونا چاہیے۔ برادرانہ تعلقات ہونا چاہئیں مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو ہماری تنظیمیں کہتی ہیں کہ یہ نظریاتی تنظیمیں ہیں ہم مذہبی تنظیمیں ہیں جس طرح ان کے درمیان ہم آہنگی ہونی چاہیے۔ تعلقات ہونا چاہئیں وہ نہیں ہیں یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ میں ان افراد کو مثلاً جو بعض اوقات کہتے ہو؟ بڑا دکھ پہنچتا ہے میں نے خود چند باتیں سن لی ہیں۔ جن سے مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس وقت مسلمانوں کے اندر ایک گروپ پیدا ہوا ہے جو دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے آیا یہ بات غلط ہے یا نہیں؟ آیا ان پر ہم یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ تنگ نظر ہیں اگر آپ کی تنظیموں میں بھی بعض افراد ایسے پیدا ہو گئے جو اپنے علاوہ کسی دوسرے کو تسلیم نہ کریں تو یہ ان کے ہم سفر ہو گئے اور یہ بھی تنگ نظر ہو گئے۔ میں ابھی بات کر رہا تھا کہ جمہوری اسلامی ایران خصوصاً مقام معظم رہبری نے بار بار تاکید کی ہے اور

کہا ہے کہ وہاں کے شیعوں کو یہ پیغام دے دو کہ آپس میں متحد و متفق ہو جائیں۔  
 تنگ نظری کو چھوڑ دیں ایک دوسرے کو تسلیم کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر آپ  
 کو ملکی مسائل عزیز ہیں تو پھر یہ گروہ بندی کس لئے یہ تنگ نظری کس لئے؟ یہ  
 ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کس لئے؟ اور اس محاذ آرائی کا فائدہ کس کو پہنچ  
 رہا ہے؟ کیا آپ کی اس تنگ نظری سے کارکنوں میں ناامیدی سی پیدا نہیں ہو  
 رہی ہے۔ آپ مسائل کو محسوس کریں۔ کراچی کے اندر نہ دیکھیں کراچی کے  
 مسائل کو کراچی کے اندر محدود نہ سمجھیں سندھ کے مسائل کو سندھ کی حد تک نہ  
 دیکھیں۔ سرحد کے مسائل کو یا پنجاب کے مسائل کو ان صوبوں کی حد تک نہ  
 دیکھیں۔ پورے ملک کی صورتحال کو مد نظر رکھ کر آپ دیکھیں کہ آیا آپ نے جو  
 قدم اٹھایا ہے یہ اسلام کے لئے معزز ہے یا مفید؟ البتہ ماشاء اللہ آپ کہہ رہے ہیں  
 لیکن عملاً ثابت کریں میں یہ بات کروں اور آپ ماشاء اللہ کہیں لیکن عمل میں  
 کہیں بھی ایسے نہ ہوں آپ بھی ایسے نہ ہوں تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہے؟

چوتھا تذکر۔ اتحاد کا مسئلہ ہے مختلف جگہوں پر جب ہم جاتے ہیں تو ہم سے  
 سوال کیا جاتا ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ہماری پالیسی یہ ہے آپ کو  
 خوب علم ہے کہ ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء کو بھکر میں جب ہم نے یہ ذمہ داری اٹھائی ۱۱  
 فروری کو جب ہم لاہور آئے تو ۱۲ فروری سے ہم نے اتحاد کے لئے کام شروع کیا  
 تھا۔ ابھی ہم یہ کہتے ہیں کہ شیعوں کے مفاد میں یہ ہے کہ یہ دھڑہ بندی ختم ہو۔  
 ایک پلیٹ فارم ہو لیکن میں آپ سے خواہش کروں گا کہ آپ کسی قسم کا ایسا لفظ  
 جو آپ کی شان کے مطابق نہ ہو استعمال نہ کریں۔ مجھے ابھی صبح ایک خط دیا گیا اور  
 بتایا گیا اور چار دن پہلے سندھ سے مجھے فون بھی آیا تھا اور انہوں نے بھی مجھے کہا  
 تھا اس خط کو تحریک نے منتشر کیا ہے۔ جھوٹا اور من گھڑت ہے۔ اس پر میرے بھی  
 دستخط ہیں آقائے ساجد کے بھی دستخط ہیں اور ہماری تحریک کا پیڑ بھی استعمال ہوا

ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ یہ تو بہت آسان سی بات ہے۔ آج کل کے دور میں ایسا سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس میں انہوں نے ہمارے حوالے سے بات کی ہے کہ ہم نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ سیاسی فعالیت میں کروں گا اور دینی قیادت، شیعوں کے لئے، شیعوں کے مسائل کے لئے، فقہ جعفریہ کے لئے فریق جانی کام کرے گا اور میں اس کے بعد قیادت سے مستعفی ہوں اور میرا اس سے کوئی کام نہ ہوگا۔ اس قدر جھوٹ۔ جب ہم کہتے ہیں کہ سیاست مذہب سے جدا نہیں تو پھر کس طرح میں کہہ سکتا ہوں کہ سیاست میرے حوالے اور مذہب اس کے۔ یہ تو وہ آدمی کہتا ہے جو سیاست کو دین سے علیحدہ سمجھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے انہوں نے کہا کہ ہمارا جو فریق مقابل ہے وہ کتنی محدود سوچ رکھتا ہے۔ کہ نہ اسلامی اصولوں کے پابند ہیں نہ انسانی اقدار کے۔ اس قدر جھوٹ کا اندازہ لگائیں ایسے افراد کے ساتھ اتحاد ہو سکتا ہے؟ ہماری بات یہ ہے کہ یہ جھوٹا خط ہے من گھڑت ہے ان لوگوں نے اپنی طرف سے بتایا ہے اور میں انشاء اللہ ان سب کا جواب بھی لکھوں گا اور آپ کی خدمت میں انشاء اللہ پیش کریں گے۔ آپ خود جب اپنے علاقے میں جائیں تو یہ خط ان لوگوں نے سب جگہوں پر پوسٹ کیا ہے جب آپ سے کوئی پوچھے تو آپ کو پہلے سے آگاہ و آشنا ہونا چاہیے کہ یہ ایک سازش ہے، دھوکہ ہے جھوٹ ہے، تہمت ہے، فریب ہے اور یہ ان کی دلیل ہے کہ مثلاً انہوں نے یہ گھنیا کام کیا ہے۔

### عزاداری شہہ رگ حیات

پانچواں تذکرہ۔ عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترویج کا مسئلہ ہے میں آپ برادران عزیز کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس دنیا میں پانچ افراد یا پانچ زمانے ایسے ہوتے ہیں کہ کچھ چیزوں کو استعمال کرتے ہیں مثلاً عربوں نے



فلسطین کے مسئلے کو استعمال کیا اپنے اقتدار کے لئے۔ ہماری حکومت نے اسلام کو اقتدار کے لئے استعمال کیا ہے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کرتے ہیں تو اس حوالے سے کہ ہم شیعوں کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ ہم سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزاداری کو شعائر اللہ سمجھ کر افضل القربات سمجھ کر مدرسہ اسلامی سمجھ کر اور ایک نظریہ اسلام اور عقیدہ سمجھ کر اس کے فروغ کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں تو اس حوالے سے جب ہم عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی شہہ رگ حیات سمجھتے ہیں موت و حیات کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ آخرت کا مسئلہ سمجھتے ہیں تو پھر ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے میں جتنی بھی رکاوٹیں ہوں ان کا دور کرنا اور عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فروغ کے لئے اقدامات کرنا یہ ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً روٹوں کا مسئلہ ہے ہم تحریک کی طرف یہ واضح طور پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت کراچی ہو ذریعہ اسماعیل خان ہو یا دوسری جگہ جہاں پر آوازیں بلند کی جا رہی ہیں کہ روٹوں کو تبدیل کیا جائے۔ ہم واضح طور پر تحریک کی طرف سے اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کسی جگہ بھی روٹ کی تبدیلی کو صحیح نہیں سمجھتے۔ یہ روٹ ایک مذہبی اور پاکستان کے حوالے سے پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ہمارا شہری حق ہے اور ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ مثلاً ایک مرتبہ یہ مسئلہ یا بات ہوگئی تو اس کے حقیقی اثرات اور نتائج نہ میں سنجال سکتا ہوں اور نہ آپ۔ اس لئے آپ کو روٹوں کے حوالے سے بھی جہاں زیادہ مشکلات ہیں وہاں آپ کو کوشش کرنا چاہیے کہ روٹ بحال ہوں اور ان میں کسی قسم کا مسئلہ نہ ہو۔

علماء کی رہنمائی کی ضرورت۔

چھٹا مسئلہ۔ یہ ہے کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری تنظیمیں مذہبی ہیں تحریک

ہو یا دوسری ہوں تو پھر اگر ہم چاہتے ہیں کہ قیام ہمارا ایسا ہو تو واضح ہے کہ پھر ہمیں علماء کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ تحریک کے کارکنوں کو میں یہ تاکید کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ جہاں پر بھی ہوں علماء کے ساتھ اپنے آپ کو مربوط رکھیں۔ علماء کے لئے آپ وظیفہ متعین نہ کریں علماء خود اپنے وظیفہ کو معین کر سکتے ہیں نہ یہ کہ آپ ان کے لئے وظیفہ ترتیب دیں دوسرے کے لئے وظیفہ معین کرنا آسان ہے لیکن از خود اپنے وظیفہ پر عمل کرنا مشکل ہے۔

**شرعی حدود سے باہر نہ نکلیں۔**

دوسری بات یہ ہے کہ علماء کی بدگوئی نہ ہو۔ آپ کو اپنی جگہ پر تسلی ہو کہ آپ علماء کی بدگوئی نہیں کریں گے لیکن بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ تحریک والے ہر مسئلہ میں علماء کے ساتھ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ جہاں بھی ہوں جس عالم دین کا تذکرہ ہو آپ اچھے الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ کریں۔ یہی یہاں تک کہ اگر خصوصی مجالس میں آپ بیٹھے ہوں تو وہاں پر بھی آپ کوئی ایسا تذکرہ یا بات نہ کریں کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر میں یا آپ اپنی شرعی حدود سے نکل گئے تو پھر ذلیل ہو جائیں گے نظریہ ختم ہو جائے گا۔ دشمن کو ہم نہیں روک سکتے۔

**لوگوں کے مسائل حل کریں۔**

ساتواں مسئلہ۔ لوگوں کی مشکلات ہیں مسائل ہیں عزاداری کے حوالے سے ہو یا دوسرے مسائل ہوں متعدد قسم کی مشکلات ہیں آپ کو شش کریں کہ لوگوں کے مسائل کو حل کریں اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے اجتماعات میں شرکت کریں پروگراموں میں شرکت کریں آپ کو چندہ دیں تو متقابلاً وہ بھی آپ سے کچھ چاہتے ہیں کہ اگر ان کی مشکلات حل نہیں کریں گے تو پھر وہ کیسے آپ کے ساتھ

تعاون کریں گے لیکن آخر میں وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس نے میں آپ سے یہ خواہش کروں گا کہ صوبائی سطح پر ہو ضلعی سطح پر ہو تحصیل کی سطح پر ہو لوگوں کے جو بھی مسائل ہیں ان کی طرف توجہ دیں۔ اپنے کام کے ساتھ ساتھ ان کی مشکلات کو حل کریں۔ کونسل میں ہمارے جو برادران اسیر ہیں ان کے لئے جدوجہد نہیں کریں گے ان کی احوال پر سی نہیں کریں گے اگر ان کے گھر والوں کی خبر گیری نہیں کریں گے تو مثلاً مبینہ دہشت گرد یا پانچ مبینہ کے بعد وہ آزاد ہوں گے تو آخر کار وہ کیا خیال کریں گے۔ کیا آئندہ تحریک کے لئے یا آپ کے ساتھ وہ کسی قسم کی کمک کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ آپ اس کو اپنی ذمہ داری سمجھیں اور ان لوگوں کا خیال رکھیں اس کا نتیجہ چاہے جو بھی ہو اگر کچھ بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم آپ نے اپنے وظیفہ پر عمل کیا ہے۔

اصلاح نفس کی ضرورت۔

آٹھواں مسئلہ۔ ایک اور مسئلہ تربیت کا۔ میں نے عام طور پر اشارہ کیا کہ ہماری تنظیموں کے اندر اختلافات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عدم تربیت کی وجہ سے نفسانیت کی وجہ سے ہم تربیت کے محتاج ہیں۔ خود سازی کے محتاج ہیں۔ جب تک ہم زندہ ہیں ہمارے بدن میں روح موجود ہے ہمارا اس نفس کے ساتھ مبارزہ ہے۔ ہم اس جہاد اکبر میں مصروف ہیں۔ جب تک انسان حالت جنگ میں ہے تو اس کو اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں کو اپنے محاذ کو مضبوط کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ لہذا تزکیہ نفس، اصلاح نفس یہ ایک معمولی چیز نہیں ہے کم چیز نہیں ہے۔ اس کی طرف توجہ دیں اور اس کے لئے آپ تربیتی ورکشاپ قائم کریں مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میں مہدی ہاشمی کا انٹرویو پڑھ رہا تھا اس کے الفاظ میں پڑھ رہا تھا اس کے الفاظ تھے کہ میں اس قدر کام میں سرگرم تھا کہ میں اپنے آپ کو بھول چکا تھا میں متوجہ

نہیں تھا کہ میں اپنے آپ کو بھول گیا ہوں اور مجھے پتہ ہی نہ تھا خدا نخواستہ میں اور آپ اس طرح نہ ہو جائیں اور کل ہم نے اتنا مصروف دن گزارا ہے مثلاً ڈیڑھ بجے تک ہم مصروف رہے کہ یہ سبھی کچھ کام خوشنودی خدا کے لئے ہو میں واقفاً رات کو اتنا کام کروں کہ خدا نخواستہ صبح کی نماز بھی نہ پڑھ سکوں یہاں تک کہ کام میں مصروف ہوں کہ نماز صبح میں نہ پڑھ سکا تو کیا پڑھوں گا قضاء پڑھوں گا اس طرح پھر قضاء بجلاؤں۔ نفس اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ مجھے دہاں سے واپس آنا مشکل ہو جائے اس لئے میں آپ احباب سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ آپ تربیت اور اصلاح کی طرف توجہ دیں اور یہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے بعض احباب پروگرام کرتے ہیں لیکن خود اس میں شرکت نہیں کرتے یعنی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور ان دروس میں شرکت نہیں کرتے۔ حالانکہ میں بار بار کہتا ہوں کہ علماء کرام اور مجتہدین بھی تربیت کے محتاج ہیں جب مجتہدین محتاج ہیں تو میں اور آپ سب کہاں پر ہیں۔ اسی طرح جب ہم دیکھیں گے کہ کچھ افراد ہیں جو اسلام کے لئے کام کر رہے ہیں تو پھر ہم خود بھی ان افراد سے اخلاق اسلامی کے ساتھ ملیں گے اور خود بھی ہم اپنی اصلاح کریں گے تربیت کریں گے تو ہمارے لئے مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔

بلند و بانگ دعوے نہ کریں۔

میں گزارش کروں گا کہ بلند و بالا قسم کے دعوے نہ کریں بلند بات نہ کریں اتنی بات کریں کہ جس پر عمل کر سکتے ہوں اگر ہم بلند و بالا باتیں کریں گے اور پھر ہم ان کو پورا نہ کر سکیں تو لوگ ہم سے مایوس ہو جائیں گے۔ اب مثلاً خط کے ذریعے لکھیں گے کہ آپ نے کل یہ کرنا تھا یہ وعدہ کیا تھا کیوں اسے پورا نہیں کیا۔ ہمیں ہر وقت پریشان کریں گے شرمندہ کریں گے یا اس وقت میں کچھ نہ کہوں۔

آپ اتنی بات کر دیجتنی بات پر عمل کر سکتے ہو۔ آپ اپنے امکانات کو دیکھیں اپنے افراد کو دیکھیں اپنی استعداد کو دیکھیں اور پھر بات کریں۔

خلوص۔

دسواں خلوص کا مسئلہ ہے۔ عزیزان من! بخدا جب میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ شب و روز کام کر رہے ہیں کسی حد تک میں بھی کام کر رہا ہوں تو پھر مجھے خیال آتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ خدا کے لیے ہو تو پھر تو کوئی بات نہیں اگر خدا خواستہ ہماری اور آپ کی جدوجہد اللہ کی خاطر نہ ہو ذاتی مفادات کے لئے ذاتی اغراض کے لئے ہو تو میں کہتا ہوں کہ میری اور آپ کی بیوقوفی اور بد بختی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ مجھے ریم آتا ہے آپ پر اور اپنے آپ پر۔ کوشش کریں کہ ہمارے اور آپ کے کام خدا کے لئے ہوں اگر خدا کے لئے ہوں گے تو پھر لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کا لڑائی جھگڑا کہ اس کو نکالوں گا کو نکالو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم اپنے ہدف میں واضح نہیں ہیں۔ اللہ کے لئے کام کریں یہ بار بار میں کہتا ہوں کہ تربیت کے حوالے سے آقائے مطہریؑ نے بھی جو کتاب لکھی ہے اس میں بھی یہ قصہ موجود ہے کہ ایک بزرگ مورخ اور محدث عالم دین مرجاتے ہیں تو کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو مجھ سے مثلاً یہ سوالات کئے گئے کہ اس وقت کے لئے آپ اپنے ساتھ کیا لائے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے تقریریں کی ہیں کہا ٹھیک ہے میں نے لوگوں کو دین کی باتیں بتائی ہیں کہا سب ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کہ آپ کا مقصد کیا تھا؟ کیا آپ کا مقصد یہ تھا کہ دین خدا کی ترویج ہو جائے یا آپ چاہتے تھے کہ آپ کی ترویج ہو؟ اگر لوگ کہتے ہیں کہ تحریک کے حوالے سے

نہ ہو آئی۔ او کے حوالے سے نہ ہو، جمعیت طلباء کے حوالے سے نہ ہو تو یہ ہے تنقید۔ اگر آپ لوگوں میں پلک نہیں ہے کہ تنقید نہ کی جائے تو یہ ہے بت پرستی۔ آپ کو پاکستان میں وسیع انٹروی کو مد نظر رکھنا ہوگا تا کہ یہاں کے شیعوں کے مسائل حل ہوں۔ یہاں کے مسلمانوں کے مسائل حل ہوں۔ فرق نہیں کہ آئی۔ ایس۔ او کے حوالے سے ہو، آئی۔ او کے حوالے سے ہو، تحریک کے حوالے سے ہو یا جمعیت علماء اسلام کے حوالے سے ہو یا جمعیت طلباء کے حوالے سے ہو یا اصغر یہ کے حوالے سے ہو جس کے حوالے سے بھی ہو کام ہو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ علماء کے حوالے سے بھی جب میں چند باتیں پوچھتا ہوں مجھے بہت افسوس ہوتا ہے۔ میں اپنے آپ کو علماء کا ایک چھوٹا سا خادم سمجھتا ہوں لیکن علماء دین کی نظر وسیع ہونا چاہیے۔ اگر علماء تک نظر ہو جائیں کہ صرف تحریک کے حوالے سے کام ہو آئی۔ ایس۔ او یا آئی۔ او کے حوالے سے کام ہو تو پھر کام تباہ ہو جائے گا لہذا کوشش کریں کہ آپ کے کام میں خلوص ہو۔

برادر بزرگوار شیخ محسن علی نجفی نے جمود کی نشانیاں بیان کی ہیں کہ ایک نشانی مثلاً یہ ہے کہ چھوٹی باتوں کو اہمیت دے دیں اور اہم باتوں کو نظر انداز کر دیں۔ کیا جب ہم تنظیموں میں ان باتوں میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ عہدہ میرا ہونا چاہیے ان کا نہیں ہونا چاہیے۔ اس دفتر پر میرا قبضہ ہونا چاہیے ان کا نہیں ہونا چاہیے۔ تو یہ جمود کی کیفیت ہے یا نہیں ہے؟ ان چھوٹے مسائل میں اپنے آپ کو محدود کر کے اہم مسائل کو آپ بھول جاتے ہیں۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ جمود کا شکار ہیں۔ اگر آپ پر واضح ہے کہ فلاں مسئلے کو کھڑا کر کے ہمیں بنیادی مسائل سے غافل کر دیا گیا ہے اور جمود کا شکار کر دیا گیا ہے تو پھر اس طرح آپ بھی جمود کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے اس میدان میں مسئلہ کھڑا کیا۔ آپ نے اس میدان میں یہ مسئلہ کھڑا کیا اور اس کو اہمیت دی اور بنیادی کاموں سے اپنی تنظیموں کو روک دیا۔ اس

جود کی کیفیت کو توڑنا ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ دیکھو آقا صاحب ایک ہوتا ہے تنظیم اور تحریک میں کسی کو ایک مقام دینا، اور ایک ہوتا ہے کسی کو استعمال کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات ہمارا ہدف تحریک میں یہ ہوتا ہے کہ آپ نے دوسروں کو استعمال کرنا ہے۔ مثلاً ایک عالم کو ہال میں بلائے ہیں جلسے میں بٹھاتے ہیں جب آپ کا کام ہو جاتا ہے تو اس بچارے کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ یہ ہے استعمال کرنا۔ یعنی کام لیتے ہیں یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں لیکن کام کھل جاتے ہیں تو پھر ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ یہ ہے استعمال کرنا۔ البتہ آپ کو چاہیے کہ آپ لوگوں کو استعمال بھی کریں اور ساتھ ساتھ ان لوگوں کو اپنی تنظیم و تحریک میں مقام بھی دیں۔

### مال امام کے خرچ کرنے میں احتیاط۔

تیرھواں اخراجات کا مسئلہ ہے۔ میں تحریک، آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او سے یہ عرض کروں گا کہ جب آپ مال امام خرچ کرتے ہیں تو ذرا احتیاط سے خرچ کریں۔ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔ مجتہدین اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ خود امام مدظلہ العالی وہ اس مسئلے میں قطعاً سخت ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ مثلاً ادھر خرچ کریں ادھر خرچ کریں یہ صحیح نہیں ہے۔ بے دردی کے ساتھ، بے احتیاطی کے ساتھ خرچ نہ کریں۔ ٹیلی فون ہے کریں تو احتیاط کے ساتھ۔ اس کے ساتھ یہ چیزیں قوی امانت ہیں لہذا احتیاط کریں۔ ضروری بات کریں ٹیلی فون پر لمبی باتیں نہ کریں جب بات کرنی ہو تو اختصار کے ساتھ۔ اگر میں کراچی فون کرتا ہوں تو میں نے پوچھا کہ فلاں ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہے تو میں ان سے کراچی کے حالات پوچھنے شروع کر دوں یہ غلط ہے۔ ان باتوں کو مد نظر رکھیں۔ یہ چیزیں نقصان دہ ہیں جائز نہیں ہے اور جو مال خرچ کریں اس کا آڈٹ ضرور کروائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر آڈٹ نہیں

کردائیں گے تو اگر ہم مال صحیح جگہ پر بھی خرچ کیا ہے تو وہ لوگ جنہوں نے ہمیں مال دیا ہے وہ بدگمان ہوں گے لیکن اگر ہم نے خرچ کیا اور آڈٹ کر کے ان کو بتادیا تو وہ ہم پر اعتماد کریں گے اور ہمارے ساتھ پھر بھی تعاون کریں گے۔ اس مسئلہ کی طرف آپ کو متوجہ ہونا چاہیے۔ ساری تنظیموں، سارے لوگوں کو 'مال امام'، 'بیت المال کو خرچ کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔

چودھواں تذکرہ مخصوص ایام کے بارے میں ہے۔ ہفتہ ولایت یا ہفتہ وحدت یا مثلاً رسول معظمؐ یا اہل بیت علیہم السلام کے ایام ہائے ولادت و شہادت یا یوم مستضعفین یا یوم خواتین وغیرہ۔ ان پر آپ توجہ کریں اور دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر یا انفرادی طور پر ان ایام کو شایان شان طریقے سے منائیں اور خصوصاً یوم القدس اور یوم برأت از مشرکین کا مسئلہ اہم ہے۔ آپ متوجہ ہوں کہ یہ مسائل کتنے اہم ہیں۔

ایک اہم واقعہ:-

حجت الاسلام آقائے جوادی بھی ہمارے ساتھ موجود تھے۔ ہمارے استاد (آیت اللہ) آقائے حرم پناہی ہیں ان کو طلباء پہچانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں جب ہم گئے تو انہوں نے قصہ سنایا کہ گذشتہ سال سعودیہ میں جو واقعہ ہوا تھا اس میں بھی شریک تھا کہ انہوں نے کس طرح لوگوں کو مارا پینا کتنے افراد زخمی ہوئے یہ قصہ انہوں نے سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم رات کو تقریباً گیارہ بجے دفتر امام میں پہنچ گئے وہاں سب لوگ ناراحت اور پریشان تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا تو کسی کا خون بہہ رہا تھا۔ ان مایوس کن حالات میں سب حیران و پریشان تھے کسی کی بیوی نہیں آئی تھی تو کوئی عورت اپنے شوہر کی منتظر تھی۔ کوئی شہید ہو گیا تھا غرض سب ناراحتی اور پریشانی کے عالم میں تھے۔ آقائے حرم پناہی فرما رہے تھے کہ لوگ آہستہ



آہستہ وہاں جمع ہو رہے تھے۔ اتنے میں جامعہ مدرسین (قم میں بزرگ علماء کی تنظیم) کے ایک رکن جو ادب و اخلاق کے لحاظ سے ایک بہت بڑی شخصیت ہیں وہ تشریف لائے اور وہ جب آئے تو ان کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور انہوں نے اپنے عمامے سے اس کو باندھ رکھا تھا۔ وہ آئے اور بیٹھ گئے لیکن دوسروں کی نسبت وہ بڑے ہشاش بشاش تھے اور خوش تھے سب کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔ ہمارے استاد فرما رہے تھے کہ ہمارے لئے یہ سب باتیں خلاف معمول تھیں کیونکہ آج تک ہم نے انہیں ایسی حالت میں نہیں دیکھا تھا اور وہ بھی ایسے موقع پر۔ لہذا ہم نے پوچھا کہ بابا وقت اور حالات کیسے ہیں جبکہ آپ اس قدر خوش ہیں تو کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک بات کی وجہ سے خوش ہوں وہ یہ کہ ہم اور ہمارے دوسرے ساتھی (جو اہل عرفان و اہل علماء میں سے تھے ان کا انہوں نے حوالہ دیا) سال گذشتہ حج سے مشرف ہوئے تھے یعنی ۱۹۸۶ء میں وہ مشرف ہوئے تھے اور وہ جب حج سے واپس آئے تو انہوں نے ہمیں یہ قصہ سنایا کہ جس دن برأت از مشرکین تھا اور امام کے نمائندے نے جلوس نکالنے کا آرڈر دیا تھا مسلمان اس جلوس میں شرکت کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ تو اس وقت میں نے سوچا کہ یہ مردہ باد امریکہ اور مردہ باد اسرائیل کیا ہے؟ میں اس سے ہٹ کر دو رکعت نماز پڑھوں گا طواف کروں گا اور ثواب حاصل کروں گا۔ بہر حال اس نیت سے میں جلوس میں شریک نہیں ہوا۔ ہمارے استاد نے یہ فرمایا کہ انقلاب کے زمانے میں جلوس میں شرکت کرتا تھا لیکن انقلاب کے بعد میں نے سوچا کہ اب یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔ اس لئے میں شرکت نہیں کرتا تھا لیکن اب جب امام نے اعلان کیا کہ حج کے موقع پر یوم برأت از مشرکین کے حوالے سے جلوس نکالیں تو میں نے محسوس کیا کہ اب یہ وہی اسی طرح حج ادا کر رہے ہیں جس طرح رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھا لہذا میں اپنے لئے واجب سمجھتا تھا کہ اس قسم کے اجتماعات میں

شرکت کروں فہذا میں نے اس دن اس جلوس میں شرکت کی تو فرمایا کہ دوسری طرف اس عالم دین نے کہا کہ میں نے شرکت نہیں کی اور سوچا کہ میں جاتا ہوں حرم میں طواف کرتا ہوں۔ نماز پڑھنے کے بعد اور رکوع و سجود ختم ہوتے ہی خدا نے اس پر کرم کیا کہ ان کی ملاقات ایسی شخصیت سے ہوئی جو قلب عالم امکان ہیں وہ ان کی خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس جلوس میں شرکت کی ہے یا نہیں؟ تو کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں حرم گیا تھا اور وہاں عبادت کرتا رہا طواف کیا اور نماز پڑھی وغیرہ وغیرہ۔ تو انہوں نے کہا کہ آقا تم نے کیوں اس میں شرکت نہیں کی۔ میں خود اس میں شرکت کر کے آ رہا ہوں۔ یہ ایک عام آدمی کی بات نہیں ہے یہ ایک مجتہد کی بات ہے۔ ہمارے جو برادرانِ قم میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ پس اس سے ان ایام کی اہمیت کا اندازہ لگا لو خواہ وہ یوم القدس کا جلوس ہو خواہ وہ یومِ برأت از مشرکین ہو اگر خدا نے آپ کو توفیق دی اور آپ حج سے مشرف ہوئے تو آپ اگر واقعا چاہتے ہیں کہ حضرت ولی عصر صاحب الزمان علیہ السلام کو خوش کر لیں تو اس قسم کے پروگراموں میں ضرور شرکت کریں۔

خواتین کو نظر انداز نہ کریں۔

اب تھوڑی سی گفتگو شعبہ خواتین کے حوالے سے ہے ہم واقعا جب جاتے ہیں تو لوگ خواتین کے حوالے سے ہم سے سوال کرتے ہیں کہ تحریک نے خواتین کے لئے اب تک کیا کیا ہے۔ اب تک واقعا ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اب خدا کے لئے خواتین کے لئے کچھ کام کریں۔ آخر کب تک ہم شرمندگی اٹھائیں گے۔ یہ معاشرے کا نصف اور نصف سے بھی زیادہ حصہ ہے۔ ہم کیوں ان کو نظر انداز کرتے ہیں؟ ان کی تربیت کے لئے ان کی اسلامی اصلاح کے لئے ہمیں کام کرنا چاہیے۔

شعبہ خواتین کا کام کرنا چاہیے۔

پندرہواں تذکرہ۔ وہ ہیں شعبہ جات۔ ہم نے جو آئی۔ او کی مجلس نظارت کے حوالے سے میٹنگ کی تھی اس میٹنگ میں ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے بعد ہمارا اعلان آپ سب سن لیں تحریک کے ساتھ وابستہ جو بھی شعبہ ہوگا وہ اپنے ساتھ لفظ جعفریہ استعمال کرے گا۔ آئی۔ او والے لفظ امامیہ استعمال کریں گے۔ اگر کسی جگہ سے یہ بات ہمارے کانوں تک پہنچ گئی کہ مثلاً دستور کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے گا۔ شعبہ جات میں تحریک والے لفظ جعفریہ استعمال کریں گے اور امامیہ آرگنائزیشن والے لفظ امامیہ استعمال کریں گے۔ محبت و اخلاق کی ضرورت۔

سولہواں تذکرہ۔ آپ کا لوگوں کے ساتھ ملنے اور بات کرنے کا مسئلہ ہے۔ آپ ایک ایسے محبت بھرے کتب سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے دوسروں کو تبلیغ اور انہیں ادب سکھایا ہے اگر آپ کی زبان سے نازیبا الفاظ نکلتے ہیں آپ کے قلم سے نازیبا الفاظ لکھے جاتے ہیں تو یہ آپ کے مذہب پر حرف آتا ہے۔ میں تحریک کے کارکنان سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ جس کو بھی ملیں دشمن کے ساتھ ملیں یا دوست کے ساتھ ملیں ملنے والا اپنا ہو یا غیر ہو بڑے شائستہ الفاظ کے ساتھ محبت کے ساتھ دوسروں سے ملیں۔

کوٹاہیوں کا اعتراف کریں۔

سترہ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمیں ذرا اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ جب تک شخص مریض ہونے کا اقرار نہ کر لے اس وقت تک وہ علاج نہیں کرے گا۔ تحریک تربیت کے حوالے سے سست ہے اور اس نے اس سلسلے میں کام نہیں کیا تو ہم کارروائی نہیں بنائیں گے۔ آپ رفقاء اور برادران سے

خواہش کروں گا کہ پہلے ان کوتاہیوں کا اعتراف کریں اور پھر ان کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

قربانیوں کے لئے تیار رہیں۔

اٹھارہ۔ ہم یہ دیکھتے ہیں ٹھیک ہے کہ علماء میں سے کوئی مسجد میں ہے اور کسی کی مدرسے میں ذمہ داری ہے۔ اسی طرح کوئی ادارے میں ہے مثلاً کوئی دکاندار ہے کوئی سکول میں ہے کوئی کالج میں ہے وغیرہ۔ لیکن پھر بھی اگر ہم وقت نہیں نکالیں گے۔ ہم صرف ایک تنظیم کے نام پر یہاں آتے ہیں تو یہاں اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہ سالانہ کنونشن ہے صوبائی کونسل کے کتنے افراد آئے تھے۔ مرکزی کونسل کے کتنے افراد آئے تھے۔ پھر ضلع سے مثلاً کتنے افراد نے شرکت کی تھی۔ ہم اگر تحریک کے لئے وقت کی قربانی نہیں دے سکتے تو اس سے بڑھ کر کوئی قربانی کس طرح دے سکتے ہیں۔ اس لئے آپ جیسا بھی ہو آپ تحریک کے لئے ضرور وقت نکالیں۔ اپنے علاقہ میں اپنے شہر میں اپنے قصبہ میں ضرور تحریک کو وقت دیں۔

آخری بات یہ کہ ہمیں ذرا حکومت کی سازشوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔ اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کی سازش یہ ہے کہ کسی طرح ہمارے کارکنوں کو پریشان کیا جائے اور مختلف مسائل میں ان کو مجبور کیا جائے مقدمات میں ان کو ملوث کیا جائے تاکہ وہ کام نہ کر سکیں۔ اب یہاں پر دو باتیں ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ کچھ افراد ایسے ہیں جن کو مثلاً ملوث کرتے ہیں لیکن ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ پہلے سے اپنے آپ کو ان مسائل کے لئے تیار کر لیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ یہ خیال کریں کہ تحریک میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا کوئی مشکل نہیں ہے ایسا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے جیل بھی جانا پڑے گولی کھانا پڑے اور بھی مصائب اٹھانا پڑیں یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں۔ اب

ہمیں ظاہری طور پر بھی ان کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ پھر اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کے لئے کام کریں ایسا نہیں ہے کہ ہم خاموش ہو جائیں کہ انہوں نے خدا کے لئے قربانی دی ہے یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے خدا کے لئے قربانی دی ہے لیکن ہم اور آپ کو بھی تو خدا کے لئے کچھ کام کرنا چاہیے۔ اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ چاروں صوبوں میں ہمارے افراد جیل میں ہیں، صوبہ بلوچستان میں سندھ میں پنجاب اور صوبہ سرحد میں۔ اب یہاں پر آکر ہم ان کی رہائی اور ان کی مشکلات و مسائل کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور کوئی کام نہیں کرتے تو اس سے ایک تو خود ان پر منفی اثرات پڑیں گے اور جب وہ باہر آئیں گے تو مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے مصائب برداشت کئے لیکن کسی طرح تحریک والوں نے آپ کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا ہے۔ ان کی رہائی کے لئے آپ کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے تو پھر اس سے مسئلہ پیدا ہوگا اور پھر کوئی کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا آج ان بیچاروں، کراچی کی جیل میں ہوں یا کوئٹہ، انک اور ڈیرہ اسماعیل خان کی جیل میں ہوں کسی جیل میں بھی ہوں ان کی نظریں آپ کی طرف ہیں آپ ان کی رہائی کے لئے کام کریں ایسا نہیں کہ انہوں نے خدا کے لئے کام کیا ہے تو ہم پر کون سا احسان کیا ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ہماری اور آپ کی بھی ذمہ داریاں ہیں تو ہمیں ان کے لئے کام کرنا چاہیے۔ چونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے اس لئے میں نے کچھ تلخ باتیں بھی کی ہیں یقیناً وہ آپ کو اچھی نہیں لگی ہوں گی مجھے خوب پتہ ہے کہ آپ میری باتوں سے ناراض ہوں گے لیکن اس وقت ناراض ہو جائیں تو بہتر ہے اس سے کہ دوسرے کہیں گے تو آپ کے لئے مسائل پیدا ہو جائیں۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ احباب سے علماء کرام، کارکنان سے اور خصوصاً کوئٹہ کے غیور فرزندوں سے جنہوں نے مہمان نوازی کا جو حق ہے وہ ادا کیا ہے اور اس سے بھی زیادہ کیا ہے اور بالخصوص آقائے توسلی اور ان کی کابینہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دُھڑیال میں قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَاسِمِ الْجَبَّارِیْنَ مُبْدِیِ الطَّالِیْمِیْنَ مُذَرِّکِ الْهَارِیْنَ وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ  
وَصَحْبِهِ الْمُنْتَجَبِیْنَ وَبَعْدُ فَقَدْ قَالَ الْعَظِیْمُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ  
الرَّجِیْمِ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَنْتُمْ اَلَا غُلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝  
(آل عمران - ۱۳۹)

یوم سیاہ ..... کیوں؟

ہم یوم سیاہ منا رہے ہیں کیوں اور کس کے خلاف؟ ہم اس لئے یوم سیاہ منا رہے ہیں کہ ہم پاکستان کے شہری ہوتے ہوئے بھی پاکستان کے اندر رہ کر محروم و مظلوم ہیں ہم نے پاکستان کے بنانے میں اپنے خون کی قربانی دی اس کے باوجود ہمیں دوسرے درجے کے شہری بنانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ہم اس لئے یوم سیاہ منا رہے ہیں کہ پاکستان کے بنانے میں ہمارا مال اور ہمارا خون صرف ہوا پھر کیوں اس مملکت اسلامی میں اسلام کے نام پر فقہ جعفریہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے ہم یوم سیاہ اس لئے منا رہے ہیں کہ یہ انتظامیہ جو اسلامی نظام لانے کی دعویدار ہے کیوں مملکت میں سینما، فحشاء اور شراب وغیرہ پر تو پابندی نہیں لیکن حسین ابن علیؑ کے نام پر عزاداری کرنے اور جلوس نکالنے پر پابندی عائد کر رہے ہیں۔ ہم اس لئے یوم سیاہ منا رہے ہیں کہ یہ وہ صدی ہے کہ جس میں ہر کسی کو اپنے اپنے عقیدے کے ساتھ زندگی گزارنے کا پورا پورا حق ہے اور جیسا کہ آپ کو مولانا صاحب نے بتایا کہ اس وقت انگلستان کفر کا گہوارہ ہے وہاں پر بھی مذہبی مراسم پر پابندی نہیں لیکن یہ حکومت جو اپنے آپ کو ایک اسلامی حکومت سمجھتی ہے لیکن اسلام

سے کوسوں دور ہے یہ امام مظلوم کے جلوس پر پابندی عائد کر رہی ہے ہم یوم سیاہ منا رہے ہیں ان غنڈوں کے خلاف جو اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر پاکستان اسلامی میں سنی اور شیعہ بھائیوں کے درمیان اختلاف کے بیج بو رہے ہیں۔ ہم یوم سیاہ منا رہے ہیں ان شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف جو اس امید پر بیٹھے ہیں کہ سنی شیعہ فسادات کر کے پاکستان کو نقصان پہنچائیں گے ہم یوم سیاہ اس حکومت اور انتظامیہ کے خلاف منا رہے ہیں کہ جس نے نہ صرف یہ کہ کویٹہ کے نہتے عزاداروں کی حفاظت نہیں کی بلکہ خود بھی بغیر کسی اشتعال کے ان پر حملہ آور ہوئے۔ ہم کراچی کے فسادات ہوں یا قصور کے دلخراش واقعہ ہو خواہ وہ کوئی سا واقعہ ہو ہم ان سب میں حکومت کو شریک اور سہم سمجھتے ہیں اگر حکومت اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتی ہے اور کہتی ہے ہم فسادات میں شریک نہیں ہیں۔ چلو ملتان، سرگودھا اور مانسہرہ کے فسادات میں تو اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے سکتی ہے لیکن کراچی کے فسادات سے وہ کس طرح اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے سکتی ہے جبکہ اس حکومت نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا کہ جن کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور وہ بے ہوش تھے۔ باقی جگہوں پر اگر وہ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے بھی دے تو ظلم کے اس دلخراش واقعہ سے کس طرح اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے گی جہاں اس کی پولیس نے گھروں میں گھس گھس کر خواتین اور پردہ داروں کے سروں سے انہوں نے دوپٹے اتارے میں یہاں پر ایک بات کروں گا کہ جب علیؑ کی بیٹی شریکۃ الحسین سلام اللہ علیہا یزید کے دربار میں یزید کے مظالم اور اس کی حقیقت کو عیاں کرنے کے لئے اسیر ہو کر شام گئیں تو وہاں پر علیؑ و زہراؑ کی بیٹی امام حسینؑ کی بہن نے کیا خوب کہا تھا کہ کل جب یہ حکومت لوگوں کی بدلتی ہوئی حالت کو دیکھے گی تو حسینؑ کے خون سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے گی اور کہے گی کہ حسینؑ کو میں نے شہید نہیں کیا بلکہ اسے

عبیدہ اللہ بن زیاد نے شہید کیا ہے۔ تو علیؑ کی بیٹی نے یہاں کیا کہا؟ اللہ اکبر۔ آخر حسینؑ کی بہن ہے۔ زہراؑ کی بیٹی ہے۔ عالمہ غیر مغلہ ہے۔

”أَمِينَ الْقَذْلِ يَلْبَنُ الطَّلَقِ تَحْذِيرُكَ إِمَانُكَ وَسَوْفَكَ بَنَاتِ

رَسُولِ اللَّهِ سَبَلًا“ (بحار الانوار ج ۴۰ ص ۱۴۶)

اے یزید اگر تم کل ملت کے سامنے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے کہو گے کہ میں نے حسینؑ کو شہید نہیں کیا علی اصغرؑ کے گلو پر میں نے حیر نہیں چلوا یا عباسؑ کے بازو میں نے نہیں کٹوائے تو کس نے یہ ظلم کیا ہے پیغمبرؐ کی نواسیوں اور علیؑ کی بیٹیوں کو ناعزموں سے بھرے اس دربار میں کون لے آیا ہے؟ یہ کام تم نے کیا ہے اس کے مجرم تم ہو؟ اس سے تم اپنے آپ نے کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔ میں بھی موجودہ حکومت سے یہی کہوں گا کہ اسلام آباد میں آئی ٹن [1-10] کا واقعہ کس نے کیا؟ کیا وہ تمہارے افراد نہیں تھے؟ یہاں تمہاری پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور تمہاری پولیس نے ہی گھروں میں داخل ہو کر مستورات کی بے حرمتی کی۔ دروازے اور شیشہ توڑ دیئے اور گالیاں دیتے رہے اور صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کی پولیس نے اور آپ کے افراد نے حسینؑ مظلوم کے نام پر بچائی گئی صفوں اور شامیا نوں کو نذر آتش کر دیا۔ اگر تم اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھو گے تو آئی ٹن [1-10] کے واقعہ سے کس طرح اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دو گے۔

آج ہم ان مظلوموں کو کہ جن پر تم کئی سال سے مظالم ڈھا رہے ہو ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اپنا سب کچھ ہاتھ سے دے سکتے ہیں لیکن حسینؑ مظلوم کی عزاداری کو ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔ ہم ہر حالت میں حسینؑ مظلوم کی عزاداری اور اس کی حفاظت کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں اس لئے کہ تم بھی اپنے آقاؤں کے مشوروں میں نہ آنا۔ وہ خود کو نہیں بچا سکتے تو تمہیں کیا بچائیں گے۔



## اتحاد بین المسلمین ..... مسلمانوں کی کامیابی کا راز۔

میرا دوسرا خطاب اپنے سنی بھائیوں سے ہے کہ ہم پہلے بھی کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہم رہبر عظیم الشان یعنی عظیم روحی لہ الفدا کی قیادت پر فخر کرتے ہیں وہ عظیم انسان جس نے آج مسلمانوں کی کامیابی کا ذریعہ اتحاد بین المسلمین قرار دیا اور وہ لوگ جو سنی شیعہ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں ان کو امام امت نہ سنی سمجھتے ہیں اور نہ شیعہ بلکہ ان کو غیر کا ایجنٹ سمجھتے ہیں ہم بھی انہی کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں ہماری سنیوں کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے وہ ہمارے بھائی ہیں ہم دونوں کا دشمن امریکا، روس، اسرائیل اور بھارت ہیں ہم صرف زبان سے نہیں کہتے کہ سنی شیعہ بھائی بھائی ہیں بلکہ ہم عمل میں بھی خود اس پر عمل پیرا ہیں ہم آئندہ نزدیک ایک اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کریں گے اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر اور دشمن مشترک یعنی امریکا و روس کے خلاف تقاریر کریں گے اور آپس میں مل کر اتحاد و اخوت سے رہیں گے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ یوم سیاہ اور ہمارے یہ احتجاجات اپنے سنی بھائیوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہم دونوں کا دشمن مشترک ہے اور ہم دونوں مل کر اس مشترک دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے مطالبات سے پیچھے ہٹ جائیں نہیں نہیں یہ قومی سطح پر ہمارا مطالبہ ہے نفاذ فقہ جعفریہ ہمارا مطالبہ ہے ہمارے دوسرے حقوق ہیں ان کے باوجود ہم اپنے سنی بھائیوں سے اتحاد کے خواہاں ہیں دشمن مشترک کے خلاف اتحاد یعنی سنی سنی بن کر شیعہ شیعہ بن کر اپنے اپنے مسلک اور فہموں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دشمن مشترک کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں۔

یہاں میں آپ بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ ایک شخص ایسا ہے

جو خود خواہی اور خود پسندی میں غرق ہے اور وہ یہ سوچتا ہے کہ صرف میں ہوں اسلام اس فکر کو رد کرتا ہے ایک مسلمان کو خود خواہی اور خود پسندی کی مرض میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے دوسرا شخص وہ ہے جو ہوا کو دیکھ کر چلتا ہے جس طرف ہوا چلے وہ اس کا ہم رنگ بن کر اسی طرف چلتا ہے اس طرح آگے بڑھتا ہے یعنی ہم رنگ جماعت بنتا ہے اس قسم کا انسان بھی مسلمان نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کا نتیجہ یہ ہو گا وہ کہتا ہے کہ لوگ جس طرف جا رہے ہیں مجھے بھی اسی طرف جانا چاہیے لوگ جس طرف بڑھ رہے ہیں مجھے بھی اسی طرف بڑھنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ لوگ ہلاکت کی طرف بڑھ رہے ہوں۔

حقیقی مومن۔

تیسری قسم کا آدمی وہ ہے جو ایک معاشرے میں رہتے ہوئے اس معاشرے کے ہم آہنگ نہ ہو بلکہ اس کے دل میں ہر وقت رضایت خدا ہو، رضایت اسلام ہو، رضایت رسول ہو، رضایت امام زمان ہو وہ ہر وقت سوچتا ہے کہ اس وقت میرا شرعی دہیفہ کیا ہے؟ میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟ اس وقت قرآن مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ امام زمان مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

وَقُلْ اغْتَبُوا مَنَاسِبَ سَبِيلِ اللَّهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ (توبہ - ۱۰۵)

وہ خواہ امباڑے میں جاتا ہے کہیں بھی جاتا ہے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا، رسول اور امام زمان اسے دیکھتے ہیں۔ ہم اور آپ کو ایسا ہونا چاہیے۔ حالات اگر کسی جگہ خراب ہوں مثلاً لوگ خود کشی کر رہے ہوں تو کیا آپ بھی خود کشی کریں گے؟ آپ دیکھیں کہ اسلام کیا کہتا ہے؟ قرآن کیا کہتا ہے؟ آپ کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ لوگ مجھے کیا کہیں گے؟ آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ خدا مجھے کیا کہے گا؟ اگر ہم اس طرح مسلمان بن گئے تو یقیناً خداوند متعال اور اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہماری

مدد کے لئے آئیں گے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ دشمن مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں آپ کو دوستوں سے لڑانے کے لئے فتوے بھی جاری کرتے ہیں صرف اس لئے تاکہ آپ کو بھی اس پر اکسائے کہ آپ اپنے دوست کے خلاف کوئی کارروائی کریں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم پر جتنی لوگ چاہیں لعنت کریں لیکن آپ جواب نہ دیں۔ حدیث نبویؐ ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے تو اگر وہ شخص لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت کرنے والے پر لعنت آئے گی۔ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ ہمیں لوگ جو نام دینا چاہتے ہیں دے دیں۔ لیکن میں آپ سے کہوں گا کہ آپ کا ایک مقصد ہے آپ کی ایک فرض ہے۔ وہ مقصد و غرض کیا ہے؟ آپ کا مقصد ہے تحفظ عزاداری امام حسینؑ، فداغذہ جعفریہ، اور پاکستان میں ہر شعبے میں اپنی اہمیت کو تسلیم کرانا۔ اس لئے آپ کو غلوں کے ساتھ اپنے مقصد کی طرف بڑھنا چاہئے۔ آپ کے خلاف لوگ جو کچھ بھی کہیں ان کو کہنے دیں لیکن آپ کبھی اپنے مقصد سے غافل نہ ہو جائیں۔ بخدا اگر ہم مومن ہیں جیسا کہ ہم دہوا کرتے ہیں۔ "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا" پریشان نہ ہو غم و حزن نہ کرو "وَأَنْتُمْ الْأَغْلَوْنَ" اور تم سب سرفراز ہو "إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" اگر تم مومن ہو۔ اے عزیز من! پھر کس لئے تم محزون ہو؟

سپر پاور خدا ہے۔

یہ بات میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ دنیا میں یہ دستور ہے کہ چھوٹی حکومتیں بڑی حکومتوں کے ساتھ معاہدے کرتی ہیں جب کوئی چھوٹی حکومت کسی بڑی حکومت کے ساتھ معاہدہ کرتی ہے تو پھر اس چھوٹی حکومت کو کوئی بڑی طاقت دھکی دے تو وہ کبھی محزون نہیں ہوتی۔ ہم تو مسلمان ہیں، ہم کہتے ہیں اللہ اکبر! یعنی مسلمانوں کی نظروں میں ہر طاقت اللہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر طاقت اللہ ہے تو

امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں "عَظُمَ الْخَلْقُ فِيهِ  
 اَعْيُنُهُمْ فَصَغُرَ مَلَكُوتُهُ فِي اَعْيُنِهِمْ" اللہ کی عظمت کے سامنے انہیں کفار اور  
 بڑی بڑی طاقتیں ان کی نظروں میں چھوٹی نظر آتی ہیں۔ ہم تو نعرہ حیدری لگانے  
 والے ہیں ہم تو علیؑ کو مشکل کشا کہنے والے ہیں۔ ہم خدا سے دن میں پانچ مرتبہ  
 واجب نمازوں میں عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اسی طرح علی ابن ابی طالبؑ جیسی  
 خدا کی طاقت کے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں تو پھر یہ حزن و ملال کیسا؟

یہ افسردگی کیوں؟

بخدا آج مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض افراد افسردہ ہو جاتے ہیں میں عرض  
 کرتا ہوں کہ مشکل شیعان علی ابن ابی طالبؑ پر آئی تھی وہ ہم پر نہیں آئی ہم پر وہ  
 وقت نہیں آیا جب شیعوں کی نسل کشی کی گئی اور عبادات کو چھپ کر انجام دیتے  
 تھے تو پھر یہ افسردگی کیسی؟

اگر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں ہمارا وارث موجود ہے جو  
 ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں ہمارے حالات ان سے مخفی نہیں ہیں تو پھر کیوں ہم محزون  
 اور ناراحت ہوں؟ عزیزان من! آپ استقامت تحمل اور صبر کے دامن کو مضبوطی  
 سے تھامے رکھیں کبھی آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ پر کتنی مصیبتیں آئی ہیں اور حسینؑ  
 ابن علیؑ کے مصائب کو دیکھ لیں۔ ان پر جو مصائب آئے ہیں یہ مصائب تو ان کے  
 مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہماری مسجدیں جلائی جا رہی ہیں امامبارگاہوں کو جلایا  
 جا رہا ہے جب مملکت کے صدر نے کہا تھا کہ مجھے پشاور کے مندر کے جلنے پر اور اس  
 کو نقصان پہنچنے پر بہت افسوس ہوا تو میں نے کہا تھا بہت افسوس کی بات ہے کہ  
 خدا کے گھر جلنے پر ضیاء صاحب کو افسوس نہیں ہوا لیکن مندر کے جلنے پر اسے افسوس  
 ہوا۔ ہماری مساجد کو جلایا جا رہا ہے۔ جو بھی خدا کی مسجد کو جلائے وہ نہ سنی ہو

سکتا ہے نہ شیعہ۔ مظلوم شیعوں کے گھروں کو جلایا جا رہا ہے۔

امام زمانہؑ اپنے جد کی مصیبتوں کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اے حسینؑ  
میں اور آپؑ کے عزادار آپؑ کی مصیبت میں گریہ کریں گے۔

”وَلَا بُكِيَنَّ عَلَيْكَ صَبْلًا وَمَسْلَحًا وَلَا تُنْفَخَنَّ عَلَيْكَ بَذَلُ الثَّمَرِ“

(بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۳۲۰)

اے حسینؑ! اگرچہ میں کربلا میں موجود نہ تھا لیکن جب تک میں زندہ رہوں گا  
آپؑ کی مصیبت میں، آپؑ کی عزاداری میں آنسوؤں کی جگہ خون گریہ کروں گا۔

jabir.abbas@yahoo.com

## دورہ بھکر کے موقع پر قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اگر مسلمان برصغیر کے ذہنوں میں ایسے خیالات تھے کہ ہمیں ایک مستقل ریاست حاصل کرنا چاہئے اور اس کا واحد سبب یہ تھا کہ لوگ چاہتے تھے کہ ایک ایسی ریاست قائم ہو جہاں پر اسلامی نظام نافذ ہو۔ انگریز کے نظام اور باطل قوانین سے چھٹکارا حاصل ہو۔ اگر پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو اس کے بننے میں شیعیان حیدر کرارؒ کی قربانیاں اگر دوسروں سے زیادہ نہ ہوں تو کم بھی نہیں۔ آج بھی پاکستان کی حفاظت میں شیعیان حیدر کرارؒ پیش پیش ہیں۔ جتنی بھی جنگیں ہندوستان کے ساتھ لڑی گئی ہیں ان میں شیعیان حیدر کرارؒ نے ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اگرچہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا لیکن پہلے جتنے بھی حکمران گزرے انہوں نے اسے فراموش کیا اور بھلا دیا تھا لیکن موجودہ حکومت نے اسلام لے لیا تو ایک ایسے اسلام کا کہ جس سے فرقہ واریت کی بو آتی ہے استعمار امریکہ خوش ہوتا ہے۔ ایسے اسلام کا نام لیا کہ جس کی وجہ سے ملک کے حالات کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو پھر اسلام کسی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام ان فرقوں سے بالاتر ہے۔ پس اسلامی نظام' ایسا نظام ہو نا چاہئے جس سے فرقہ واریت کی بو نہ آئے جو کسی ایک فرقہ کی ترجمانی نہ کرے بلکہ جس میں ہر مکتبہ فکر کو اس کا پورا پورا حق دیا گیا ہو۔

برادران اسلامی! ہم مسلمان ہیں۔ اسلام کے لئے تاریخ میں جو قربانیاں اہل بیت اطہارؑ کے پیروکاروں نے دی ہیں تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے کل بھی اسلام و قرآن کے لئے قربانیاں دی ہیں اور آج بھی ہم خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اسلام و قرآن کے لئے قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جب انسان مسلمان ہو تو مسلمان کو اور کسی ازم (نظریہ) کو

قبول نہیں کرنا چاہئے۔ کسی مسلمان کے لئے یہ عار اور باعث ذلت ہے کہ وہ قرآن اور اسلام کے علاوہ کسی اور ازم کے سائے میں زندگی گزارنا چاہے خواہ وہ مغربی نظام ہو یا مشرقی۔

میں بھائیوں سے ایک خواہش کروں گا۔ بے شک آپ کے احساسات و جذبات میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن وقت کا خیال کرتے ہوئے آپ نعرے جتنے کم لگائیں گے ہم اتنی زیادہ بات کر سکیں گے۔

اسلام محمدی اور امریکی اسلام۔

برادران عزیز! ہم عزت، شرافت، استقلال اور عدالت سب کچھ چاہتے ہیں لیکن اسلام و قرآن کے سایہ تلے چاہتے ہیں۔ ہمیں قرآن یا اسلام کے علاوہ کسی اور ازم کے سایہ میں جنت بھی ملے تو بھی ہم قبول نہیں کریں گے۔ لیکن کون سا اسلام وہ اسلام جو اسلام محمدی ہے؟ وہ اسلام جو امریکی اسلام نہ ہو۔ کیا فرق ہے امریکی اسلام اور اسلام محمدی میں؟ ایک بڑی علامت یا نشانی ہونا چاہئے۔ قرآن سے پوچھتے ہیں۔

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (بقرہ۔ ۱۲۰)

قرآن کہتا ہے کہ جب تک تم ان یہود و نصاریٰ امریکی اور روسی نظاموں اور ان کی سیاست کی پیروی نہیں کرو گے تب تک وہ تم سے خوش نہیں ہوں گے۔ اب فرق واضح ہو گیا کہ اسلام محمدی اور اسلام محمدی والوں سے امریکہ اور روس کیوں ناراض ہیں؟ آپ بتائیں کہ دنیا میں کتنی ملکیتیں ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتی ہیں وہ دو ہیں لیکن میں نام نہیں لوں گا بلکہ آپ خود پہچانتے ہیں۔

ایک اسلامی حکومت وہ ہے کہ جس کو امریکہ مدد (Aid) دیتا ہے جس سے امریکہ راضی ہے جس کا امریکہ دفاع کرتا ہے اور دوسری مملکت وہ ہے جو

ایک پرامن خطہ میں واقعہ ہے جس کے خلاف صبح اور شام امریکہ سازشیں کرتا رہتا ہے۔ تاکہ کسی طریقہ سے اسلام محمدی کا یہ نظام تباہ ہو جائے۔ آپ خود پہچانتے ہیں کہ کہاں پر اسلام امریکی ہے اور کہاں پر اسلام محمدی ہے۔

**شریعت بل کی محدودیت۔**

ہم صاف کہتے ہیں اولاً شریعت بل (میری بات کو غور سے سنو۔ احساسات و جذبات کو کنٹرول کرو) کے پاس کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے کہ قرارداد مقاصد اور ۱۹۷۳ء کے اس آئین میں جسے قوم کے منتخب نمائندوں نے پاس کیا اس میں اسلام اور شریعت کی بلا دستی کے بارے میں واضح ہدایت موجود ہے۔ اس لئے اس کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ خوب اگر ضرورت تھی اور آپ لوگوں نے ضرورت کا احساس کیا تو پھر اس لحاظ سے ہم پاکستان اسلامی میں اس وقت دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ اسلام، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، قرآن اور اسلامی احکام کے خلاف باتیں کرتے ہیں مقالے لکھتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اگر ان کے مقابل کوئی ایسا شخص ہو جو اسلام اور قرآن کی حمایت کرے جو اسلام امیل کی بلا دستی کے لئے تقریر کرے یا تحریر کرے یا کوئی اور قدم اٹھائے تو ہم اس کا استقبال کریں گے لیکن ہم ان بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ واقعا آج پاکستان میں شریعت کی بلا دستی چاہتے ہیں تو پھر آپ کا ایسے فرقے کو نظر انداز کرنا جو پاکستان میں کثیر تعداد میں ہے ان کے احساسات و جذبات کو مجروح کرنا آیا یہ بھی شریعت بل کے موافق ہے۔ خود آپ کا یہ کام کرنا کہ ایک گروہ جو مسلمان ہے اور اسلام کے نام پر قربانی دیتا آرہا ہے اس عظیم گروہ کے جذبات کو مجروح کریں ان کے افکار کو نظر انداز کریں، یہ خود شریعت محمدی کے خلاف ہے۔ اگر شریعت بل پاس کرنا ہے یا پیش کرنا ہے تو پھر ایک ایسا شریعت بل ہو جو کسی ایک فرقہ کی



ترجمانی نہ کرے، ایسا شریعت بل جو 'افتراق'، 'نفاق' اور 'جھگڑے' کا باعث نہ ہو، ایسا شریعت بل پاس کرنا چاہئے جو مسلمانوں کے اندر اخوت کا جذبہ بیدار کرے جو مسلمانوں کو اسلام کے دشمنوں امریکہ و روس کے خلاف متحد کرے نہ کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کرے۔ ہم بار بار یہی کہتے آئے ہیں اور ہم نے اپنی طرف سے تزامم بھی پیش کی ہیں کہ اگر شریعت بل پاس کرنا ہے تو پھر اہل بیت اطہار کے فرامین کے مطابق شریعت بل منظور کیا جائے۔ اگر موجودہ شکل میں اسی بل کو پاس کیا گیا تو یقیناً اس کے منفی نتائج مثبت نتائج سے کئی گنا زیادہ ہوں گے تو پھر ذمہ داری کس کے اوپر ہوگی؟ یقیناً حکومت اور ان بھائیوں پر جنہوں نے شریعت بل کو پیش کیا ہے۔ ان پر جو ہر صورت میں اس کو پاس کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

استعمار سے آزادی ضروری ہے

برادران اسلامی! ذرا ہوشیار ہو جائیں۔ کیوں ایسا کام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں شیعہ سنی فساد ہو جائے۔ پورے پاکستان میں ہر جگہ بڑے امن فضا خراب ہو جائے۔ امریکی سازشیں کامیاب ہو جائیں۔ ہم ان بھائیوں سے یہی کہتے ہیں کہ اے برادران اسلامی! بل پاس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرارداد مقاصد میں سب مطالب موجود ہیں۔ مسئلہ ان کو عملی جامہ پہنانے کا ہے آپ اس وقت یہاں اسلامی نظام نافذ کر سکتے ہیں جب پاکستان کو امریکی اثر و رسوخ سے آزاد کروالیں۔

برادران اسلامی! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ اگر کسان ہیں اور اپنے کھیت میں بیج بونا چاہتے ہیں تو آپ پہلے کیا کرتے ہیں؟ اس کھیت سے پھر جمع کرتے ہیں اس میں اگر کوئی کانٹے وغیرہ ہوں تو وہ جمع کرتے ہیں اسے ہموار بناتے ہیں اس کے بعد آپ اس میں بیج بوتے ہیں۔ اگر آپ نے ایک زمین کو صاف

نہیں کیا، پھر صاف نہیں کیے اس میں کانٹے وغیرہ جمع نہیں کئے اور اس میں آپ نے بیج بو دیا تو آیا آپ اس بیج سے نتیجہ حاصل کر سکیں گے؟

برادران اسلامی! جب تک پاکستان میں انگریزی قوانین موجود ہیں انگریزی تہذیب موجود ہے جب تک امریکہ پاکستان کے ہر شعبے میں گھسا ہوا ہے اور ہمارے فیصلے اسلام آباد کی بجائے واشنگٹن میں ہو رہے ہیں تو نہ یہاں اسلامی نظام قائم ہو سکتا ہے نہ اسلامی معاشرہ۔

پس میں سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو بھی اپنے دل میں اسلام و قرآن کی محبت رکھتا ہو جو نظام اسلام کا شیدائی ہو اور جو بھی کفار (خصوصاً امریکہ، روس اسرائیل) کے خلاف اپنے دل میں نفرت رکھتا ہو ہم انہیں اپنا بھائی سمجھ کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ان کے ساتھ ایک جسد واحد بن کر دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے کے لئے تیار ہیں لیکن ایسا اسلامی نظام جس میں شیعوں کو اپنے حقوق، اہل احادیث، بریلوی، دیوبندی کو اپنے اپنے حقوق ملیں۔ ہر مکتبہ فکر والوں کے احساسات و جذبات کا احترام کیا جائے۔ ایسا اسلامی نظام نہیں جو فرقہ واریت کی طرف پورے ملک کو لے جائے۔ ہم ایک مرتبہ پھر عرض کرتے ہیں کہ ہم مسلمان اور اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں قرآن و سنت کی بالادستی چاہتے ہیں لیکن ایسا اسلام جس میں کسی فرقے کی حق تلفی نہ ہو، کسی فرقے کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔

برادران اسلامی! جیسا کہ ۱۹۷۹ء میں حکومت وقت نے غلط ارادہ کیا تو شیعہ حیدر کرارؒ اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے (جیسے برادر محترم سید وزارت حسین نقوی نے فرمایا) اس وقت بھی جب حکومت نے یہ ارادہ کیا شیعہ حیدر کرارؒ اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آج بھی اگر حکومت ہمارے احساسات و جذبات کو مجروح کرنا چاہے، ہماری حق تلفی کرنا چاہے یا فقہ جعفریہ کو

نظر انداز کرنا چاہے تو پھر ہم وہی شیعہ ہیں۔ ہماری رگوں میں وہی خون ہے ہم بدلے نہیں ہیں۔ ہم کل سے آج مضبوط ہو گئے ہیں۔

مارشل لاء کے دور میں ہمارے نوجوان 'بوڑھے اور پہاں تک کہ ہماری خواتین بھی اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔ سیکرٹریٹ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ آج اگر مارشل لاء نہیں ہے تو پھر ہمارے لئے ایسے مسائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے حکومت کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ حقائق کو درک کرنا چاہئے۔ ہم غیور اور پُر امن قوم ہیں۔ تشدد پسند یا شر پسند نہیں ہیں۔ ہم امن سے رہنا چاہتے ہیں لیکن اگر کوئی خواہ مخواہ ہمارے جذبات و احساسات کو مجروح کرنا چاہے تو پھر ہم ایسے بھی نہیں کہ جس طرح عیسائیت میں ہے کہ اگر کوئی رخسار پر تھپڑ مارے تو آپ دوسرا رخ اس کی طرف کر دیں۔ ہم اپنا دفاع، عقیدے کا دفاع، حقوق کا دفاع اپنا شرعی وظیفہ سمجھتے ہیں اور اس راستے میں ہمیں جو قربانی دینا پڑے ہم دریغ نہیں کریں گے۔

اتحاد وقت کی اہم ضرورت -

برادران اسلامی! میں ایک مرتبہ پھر آپ کے احساسات کا احترام کرتے ہوئے آپ سے یہ اپیل کروں گا۔ برادر عزیز! آج ہمیں سب سے زیادہ اتحاد، اتفاق، وحدت، محبت اور ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی ضرورت ہے اگر خداخواستہ ہمارے درمیان انتشار اور نفاق ہو تو اپنے مسائل حل کرنا تو کجا، ہماری مشکلات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا لیکن اگر ہم متحد اور متفق ہیں تو ہم بڑی سے بڑی مشکل کا آسانی سے مقابلہ کر لیں گے۔ آپ کے احساسات و جذبات کی برکت سے میرا حوصلہ بھی بلند ہو گیا ہے لیکن میں آپ سے خواہش کروں گا کہ حتی المقدور آپ کوئی ایسا نعرہ نہ لگائیں جس سے کسی اور بھائی کے احساسات مجروح ہوتے ہوں۔ آپ اگر نعرہ لگاتے ہیں تو نعرہ لگائیں کہ سن لو امریکہ! سن لو روس!

سن لو گوربا چف! سن لو ریکن ہم تمہاری موت ہیں۔

اگر آپ نعرہ لگائیں گے کہ سن لو امریکیو! اگر بھکر میں کوئی امریکی نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ہمارے بھائی کہیں کہ خواہ خواہ ہمیں چھیڑنے کے لئے ایسا نعرہ لگاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے یہ خواہش کروں گا کہ آپ ایسا نعرہ لگائیں جس سے امریکہ اور روس لرز جائیں نہ یہ کہ خداخواستہ یہاں ہمارے شیعہ بھائیوں میں کوئی ایسا آدمی یا ہمارے اہل سنت و الجماعت بھائیوں میں کوئی احساس کرے کہ یہ ہمیں چھیڑنے کے لئے نعرہ لگاتے ہیں جس سے کوئی منفی اثرات مرتب ہوں۔

اس کے ساتھ میں یہ خواہش کروں گا کہ آپ اپنے شیعہ تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے آگے آئیں۔ اتحاد بین المسلمین بھی وقت کی اہم ضرورت ہے اور عظیم الشان لیڈر امام خمینی فرماتے ہیں خداخواستہ اگر سنی شیعہ اختلاف چاہے وہ پاکستان کے کسی خطے میں ہو تو اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے امریکہ روس اور کفار کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ اپنے شیعہ تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کریں۔ خداوند متعال ہمیں اور آپ سب کو اپنے اپنے فرائض سے آگاہی اور پھر ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخر میں ایک بار پھر آپ سب بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

## ذریہ اسماعیل خان میں قائد شہید کا ایک خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَاسِمِ الْجَبَلِیْنِ مُبْرِیِّ الظَّالِمِیْنِ مُذْرِکِ الْهَارِیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَ  
السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ خَاتِمِ النَّبِیِّیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ  
وَعَلٰی الْمَعْصُوْمِیْنَ مِنْ اٰلِهِ وَالْمُتَنَجِّیْنَ مِنْ صَخْبِهِ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِمْ  
عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ وَلَا  
تَهْنُؤُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمْ الْاَغْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۝ (آل عمران ۱۳۹)

میرے عزیز بھائیو! آپ کے پاک احساسات و جذبات ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ آج ہم کس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں؟ آج ہم یہاں حکومت کے ایک غیر عادلانہ فیصلے کے خلاف احتجاج کے طور پر جمع ہوئے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس اجتماع میں ہم اس موضوع پر بات کرتے کہ عالم اسلام کے لئے اس وقت کون کون سے مسئلے درپیش ہیں۔ افغانستان مظلوم سے کس طرح اور کن طریقوں سے ہم روس کو ذلت و خواری کے ساتھ نکال دیں۔ فلسطین کے مسلمانوں کو ہم کس طرح دوبارہ فلسطین مظلوم میں واپس لے جائیں۔ لبنانوں کو کس طور اور کس طریقے سے ہم اسرائیلیوں کے ظلم سے بچالیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ہم کونسا طریقہ اختیار کریں کہ وہ وہاں کے متعصب ہندوؤں کے مظالم سے نجات حاصل کر سکیں اور اس وقت جو کفر و اسلام کی جنگ ہے اور ایک اسلامی نظام کے خلاف دونوں طاغوتی طاقتوں نے صدام ملعون کو آگے لا کر ایران پر جنگ مسلط کی ہے اور ساتھ ساتھ امریکہ فلیج میں مداخلت کی دھمکیاں دے رہا ہے۔

ہم یہاں بحث کرتے کہ امریکہ نے اس قسم کی غلطی کی تو پاکستان کے مسلمان سنی ہوں یا شیعہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس سے انتقام لیں گے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم یہاں یہ بحث کرتے کہ ملک میں قومیت کے نام پر بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔

بینکوں میں مصوم بچے قیام ہو رہے ہیں۔ قومی مفادات اور اسواں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے ہم کیا طریقے اختیار کریں کہ مہاجر اور پختون کو بھائی بھائی بنادیں۔ ہم پاکستان میں اس وقت موجود برائوں، عربی، خرابوں اور بد معاشوں کو کس طریقے سے ختم کریں۔ ہم کیا طریقے اختیار کریں کہ پاکستان کے فیصلے و اشکن کی بجائے خود اسلام آباد میں ہوں۔ لیکن افسوس کہ آج ہمیں اس استعمار نے جو اسلام کا دشمن ہے جو شیعہ کا دشمن ہے جو سنی کا دشمن ہے جو بریلوی کا دشمن ہے جو دیوبندی کا دشمن ہے جو اہل حدیث کا دشمن ہے جو اہل تصوف کا دشمن ہے اس استعمار نے ہمارے لئے کئی قسم کے مسائل پیدا کر رکھے ہیں۔ کبھی ہمیں قومیت کے نام پر آپس میں لڑا رہا ہے کبھی ہمیں مذہب کے نام پر آپس میں لڑا رہا ہے کبھی کسی نام پر اور کبھی کسی نام پر۔

برادر مسلمان! آیا ہماری حکومت اس وقت استعمار کی آلہ کار نہیں ہے جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے خواہ وہ فرقہ واریت کے نام پر ہو رہا ہو یا قومیت کے نام پر۔ کیا ان سب حالات کے لئے ہماری موجودہ حکومت طوط نہیں ہے؟ کیا ان کی کوئی کوتاہی نہیں ہے؟ کیا ان کی پالیسی غلط نہیں ہے؟ آپ دیکھیں کہ ادھر سندھ میں 'کراچی میں' حیدر آباد میں قومیت کے نام پر مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ یہاں کی موجودہ حکومت کو چاہئے تھا کہ اس قومیت کے نام اور فساد کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کرتی الٹا خود اس سے نمٹنے کی بجائے یہاں وہ فرقہ واریت کا مسئلہ پیدا کر رہی ہے۔

برادر مسلمان! افسوس اس وقت ہم سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ شیعہ ہو یا سنی بریلوی ہو یا دیوبندی، اہل حدیث ہو یا اہل تصوف ہم سب کہتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ آپ بتائیں کہ اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ متحد ہوتا دیکھے۔

”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“ (آل عمران - ۱۰۳)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ ان جھڑوں کو ختم کر دے۔

”وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ“ (انفال - ۴۶)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت کا جذبہ بیدار کرے۔

”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ“ (حجرات - ۱۰)

”الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ“ (توبہ - ۷)

اسلام تو اس لئے آیا تھا کہ وہ کئی سو سالوں کی آپس میں جو نفرتیں تھیں ان کو

ختم کر دے۔ چنانچہ سورہ آل عمران (آیت - ۱۰۳) میں ارشاد ہوتا ہے :-

”وَ اتَّكُرُ وَايَمَنَتِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءُ فَلَقَدْ بَيَّنَّ قُلُوبَكُمْ“

یہ کون سا اسلام ہے؟

اسلام نے تو ہمیں سب سے ابھی امت قرار دیا ہے۔ ”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ“

اسلام نے تو ہمیں اتحاد و اتفاق و محبت و الفت کا درس دیا ہے۔ آج کیوں مسلمانوں

کے درمیان نفرتوں کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ خصوصی محافل میں یا عمومی اجتماعات

میں ہم ایک دوسرے کے خلاف زہر اگل رہے ہیں آپ ذرا تحقیق کر کے دیکھیں۔

ان جمعہ کے خطبوں میں ان اجتماعات میں سیاست کے نام پر ہو یا دین کے نام پر

سیرت کے نام پر یا اجتہاد کے نام پر ان میں اس وقت کیا بحث ہو رہی ہے۔ شیعہ

کافر ہیں شیعہ مرتد ہیں شیعہ ایسے ہیں بریلوی ایسے ہیں۔ فلاں ایسے ہیں اور فلاں

ایسے۔

اے خدا یہ کون سا اسلام ہے؟ کوئی ان سے پوچھے کہ کیوں مسلمان کے

خلاف کفر کا فتویٰ دیتے ہو کیا یہ قرآن میں آیا ہے یا رسول کافر مان (حدیث) ہے؟

کسی سے بھی پوچھ لیں۔ اللہ اکبر۔ یہ کون سا اسلام ہے؟ آج اگر کوئی تازہ مسلمان ہو کر

ہمارے درمیان آجائے تو وہ حیران و سرگرداں ہو جائے گا کہ وہ اسلام جس کو میں نے قرآن میں دیکھا جس کو میں نے رسولؐ اور اہل بیت اطہارؑ اور اصحاب کے اقوال اور ان کی سیرت میں دیکھا ہے وہ تو موجودہ مسلمانوں کے درمیان نہیں دیکھ رہا ہوں۔

برادر عزیز! آپ قضاوت فرمائیں، قائد اعظم مرحوم محمد علی جناحؒ اور مرحوم ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور ان کے دوسرے رفقاء نے پاکستان کو کس لئے بنایا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا ”لا الہ الا اللہ“ یعنی کلمہ توحید کی سر بلندی کے لئے۔ کیا آج جو کچھ ہم کر رہے ہیں فرقہ واریت کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف پمفلٹ بازی، کتابچے شائع کرنا اور ایک دوسرے کے خلاف منبروں سے کفر کے فتوے صادر کرنا کیا اس سے کلمہ حق کی سر بلندی ہوتی ہے یا اس کی تزییل؟ اس سے خدا اور رسولؐ کی خوشنودی اور ان کی رضا حاصل ہوتی ہے یا مجھے بتائیں کہ ان باتوں سے صرف شیطان امریکہ و بھارت و اسرائیل ہی خوش ہو سکتے ہیں۔

پاکستان کس لئے بنایا تھا؟

برادر مسلمان! پاکستان کو قائد اعظم نے اس لئے بنایا تھا کہ سنی یا شیعہ جس بھی کتب سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کی جو بھی زبان ہو پنجتون ہو پنجابی ہو بلوچ ہو، سندھی ہو یا کوئی دوسرا، ان کے لئے ایک ایسی مملکت چاہتے تھے جس میں ان کے لئے آپس میں محبت ہو، اخوت ہو، الفت ہو اور جو واقعاً ایک اسلامی خلافتی مملکت اور مضبوط حکومت ہو لیکن آج اگر وہ مرحومین ہمارے معاشرے میں ظاہر ہوں اور دیکھیں کہ مسلمان مسلمان کے خلاف جو کچھ کر رہا ہے جس طرح سے ایک دوسرے کے خلاف کچھڑا اچھال رہا ہے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اگر یہ دیکھ لیں تو آپ بتائیں ان کا کیا حال ہو گا؟ کیا وہ بھی نہیں کہیں گے کہ اے خدا میں نے تو



پاکستان کو اس لئے نہیں بنایا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان اور ہندو کا جھگڑا تھا اور پاکستان کو ہم نے اس لئے بنایا کہ سنی شیعہ آپس میں جھگڑتے رہیں بھختوں و مہاجر جھگڑتے رہیں سندھی اور پنجابی کا آپس میں جھگڑا رہے؟ نہیں نہیں! ہم نے اس لئے نہیں بنایا تھا میں نے اس لئے بنایا تھا کہ سب مسلمان متحد ہو کر قومیت سے بالاتر ہو کر دشمنان اسلام کے خلاف متحد ہو جائیں۔

برادر مسلمان! ذرا آپ سوچئے آپ کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ اسلام کی یا دشمنان اسلام کی۔ آپ کس کو راضی کر رہے ہیں خدا کو یا شیطان مردود امریکہ اور روس کو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ ایران اسلامی میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد استعمار کو سخت دھچکا لگا لیکن ایران میں اسلامی حکومت کے قیام سے دشمنوں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ مصر اور پاکستان کے خلاف انہوں نے کیا کچھ شروع کر رکھا ہے؟ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ جب ایران کے ۴ کروڑ شیعہ سنی مسلمان اسلام و قرآن کے نام پر متحد ہو گئے تو انہوں نے امریکہ کو کس ذلت و خواری کے ساتھ ایران سے نکال دیا نہ صرف ایران سے نکالا بلکہ اسے بیروت سے بھی نکالا اور اب انشاء اللہ عنقریب مشرق وسطیٰ سے بھی اس کا جنازہ نکل جائے گا۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ اگر پاکستان کے یہ دس کروڑ مسلمان جس کتب فکر سے بھی تعلق رکھتے ہوں اور جس قومیت کے وہ تابع ہوں اگر یہ سب متحد ہو جائیں تو ہمارے لئے بہت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں لہذا وہ اتحاد بین المسلمین کو ناکام بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ سب سے زیادہ پروپیگنڈہ استعمار اور ان کے آلہ کار یہاں پر شیعہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ شیعہ کے خلاف پمفلٹ بازی اور بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کر رہے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں شیعہ ایسے ہیں شیعہ دیے ہیں۔ افرشیعوں کا کیا جرم ہے؟ کیا شیعہ قرآن کو نہیں مانتے؟ کیا شیعہ کعبے کی طرف نماز نہیں پڑھتے؟ کیا شیعہ مسلمان نہیں ہیں؟ پس اگر یہ سب

کچھ ہیں تو ان کا جرم کیا ہے؟ جرم صرف یہ ہے کہ وہ اتحاد بین المسلمین کے خواہاں ہیں اور وہ پاکستان میں استعمار کے مخالف ہیں۔ اب اسی جرم میں شیعوں کو سزا دی جا رہی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ شہروں میں سڑکوں پر بڑے بڑے پوسٹر لگائے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ عموماً جو صحیح معنی میں سنی ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں کہ شیعہ مسلمان ہیں جس طرح شیعہ سنی کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ سنی بھائی بھی شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس قسم کا کام کرنے والے لوگ وہ ہیں کہ جن کے ذاتی مفادات کو خطرہ لاحق ہوا ہے اور ذاتی مفادات کی خاطر استعمار و سامراج کی رضایت کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

برادر مسلمان! اسی طرح وہ جب دیکھتے ہیں کہ اگر فرقہ واریت کے نام پر ہم پاکستانی مسلمان کو کمزور نہ کر سکے تو دوسرا حربہ قومیت کا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج ہر جگہ قومیت کے نام پر کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ عزت، عفت، محبت و رواداری سب کو ختم کیا جا رہا ہے تاکہ پاکستان کے مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ اور سامراج و استعمار کے منصوبوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت بھی کافی حد تک استعمار کی مدد کر رہی ہے۔ آپ مجھے بتائیں موجودہ حکومت کے دور میں جس قدر اسلام بدنام ہوا ہے اس سے پہلے کبھی بدنام ہوا تھا؟ کیا اسلام کے خلاف جو بے پردہ خواتین نے نعرے لگائے اس کی مثال پہلے کبھی ملتی ہے؟ آج تو ہم مسلمانوں کے لئے مرجانا بہتر ہے۔ لیکن یہ سب کس کی وجہ سے ہوا ہے؟ اسی حکومت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ان کو یہ جرأت ہوئی کہ انہوں نے سڑکوں پر نکل کر اسلام کے خلاف نعرے لگائے۔ آج کیا شراب کے لئے پرمٹ جاری نہیں کئے جا رہے؟ کیا موجودہ حکومت کے دور میں بے حیائی اپنی انتہاء تک نہیں پہنچ گئی؟ ذرائع ابلاغ اور اخبارات میں، دوسری چیزوں میں ہم نے گزشتہ ادوار میں یہ کچھ نہیں دیکھا تھا۔ فرقہ واریت، رشوت اور دوسری برائیاں

موجودہ حکومت کے دور میں جس عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا خصوصاً فرقہ واریت کے بارے میں ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ فرقہ واریت اس حد تک پہنچ جائے گی۔ قومیت کے نعروں نے جس قدر اس حکومت کے دوران میں زور پکڑا ہے گذشتہ حکومتوں میں ایسا نہیں تھا۔ ان سب میں موجودہ حکومت شریک ہے اور استعمار کی آلہ کار بن چکی ہے؟ ہم یہاں سے علی الاعلان کہتے ہیں کہ اگر واقعا یہاں کی انتظامیہ مخلص ہے اور وہ فرقہ واریت کو ہوا نہیں دینا چاہتے اور وہ چاہتے ہیں کہ ذریعہ اسماعیل خان کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن جائیں اخوت اور محبت کے ساتھ زندگی گزاریں اگر موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ قومیت کے اثرات یہاں تک نہ پہنچیں تو ان کو اس قسم کے غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ فیصلے نہیں کرنا چاہئیں اور اگر انہوں نے کئے بھی ہیں تو ان کو واپس لینا چاہیے۔ میں آ رہا تھا تو میں نے راستے میں جگہ جگہ پولیس کو دیکھا میں اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کیا ہم حکومت پر بغض کرنا چاہتے ہیں جو اتنی پولیس جمع ہے، نہ ہمارا کوئی بھائی توڑ پھوڑ کے لئے جمع ہوا ہے اور نہ کسی غلط اقدام کے لئے ہم تو اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اپنی مظلومیت بیان کریں۔

ہم کہتے ہیں کہ جب بیسیوں سال اس روٹ پر سید مظلومان امام حسینؑ کا جلوس چلا رہا ہے تو اب بھی اس کو بحال رکھا جائے۔ اگر اس روٹ کو تبدیل کیا گیا تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگی۔ ہمارے بھائی احتجاجی طور پر یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اپنی مظلومیت بیان کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حکومت اس قدر پولیس کو سڑکوں پر لا کر خواہ مخواہ تصادم کرنا چاہتی ہے اور اس مسئلے کو حریف بگاڑنا چاہتی ہے۔ اگر حکومت کے عزائم غلط نہیں ہیں تو کس گناہ میں سید اور عزادار کو کئی دن سے قید کیا ہوا ہے اور جیل میں ڈال رکھا ہے۔ ان کا کیا قصود ہے؟ کیوں یہاں کی انتظامیہ خواہ مخواہ اس مسئلے کو خراب کرنا چاہتی ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مسئلہ اس سے

زیادہ پیچیدہ نہ ہو اور افہام و تفہیم کے ساتھ حل ہو جائے لیکن حکومت جس قسم کی حرکات انجام دے رہی ہے تو اگر ہمارے جوانوں کے احساسات و جذبات ہمارے قابو سے باہر ہو گئے تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت حسن تدبیر سے کام لے اور حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے ذریعہ اسماعیل خان کے مومنین کے احساسات و جذبات کا احترام کرے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس کے نتیجے میں اسے کوئی بڑی زک اٹھانی پڑے۔ جس طرح کہ مجھ سے پہلے بھائی نے تقریر میں کہا یہ مسئلہ ذریعہ اسماعیل خان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں بھی شیعہ رہتے ہیں ہر جگہ پر اس کا اثر پڑے گا اور یقیناً اس مسئلے میں وہ ذریعہ اسماعیل خان کے مومنین کے تعاون کے لئے یہاں پہنچیں گے۔

حسینؑ سب کا۔

میں ذریعہ اسماعیل خان کے اہل سنت بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ حسینؑ صرف شیعہ کا نہیں ہے حسینؑ آپ کا بھی ہے جس قدر حسینؑ کا شیعہ پر احسان ہے اس قدر حسینؑ کا آپ پر بھی احسان ہے جو بھی نماز پڑھے جو بھی کلمہ توحید پڑھے جو بھی احکام و عبادات بجالائے اس پر حسینؑ کا احسان ہے اگر حسینؑ سب مسلمانوں کا ہے تو پھر آپس میں لڑائی کس بات کی؟ اگر شیعہ امام حسینؑ کی عزاداری کرنا چاہتے ہیں تو ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی آکر ان کے ساتھ عزاداری میں شرکت فرمائیں لیکن اگر آپ بعض وجوہات کی بناء پر شرکت نہیں فرمانا چاہتے تو کم از کم آپ کی طرف سے ہمارے لئے اتنی مراعت نہیں ہونی چاہیے۔

سنی اور شیعہ کا دشمن کون؟

برادر مسلمان! آپ کو جان لینا چاہیے کہ آج نہ شیعہ سنی کا دشمن ہے اور نہ

سنی شیعہ کا بلکہ دونوں کا دشمن استعمار اور کفر و سامراج ہیں جو ہمیں آپس میں لڑاتے ہیں۔ برادر مسلمان! آؤ سب مل کر پرچم اسلام، کلمہ توحید اور اقدار اسلامی کی سر بلندی کے لئے دشمنان اسلام کے خلاف متحد ہو جائیں اور میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ہماری ان مخلصانہ باتوں کو غور سے سنیں اور ان کا مثبت جواب دیں اور ہم سب مل کر آپس میں محبت و اخوت کے ساتھ مسئلے کو حل کریں اور ذریعہ اسماعیل خان میں برادری و اخوت کی فضا برقرار کریں اور ساتھ ہی میں اپنے شیعہ بھائیوں کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا۔ اے عزاداران حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ میں کس مشن کے لئے یہ عزاداری کر رہا ہوں میں جو سڑک پر آتا ہوں ہم جو امام بارگاہ میں یا مسجد میں جمع ہوتے ہیں وہ عظیم و بلند تر مقصد جس کے لئے سید شہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظیم قربانی دی ہے وہ مقصد اور فلسفہ شہادت کیا ہے؟ ہمیں اس مشن کو مد نظر رکھ کر آگے بڑھنا چاہئے ہر وہ بات ہر وہ تقریر ہر وہ تحریر ہر وہ قدم جس سے حسینی مشن کو نقصان پہنچے اس کام سے اس بات سے اس قلم سے اس تحریر سے اس تقریر سے ہمیں اعراض کرنا چاہیے۔ برادر عزیز آپ تو یہ توقع رکھتے ہیں کہ سنی بھائی آپ کے ان احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں تو اسی طریقے سے وہ آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی ان کے احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں جس طریقے سے آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپ کے مقدسات کا احترام کریں اسی طریقے سے وہ آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی ان کے مقدسات کی توہین نہ کریں۔

ایک حدیث معصومہ

برادر مسلمان! واقعا ہم نے تشیع کو نہیں سمجھا۔ ابھی جس طرح میرے بھائی نے وہ حدیث کا جملہ پڑھا۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں (ہماری معتبر کتابوں میں یہ حدیث

موجود ہے کہ) اگر کسی قصبے میں ایک لاکھ کی آبادی ہو اور ان کے اندر صرف ایک شیعہ رہتا ہو تو تقویٰ شیعہ کے لحاظ سے عمل صالح کے لحاظ سے دیانتداری کے لحاظ سے اس سو ہزار کی آبادی میں اس شیعہ کو سب سے بالا تر ہونا چاہیے۔ برادر عزیز! شیعہ یعنی تقویٰ شیعہ یعنی دیانتداری شیعہ یعنی صداقت۔ ہمیں ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں دیر سے پہنچا اور آپ کو میں نے زحمت دی اب چونکہ مغرب کا وقت ہونے والا ہے اس لئے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور یہ عرض کروں کہ یہ مسئلہ فقط آپ کا مسئلہ نہیں ہے چونکہ عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے شیعوں کا مسئلہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل ترین قربات و عبادات میں سے ہے شعائر اللہ میں سے ہے اور ہماری شہرہ رگ ہے پھر اگر عزاداری سب شیعوں کا مسئلہ ہے تو پھر انشاء اللہ ہم مل کر اس مسئلے کو حل کریں گے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ابھی اسی وقت اور اسی مجلس میں مسئلہ حل کر دیں گے لیکن الحمد للہ ذریہ اسماعیل خان میں آپ کے ذمہ دار افراد موجود ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہیں کس طریقے سے قدم اٹھانا ہے، ہم بھی ان کے ساتھ انشاء اللہ مل کر اور حسن تدبیر کے ساتھ اس مسئلے کو حل کریں گے اور جس طریقے سے ہمارے بھائیوں نے مجھ سے پہلے تقاریر میں کہا کہ روٹ کی تبدیلی ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے اور کون سے مسائل آتے ہیں اور اس کا اثر دیگر کون سے مسائل پر پڑتا ہے۔ اس لئے ہم روٹ اور لائسنس وغیرہ کو غیر عاقلانہ اور غیر منصفانہ سمجھتے ہیں اور یہاں کی انتظامیہ سے ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فیصلے کو واپس لے لے اور ہم اپنے سنی بھائیوں سے مل کر اخوت کے ساتھ برادری کی فضا میں افہام و تفہیم کے ذریعے مسئلے کو حل کر دیں گے اور آخر میں میں آپ سارے بھائیوں کا اور بہنوں کا ایک

مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خداوند متعال ہم اور آپ کو اپنی اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمائے اور پھر ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عزاداری سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شایان شان طریقے سے برپا کریں تاکہ خدا قیامت کے دن ہم سب کو سید الشہداء کے عزاداروں کی صف میں شامل فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

jabir.abbas@yahoo.com

کویتہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ  
الْاٰخِرِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی الْمَغْضُوْمِیْنَ مِنْ اٰلِهِ  
وَالْمُنْتَجِبِیْنَ مِنْ صَحْبِهِ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ وَ  
بَعْدُ فَقَدْ قَالَ الْعَظِیْمُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَمَنْ یَّكْفُرْ  
بِالطَّٰغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ  
اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ (بقرہ - ۲۵۶)

مسلمان ایک عظیم طاقت -

میرے مسلمان بھائیو! اس وقت میں زیادہ مزاحم نہیں ہونا چاہتا اتنا عرض کرنا  
چاہتا ہوں کہ ہم اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور ان چیزوں  
میں سے ایک اہم چیز جسے ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان  
بھائیوں کو یہ احساس دلوائیں کہ آپ بہت بڑی قوت اور طاقت ہیں۔ مسلمان خواہ وہ  
پاکستان کے مسلمان ہوں خواہ دوسری جگہوں کے مسلمان ہوں اس وقت وہ احساس  
کتری میں مبتلا ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو احساس کتری سے  
نکال دیں اور ان کو باور کرائیں کہ جو قوت ان میں ہے اور جو کچھ وہ کر سکتے ہیں وہ  
کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اس احساس کتری کے نتیجے میں ہمارے جوانوں اور بوڑھوں  
کے ذہنوں میں یہ بات پنہنے ہوگئی ہے کہ اگر ہم زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو یا ہمیں  
روس کے ساتھ مربوط ہونا یا امریکہ کی غلامی اختیار کرنی چاہئے۔

ہم جدوجہد کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ باور کرانا چاہتے  
ہیں کہ روس اور امریکہ ہماری جان و مال و ناموس کے دشمن ہیں اور یہ کبھی بھی ہمیں



عزت، شرافت اور ترقی نہیں دے سکتے اور اس بات کی ہمارے پاس دلیل موجود ہے۔ من جملہ دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ پاکستانی اخبارات میں گزشتہ سال یہ خبر آئی تھی کہ روس اور امریکہ کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر امریکہ خلیج فارس میں ایران کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے تو روس کچھ نہیں کہے گا۔ اسی طرح روس کی افغانستان میں موجودگی پر امریکہ کچھ نہیں کرے گا۔ اور ہم نے دیکھ لیا کہ اگر افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کو کچل دیا جاتا ہے تو روس کے ساتھ امریکہ کا بھی ہاتھ ہے۔ اگر امریکہ خلیج فارس پر حملہ کرتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ اس نے روس کو ضرور اس کی خبر دی ہوگی اور روس سے اس کی اجازت لی ہوگی۔

ہم اپنے بھائیوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ روس ہمارا دوست ہے نہ امریکہ۔ اگر ہمیں کوئی عزت دے سکتا ہے تو وہ صرف خدا اور اسلام ہے۔ اگر ہم استحکام حاصل کر سکتے ہیں تو اسلام اور ایمان کی بناء پر۔ لیکن میرے عزیز مسلمان بھائیو! آپ پاکستان میں رہ رہے ہیں اور فلاں طبقے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں کبھی فلاں کتب کے ساتھ۔

آزاد مرد کون ہوتا ہے؟

جب روز عاشور امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیموں پر یزیدی لشکر نے حملہ کیا تو اس موقع پر امام حسینؑ نے ایک جملہ فرمایا کہ اگر تم دین نہیں رکھتے اگر تم دیندار نہیں ہو اگر نماز پر عقیدہ نہیں رکھتے تو آزاد مرد بن جاؤ آزاد مرد وہ ہوتا ہے جو کسی حکومت کی حمایت عبادت سمجھ کر نہیں کرتا۔

میں پاکستان کے مسلمانوں سے عرض کروں گا کہ اگر آپ دیندار نہیں ہیں تو کم از کم آپ پاکستان میں آزاد مرد بن جائیں۔ روس کو ٹھوکر ماریں امریکہ کو بھی لات

ماریں اور دونوں کو پاکستان سے نکال دیں اور ہمارے لئے یہ ایک المیہ ہے کہ آج جہاں بھی ہماری اسلامی ملکیتیں ہیں یا روس کے ساتھ وابستہ ہیں یا امریکہ کے ساتھ۔ اور برائے نام غیر وابستہ تحریکوں کے ساتھ ان کے نام پائے جاتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ امریکہ یا روس کے اشارے پر سب کچھ کرتے ہیں۔

پاکستان کی سیاست کے فیصلے کہاں ہوتے ہیں؟ کیا اسلام آباد میں ہوتے ہیں؟ نہیں! یہ فیصلے ہم پر مسلط کئے جاتے ہیں۔ یہ ہمارے اور آپ کے فیصلے نہیں یہ کسی اور جگہ کئے جاتے ہیں۔ ہم کیوں نہ ہمت کریں اور اپنے مقدرات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں اور امریکہ و روس کی غلامی سے آزادی حاصل کریں۔

اسلام کی قدرت -

برادر مسلمان! قسم بخدا جو قدرت اسلام میں ہے وہ کسی اور مکتب کے نظام میں نہیں ہے۔ اگر اسلام میں قدرت نہ ہوتی تو امریکی صدر اور گوربا چوف یہ نہ کہتے کہ امریکہ اور روس کو اندرونی اختلافات کو بھلا کر اسلامی انقلاب کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ اگر اسلام میں قدرت نہ ہوتی تو جیسا کہ اخبارات نے لکھا ہے کہ روس ایک ارب ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے صرف اس لئے کہ اسے اسلامی تعلیمات سے خطرہ لاحق ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایرانی ملا قرآن کی تفسیر کے بہانے اپنی فکر سے سوشلزم پر یلغار کر چکے ہیں۔ روس کے اندر خطرہ پیدا ہوا ہے۔ اسلام میں اگر قدرت نہ ہوتی تو کل کمیونسٹ کہتا تھا کہ دین ایک نشہ ہے اگر یہ نشہ ہے تو پھر انہیں گمراہا نہیں چاہئے۔ ان کو تو خوش ہونا چاہئے کہ جتنا پیغام زیادہ دیں گے جتنا لوگوں کو نشہ دیں گے اتنا ہی کمیونسٹوں کو زیادہ موقع ملے گا یہ تو اسلام کی قدرت کی نشانی ہے کہ روس اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتا ہے۔

برادر مسلمان! ہمیں یہ افسوس ہے کہ ہمارے سربراہ اب تک مسلمان نہیں

ہیں۔ نہ نام کے مسلمان ہے نہ ان کے دلوں میں اسلام ہے ان کے ذہنوں میں اسلام ہے نہ ان کے گھروں میں اسلام ہے۔ کسی جگہ بھی نہیں۔ یہ جو غلطیاں اور خامیاں ہیں یہ ہم سب مسلمانوں کی وجہ سے ہیں۔ اسلام میں جو قدرت ہے اسلام نے جو نظام پیش کیا ہے یہ سب مظلوم کے لئے ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ کسی جگہ پر کسی بڑے سیاسی لیڈر نے ایک غریب مزدور کا ہاتھ چوم لیا ہو لیکن یہ انکار صرف اسلام کو حاصل ہے۔

### ایک محنت کش کا قصہ۔

جب بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس آرہے تھے اور مدینہ کے مزدور اور غریب لوگ نیز صحابہ کرام آپ کے استقبال کے لئے آئے تو ایک صحابی کے ہاتھ پر چھالے پڑے ہوئے تھے۔ اسے جب رسول خدا سے مصافحہ کیا اور رسول پاکؐ کے ہاتھ نے اس کے ہاتھ کو لمس کیا تو اس سے سوال کیا کہ یہ کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کام کرتا ہوں، مزدوری کرتا ہوں اور اس مزدوری کی وجہ سے میرے ہاتھ پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہاتھ کو چوم لیا اور فرمایا: ان ہاتھوں کو جہنم کی آگ کبھی بھی لمس نہیں کر سکتی۔

اسلام میں مساوات ہے۔ یہ طبقاتی نظام جو مسلمانوں میں رائج ہے یہ اسلامی نظام نہیں ہے۔ اسلام میں آپ خود دیکھ لیں سیاہ و سفید اور عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حسم بخدا کوئی نظام اسلامی نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہم بد بخت ہیں کہ ہم نے اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ جس طرح کہ شہید سید جمال الدین افغانی اسد آبادی کا فرمان ہے کہ اگر ہم مغرب کو اسلام کا تعارف کرانا چاہتے ہیں تو ہم ان کو بتائیں

کہ بابا ہم صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ ہم جغرافیائی مسلمان ہیں۔ تاکہ وہ لوگ ہمارے گھروں اور شہروں میں آکر یہ ظلم و ستم، ناانصافیاں اور فحشاء و منکرات دیکھ کر اسلام سے متنفر نہ ہو جائیں۔

آج سے چار سال قبل ایران کے قومی جشن کے موقع پر میں وہاں گیا تو وہاں یمن کے ایک آدمی کے ساتھ میری بات چیت ہو رہی تھی تو اس نے کہا کہ میں بھی مسلمان ہوں اور میرے بچے بھی مسلمان تھے لیکن اب وہ ناہی بن گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ عرب شیوخ ہمارے علاقوں میں آکر کلبوں میں جو کچھ کرتے ہیں جب میرے بچوں نے دیکھا تو کہا بابا اگر یہی اسلام ہے تو ہمیں اجازت دیجئے ہمیں ایسے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں۔

اب اگر ایک آدمی اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتا ہے تو اب اس کے جرم کو اسلام کے کھاتے میں نہ ڈالیں جس طرح کہ آپ دیکھتے ہیں کہ پارلیمنٹ نہیں ہے آئین و قانون نہیں ہے۔ جس طرح کہ ایک اسلامی مملکت کے سربراہ جس کا نام نہیں لوں گا۔ ایک یونیورسٹی میں مجھے تو ایک طالب علم نے سوال کیا کہ ہمارے ملک کا قانون کیا ہے؟ ہمیں بتائیں۔ تو اس سربراہ نے جواب دیا قانون میرے ہاتھ میں ہے جو کچھ میں لکھتا ہوں وہی قانون ہے۔ یعنی ہم اسلامی ممالک کے سربراہوں میں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو قانون کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہیں۔

ایمان اور جذبہ شہادت کی ضرورت۔

میرے مسلمان بھائیو! کل امریکہ نے لیبیا پر حملہ کیا اور اپنی دہشت گردی کا ثبوت ساری دنیا کو دیا اسی طرح کل ایران، شام یا ہم پر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ ایران کے عظیم مجاہد حجت الاسلام و المسلمین ہاشمی رفسنجانی نے بھی جمعہ کے خطبہ

میں امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مرد ہو تو آؤ اور ایران پر حملہ کر دو پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ ہر قسم کے مادی وسائل امریکہ کے پاس ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ایران کے پاس اللہ ہے، ایمان ہے، جذبہ شہادت ہے۔ اگر ہم اور آپ بھی جذبہ شہادت لے کر نکلیں تو پھر ہمیں امریکی امداد کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ پھر ہمیں کبھی بھی امریکہ کے آگے ہاتھ پھیلاتا نہیں پڑے گا۔ ہم خود اپنا قانون حاصل کریں گے اور ایمان کے ساتھ کفار کا مقابلہ کریں گے۔

ہمیں اسلام کی طرف بڑھنا چاہئے۔ قرآن کی طرف بڑھنا چاہئے۔ نہ روس ہمارا مہربان ہے نہ امریکہ۔ اگر افغانستان میں روس مسلمانوں کو کٹوا سکتا ہے تو کل جب ہم اسکی بات نہیں مانیں گے تو پھر ہمیں بھی کٹوائے گا۔ امریکہ اگر لیبیا پر حملہ کر سکتا ہے تو کل ہم پر بھی کر سکتا ہے۔ یہ ہماری جان کے دشمن ہیں۔ ہمارے ملک کے دشمن ہیں ان کو اپنے مفادات سے کام ہے نہ انہیں ہمارے ساتھ پیار ہے اور نہ ہی ہمارے دین کے ساتھ پیار ہے بلکہ انہیں اپنے مفادات عزیز ہیں۔

پس ہمیں بیدار ہونا چاہئے احساس کتری سے نکلنا چاہئے اور خدا کی طرف اسلام کی طرف بڑھنا چاہئے۔ میرا صرف یہ پیغام تھا کہ ہماری تحریک کے کچھ اہداف ہیں اور ایک ہدف یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اسلام کی طرف متوجہ کریں۔ احساس کتری کو ختم کریں۔ یہ سب سے بڑا سرمایہ ہے اور ہم یہ گمشدہ سرمایہ مسلمانوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کر بلائے کوئٹہ (اپریل ۸۶ء) میں شہید کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھ جولائی سے لے کر اب تک شیعہ اور خاص کر مظلوم ہزارہ قبیلے پر کیا کیا مصیبتیں نازل ہوئی، یہ مصیبتیں جو ان مظلوموں پر نازل کی گئیں، ان کا جرم کیا تھا؟ چھ جولائی کے دن مظلوم اور محروم ملت تشیع یہ مطالبہ کر رہی تھی کہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرتا ہے تو شیعہ ایمان حیدر کراڑ کے لئے فقہ جعفریہ نافذ کی جائے اور حکومت نے چھ جولائی ۱۹۸۰ء کو جو معاہدہ کیا تھا اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

کیا ہم سب مجرم ہیں؟

کیا کسی کو یہ کہنا کہ تم نے جو عہد کیا ہے اس پر عمل کرو، یہ جرم ہے؟ کیا ایک جگہ جمع ہو کر پر امن طور پر اپنے حق کے لئے مظاہرہ کرنا جرم ہے؟ آخر ان مظلوموں کا جرم کیا تھا؟ ان مظلوموں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ تعاون کر کے پاکستان بنایا اور اب تک اس پر قائم ہیں اور پاکستان کے وفادار ہیں۔ ان مظلوموں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے نہ روس نہ امریکہ اور مردہ باد امریکہ مردہ باد روس کا نعرہ لگایا تاکہ پاکستان میں شیعہ دینی سب مل کر تعاون کے ساتھ زندگی گزاریں۔ اگر یہ جرم ہے تو ہم سب مجرم ہیں کیونکہ ہم سب پاکستان کے وفادار ہیں، ہم نے پاکستان بنایا ہے، اس کے تحفظ کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہمیشہ پاکستان کے وفادار رہیں گے۔

اس حکومت نے بے غیرتی اور بزدلی کا ثبوت دیتے ہوئے ملت غیور شیعہ ہزارہ قبیلے اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پر کیا کیا تہمتیں لگائیں۔ کیا کیا ناروا باتیں ہمارے ساتھ منسوب کی ہیں۔ لیکن ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر سچ ہے اور تمہارے پاس ثبوت موجود ہیں تو سامنے لاؤ اور اگر تمہارے پاس ثبوت

نہیں ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو پھر کیوں پاکستان کے وقار اور پر امن شہریوں کے خلاف جھوٹی باتیں اور ہتھتیس نشر کرتے ہو۔

شہدا کو خراج عقیدت۔

اے کوئٹہ کے غیور شیعو! آپ کے سامنے بات کرنے میں مجھے شرم محسوس ہوتی ہے، میں اپنے آپ کو تمہارے سامنے چھوٹا محسوس کرتا ہوں اس لئے کہ آپ نے دین و مذہب کے لئے قربانیاں دیں، آپ کے درمیان شہداء کے والدین، بہنیں، بھائی اور دیگر قرباندار موجود ہیں۔ مجھے شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ میں کس طرح آپ بزرگوں اور اس عظیم قوم کے سامنے بات کروں۔ آپ نے قربانیاں دے کر فقہ جعفریہ کو زندہ کیا ہے۔ آپ نے اپنے خون سے فقہ جعفریہ کی تاریخ میں وہ باب رقم کیا ہے جو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ میرے عزیز بھائیو! آپ کا حوصلہ اور صبر و استقامت حیران کن ہے۔ درود و سلام ہو ان شہداء پر جنہوں نے بدر و احد و کربلا کے شہیدوں کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے دین مبین اسلام کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ درود و سلام ہو ان زہنیوں پر جنہوں نے دین اسلام کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور بعض افراد مظلوم ہو گئے۔ درود و سلام ہو ملت کے ان فرزندوں پر جو دین مبین اسلام کی خاطر دس مہینے تک جیل میں رہے۔ درود و سلام ہو ان ماؤں اور بہنوں پر جنہوں نے ہر قسم کی مصیبت برداشت کی۔ ہم سلام پیش کرتے ہیں ان کے پاکیزہ دلوں اور حوصلے و استقامت کو جس نے ہمیں حوصلہ بخشا۔

ملت کا جذبہ فداکاری۔

میں نام نہیں لیتا چاہتا لیکن جب کرفو کے دوران رات کے ایک بجے جب میں نے خود ایک اسیر کے قریبی عزیز سے فون پر بات کی تو جواب میں ان کے الفاظ یہ تھے کہ یہ تو تمہارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ تو ہمیں درایت میں ملا ہے آپ

ہمارے لئے فکرمند نہ ہوں بلکہ اپنے مقصد کی طرف توجہ رکھیں جس مقصد کے لئے ہمارے عزیزوں نے خون دیا ہے اور جس مقصد کے لئے ہمارے جوان قید میں ہیں۔ درود و سلام ہو ان ماؤں اور بہنوں پر جنہوں نے ایسے فرزندوں کو اپنے دامن میں تربیت دی کہ جنہوں نے اپنی جان کو اسلام پر قربان کر دیا۔ ملت جعفریہ کے عزیزو! یہ جذبہ و احساس جو میں نے آج مرد و خواتین، جوانوں اور بچوں میں دیکھا ہے تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ان شہداء کے خون کی حرارت ہے جس نے ان جوانوں اور خواتین کے خون کو جوش دلایا ہے کہ آج وہ دین کی خاطر اسلام و قرآن کی خاطر اور فقہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی خاطر میدان میں آ گئے ہیں۔

برادران اسلامی! ہم آپ کی خدمت میں پر غلوں اور دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو کچھ آپ کے احساسات ہیں جس طرح کا جذبہ آپ کے دل میں پایا جاتا ہے اگر انشاء اللہ پورے پاکستان کے مسلمانوں کا یہ جوش و دلولہ رہا تو یقیناً پاکستان میں بھی ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

ظالم کی مخالفت اور مظلوم کی حمایت۔

اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ مظلوم کی حمایت ہو اور ظالم کی مخالفت ہو تو یہ نعرہ پاکستان تک محدود نہیں ہے بلکہ پاکستان کے باہر بھی جہاں جہاں ظلم ہو رہا ہے اور جو بھی ظلم کر رہا ہے خواہ وہ گوربا چوف ہو، خواہ وہ صدام ہو، خواہ وہ ریگن ہو یا ان کے ایجنٹ ہوں ہم ان سب کے خلاف ہیں اور جن پر یہ ظالم ظلم کر رہے ہیں ہم ان سب مظلوموں کے ساتھ ہیں۔

برادران ایمانی! آج آپ نے اپنے بھائیوں کو کہ جو دس صیغے سے جیل میں تھے آزادی دلوائی ہے تو یہ آپ کی ذمہ داری تھی کہ ان کو آزادی دلوآتے۔ وطن



عزیز پاکستان بھی اب تک امریکہ کی غلامی میں ہے، ہم اب تک آزاد نہیں ہیں، دوسرے اسلامی ممالک یا روس کے قبضہ میں ہیں یا امریکہ کے۔ اب سب کو بھی آپ نے آزادی دلوائی ہے۔ سنی و شیعہ کو متحد ہو کر، فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ان طاغوتوں کے خلاف میدان میں آنا ہے۔

سنی و شیعہ اتحاد۔

چھ جولائی کے دن سے حکومت اس کوشش میں ہے اور یہ سازش کر رہی ہے کہ اس مسئلہ کو شیعہ سنی رنگ دے دیا جائے۔ درود و سلام ہو کوئٹہ کے مسلمانوں خصوصاً اہل سنت و الجماعت پر جن کی دامنائی اور فہم و فراست کے نتیجے میں حکومت کی سازش ناکام ہو گئی ہے اور انہوں نے بروقت اقدام کر کے اس فساد کو جو حکومت چاہتی تھی کوئٹہ کی فضاؤں سے باہر نکال دیا۔ حکومت کی یہ سازش کہ پورے ملک میں سنی شیعہ کے مسئلے کو پھیلایا جائے، مسلمانان کوئٹہ نے ناکام بنا دی ہے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ اپنا خون ملا کر دنیا اور حکومت پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ سنی و شیعہ کا خون اسلام و قرآن کے تحفظ کے لئے اکٹھا ہے گا اور یہ کبھی ایک دوسرے کے خلاف اٹھ نہیں اٹھائیں گے۔

میرے مسلمان بھائیو! اگر آج ہم فراست و دور اندیشی سے کام لیں تو یقیناً دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام بنا کر اسلام کی سربلندی، نظام اسلامی کے نفاذ اور شریعت کی بالادستی کے لئے مل کر کام کر سکتے ہیں۔

شریعت بل کے بارے میں شہید کا موقف۔

ہم مسلمان ہیں، ہم شریعت کی بالادستی چاہتے ہیں لیکن ایسی شریعت جو صرف ایک مسلک کی ترجمانی نہ کرے بلکہ تمام مذاہب کی ترجمان ہو اور سب مسلمانوں کی ترجمانی کرے۔ ہم موجودہ شریعت بل کی اس لئے مخالفت نہیں کرتے کہ یہ شریعت

مل ہے بلکہ ہم بھی شریعت کی بالادستی چاہتے ہیں لیکن چونکہ یہ شریعت مل صرف ایک مسلک کی ترجمانی کرتا ہے اور پوری ملت اسلامیہ کی ترجمانی نہیں کرتا لہذا ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہم نے سینٹ کے چیئرمین کو اپنی اصلاحات و ترمیمات بھیج دی ہیں ہم اس شریعت مل کو ان اصلاحات و ترمیمات کے ساتھ قبول کرتے ہیں لیکن اگر موجودہ صورت میں یہ مل پاس کیا گیا تو ہمیں منظور نہیں ہے اور مستقبل میں اس کے خطرناک نتائج بھی برآمد ہو سکتے ہیں۔

**صبر و استقامت کی تلقین۔**

حکومت نے ہم پر یہ تہمت لگائی ہے کہ ہم شرپسند اور انتہا پسند ہیں مگر ان دس مہینوں میں آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ دہشت پسند نہیں ہیں بلکہ پرامن شہری ہیں۔ آپ کو کئی مواقع ملے مگر کسی جگہ آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے حکومت کو پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد بھی میں آپ سے توقع کروں گا اور اپنی کروں گا کہ ہمیشہ صبر و استقامت کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتے رہیں۔

**حکومت سے مطالبات۔**

حکومت سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے اسیروں کو تو آپ نے رہا کر دیا ہے لیکن آگے ہمارے مطالبات یہ ہیں کہ ان مظلوموں پر جو جوئے مقدرات حکومت نے قائم کئے ہیں ان کو فوری طور پر واپس لیا جائے اور ہمارے شہداء اور زخمیوں کو معاوضہ بھی ادا کیا جائے۔ جس طرح پاکستان میں دوسری جگہوں پر بھی اس قسم کے واقعات بلکہ اس سے سخت تر اور خطرناک واقعات پر بھی معاوضے دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا جو سامان لوٹا گیا ہے خواہ وہ کرنفو کے دوران تھا یا اس سے پہلے وہ واپس کیا جائے۔

ہم پرامن ہیں اور پرامن رہیں گے اب تک ہم نے پرتشدد قدم نہیں اٹھایا لیکن حکومت بھی فراست و دور اندیشی اور ہوشیاری کے ساتھ قدم اٹھائے۔ اپنے لئے بھی مسائل پیدا نہ کرے اور ہمیں بھی انتہائی اقدام پر مجبور نہ کرے۔ صوبہ بلوچستان کی حد تک ہمارے جو مطالبات ہیں وہ یہاں کی صوبائی حکومت فوری طور پر پورے کرے اور مرکزی حکومت سے ہمارے جو مطالبات ہیں جن کے لئے ہمارے شہداء نے خون دیا ہے، ہمارے جوان زخمی ہو کر مظلوم ہو گئے ہیں، جن کے لئے ہماری ماؤں اور بہنوں نے 'علماء اور غیر علماء نے حتیٰ کہ بچوں نے قربانیاں دی ہیں اور جو کہ ہمارا اصل مقصد ہے یعنی چھ جولائی ۱۹۸۰ء کے معاہدے پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے اور اس کی خلاف ورزی ترک کر دی جائے۔

ہے ہماری درسگاہ کربلا کربلا۔

آخر میں آپ سے یہ بات کر کے میں اجازت چاہتا ہوں کہ برادران عزیز! لوگ جیلوں میں بھی جاتے ہیں، قربانیاں بھی دیتے ہیں، 'کوزے بھی کھاتے ہیں' آپ بھی جیلوں میں گئے کرفو کے دوران آپ کو بند قوتوں سے مارا بھی گیا، بھڑ گئے مسلسل کرفو لگا کر چھوٹے بچوں کو گھروں میں رلا یا بھی گیا۔ ہر قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں آپ کو دی گئیں اور سب سے بڑھ کر جو زہانی جہتیں آپ پر لگائی گئیں اور کسی قسم کی کسر اٹھانے کی گئی مگر جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کی قربانیاں دوسرے افراد کی قربانیوں سے مختلف ہیں اس لئے کہ دوسرے لوگ دنیاوی یا مادی قسم کے مطالبات کے لئے قربانیاں دیتے ہیں مگر آپ نے جو مصیبتیں برداشت کی ہیں جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ خدا کے لئے، اسلام کے لئے، قرآن کے لئے اور اہل بیت کے لئے ہیں۔

برادران من! جو کام خدا کے لئے ہو وہ اور ہوتا ہے اور جو غیر خدا کے لئے

ہو وہ اور ہوتا ہے۔ یوم عاشورا! جب حضرت علی اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقوم پر خالم نے تیر مارا اور ان کی مبارک گردن سے خون بہنے لگا تو سید شہداءؑ نے اس خون کو ہاتھ میں اٹھا کر اور آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ اے خدا! جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے تو اسے دیکھ رہا ہے چونکہ یہ سب تیرے لئے ہے لہذا یہ سب کچھ میں آسانی سے برداشت کر سکتا ہوں۔ برادران عزیز! سید الشہداءؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عظیم مصیبت کو آسانی سے برداشت کیا چونکہ یہ خدا کی ذات کے لئے تھی۔ لہذا آپ پر جو بھی مصیبتیں آئی ہیں اور آئندہ بھی ہو سکتا ہے اس سلسلے میں کچھ مصیبتیں آپ پر آئیں لیکن ہمیں خوشی کے ساتھ ان مصیبتوں کا استقبال کرنا چاہیے اور خوشی کے ساتھ ان کو قبول کرنا چاہیے۔ اگر ہماری ماؤں اور بہنوں کو تکلیف پہنچی ہے تو وہ بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی مصیبتوں کا تذکرہ کریں۔ حضرت ام ربابؓ کی تکلیفوں کو یاد کریں۔ اہل بیت اطہارؑ کی مستورات پر جو مظالم کربلا و کوفہ اور شام کے سفر میں ہوئے ان کو یاد کریں تو پھر ان پر مصیبتیں آسان ہو جائیں گی۔ اگر کسی کا جوان بیٹا شہید ہوا ہے تو وہ سید الشہداءؑ کے جوان بیٹے حضرت علی اکبرؑ کو یاد کریں۔ اگر کسی تازہ عروس کا ہسر (شوہر) اس سے جدا ہوا ہے تو وہ کربلا کی عروس کو یاد کرے۔ یہی کربلا کے واقعات ہیں کہ ہمارے سارے مسائل اور ساری مشکلات کو آسان کرتے ہیں۔ بخدا یہی کربلا کے مصائب ہیں جنہوں نے امام فطینیؒ کے دل کو پہاڑ کی طرح مضبوط بنا دیا ہے۔ امام فطینیؒ کو جو تکالیف پہنچی ہیں ان کے مقابلے میں ان کا دل پہاڑ کی طرح اس لئے مضبوط ہے کہ ان کے سامنے کربلا کے مصائب ہیں۔ ہمارے اور آپ کے سامنے بھی کربلا کے مصائب ہونے چاہئیں۔

”يَا عِبَادَ اللَّهِ اَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ“

آخر میں یہی عرض کروں گا کہ ”يَا عِبَادَ اللَّهِ اَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ“

برادران عزیز! خدا کے لئے تقویٰ اختیار کریں، تقویٰ اختیار کیجیے، تقویٰ اختیار کیجیے۔ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار نبی البلاغہ میں ہمیں تقویٰ کی طرف بلا رہے ہیں۔ مرد ہے یا خاتون تقویٰ کو اپنا پیشہ بنائے، خدا کے لئے کام کرے۔ ”إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ ہمارا سب کچھ خدا کے لئے ہونا چاہیے۔ اگر کسی پر غصہ کریں تو خدا کے لئے اور کسی پر نیکی بھی کریں تو خدا کے لئے۔ اگر ہمیں حکومت کے ساتھ غصہ کرنا ہے تو بھی خدا کے لئے۔

ہم نے جو یہ اعلان کیا ہے کہ اگر حکومت نے ہمارے اسیروں کو رہا نہیں کیا تو ہم مجبور ہیں کہ یکم مئی کو پورے پاکستان سے ہجیمان حیدر کرار قاتلوں کی شکل میں بلوچستان کی طرف آئیں گے لیکن حکومت نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ہمارے اسیروں کو رہا کر دیا ہے۔ تو ہمارا یہ اعلان بھی خدا کے لئے تھا اور آگے ہمارے جو مسائل ہیں خصوصاً مرکزی حکومت کے ساتھ ہمارے جو مسائل ہیں اگر انہوں نے حل نہ کئے تو ہم احتجاج یا لاٹک مارچ یا کوئی اور اقدام کریں تو ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ کی طرف سے سب کچھ خدا کے لئے ہونا چاہیے۔

آخر میں ان شہداء کے لئے جنہوں نے فقہ جعفریہ اور قرآن و اہل بیت کے لئے اپنی جانیں پیش کیں اور راہ حق میں جام شہادت نوش کیا ایک سورہ فاتحہ پڑھیں۔ میں آپ سب بھائیوں اور جوانوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اسراء کو سنہ کی رہائی کے بعد قائد شہیدؒ کا جوانوں سے خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جوانوں سے توقعات۔

سب سے پہلے میں آپ حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے خلوص نیت سے کام کیا آپ نوجوانوں کے دل اسلام و مذہب کے عشق سے بھرے ہوئے ہیں آپ کے مبارک اور نورانی چہروں کی نزدیک سے زیارت کر رہا ہوں۔ میں خوشامد اور مبالغہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ حقیقتاً جو کچھ میں نے درک کیا ہے وہی بیان کر رہا ہوں۔ ہم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او کے اچھے نوجوان نظر آتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ الحمد للہ آج کے نوجوان کل کے نوجوانوں سے بہت بہتر ہو گئے ہیں یعنی کل کا نوجوان صرف اس فکر میں تھا کہ وہ سکول یا کالج میں درس پڑھ کر سرٹیفکیٹ یا ڈپلومائے کر زندگی کے لئے کچھ ضروری کام کرے۔ لیکن آج کا نوجوان تعلیم کے ساتھ ساتھ جس مقصد کے لئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے وہ اس مقصد کو مد نظر رکھتا ہے وہ جس طرح ذاتی کاروبار میں کوشاں ہے اسی طرح وہ تہذیب نفس اور خدا کی طرف رغبت حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے اور یہ ہمارے لئے بہت زیادہ امیدوار کنندہ ہے۔ ہم سب بہنوں اور سب بھائیوں سے توقع رکھتے ہیں لیکن جس قدر آج کل ہم آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او کے نوجوانوں سے توقع رکھتے ہیں کسی دوسرے طبقے سے ہم اتنی توقع نہیں رکھتے بلکہ میں آپ سے عرض کروں گا جیسا کہ آقائے توسلی حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ علماء کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ میں آپ کی خدمت میں یوں تشریح کرتا ہوں کہ علماء کی شان پرندے کی سی ہے اور آئی۔ او آئی۔ ایس۔ او پرندے کے دو پر ہیں جن کے ذریعے علماء پرواز کر سکتے ہیں ان کے ذریعے وہ اغراض اور نیک

مقاصد جو علماء چاہتے ہیں یعنی اسلامی معاشرہ تشکیل دینا وہ جوانوں کے ذریعے اس مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں الحمد للہ یہاں آکر میں نے دیکھ لیا کہ یہاں پر مدرسے کے ساتھ آپ کا نزدیک سے ارتباط ہے یہ ہمارے لئے اور زیادہ خوشی کا باعث ہو گیا یعنی کل استعمار نے جو حربہ استعمال کیا تھا وہ یہ تھا کہ اسٹوڈنٹس کو علماء سے جدا کر دیا تھا۔ آج اسلامی ایران میں انقلاب کے باعث ہمارے پاکستان کے نوجوان بھی بیدار ہو گئے ہیں یا باہوش ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس خلا کو پر کر دیا ہے۔ باقاعدہ اپنے علماء کے ساتھ 'مدارس' کے ساتھ قوی ارتباط پیدا کیا۔ آج اگر آئی۔ او یا آئی۔ ایس۔ او کا سالانہ کنونشن ہوتا ہے یا مرکزی جلسہ ہوتا ہے تو اس میں یہاں کے متعدد علماء شرکت کرتے ہیں یہ دلیل ہے اس بات کی کہ آج ہمارے علماء اور نوجوانوں کے درمیان ایک مضبوط رشتہ اور رابطہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے دشمن کی سازشیں بحمد اللہ نفل ہو گئی ہیں۔

آقائے عزیز! یہ حدیث جو امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ جو طالب علم کی عظمت اور مقام پر دلالت کرتی ہے طالب علم صرف وہی نہیں ہے جو (دینی) مدرسے میں پڑھتا ہو یا قرآن پاک کا درس پڑھتا ہو بلکہ ہر وہ نوجوان خواہ وہ یونیورسٹی میں ہے خواہ وہ سکول میں ہے۔ خواہ وہ دینی مدرسے میں ہے۔ جس کی تعلیم کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ہے وہ طالب علم ہے یعنی اگر آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ درس پڑھ کے وہ نہیں جو آپ کے شعبہ سے متعلقہ ہے اور اس طرح اپنے بھائیوں کی 'مسلمانوں کی اور اسلام کی خدمت کریں۔ ڈاکٹر بن کر خدمت کریں۔ دوسرے شعبہ جات میں جا کر خدمت کریں تو آپ کا یہ درس پڑھنا عبادت ہے ان احادیث میں آپ بھی شامل ہوتے ہیں فرماتے ہیں کہ بھلائی کے کاموں میں دوسروں کے کام آنا عبادت ہے اس میں آپ بھی شامل ہو جائیں گے۔

علماء سے استفادہ کریں۔

آپ وقت سے استفادہ کیجئے۔ الحمد للہ آپ کے لئے وسائل مہیا ہیں مثلاً اسی کوئڈ میں دیکھ لیجئے آئی، او، اور آئی۔ ایس۔ او کو بہترین دفتر مل گیا ہے نزدیک سب علماء بھی موجود ہیں اگر آپ اس نعمت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کل خدا کے نزدیک کوئی حجت آپ پیش نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ خدا نے آپ پر اپنی محبتوں کو تمام کر دیا ہے۔ اب آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ اب آپ کو علماء کے ساتھ رابطہ کر کے خصوصی مجالس کا انتظام اور خصوصی کلاسز کا اہتمام کرنا چاہئے۔ آپ کا اس سے مقصد یہ ہو کہ ایک آپ خود اس سے مسلمان ہوں اور سارے اسلامی معاشرے کی تشکیل کی کوشش کریں جیسا کہ آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او کے منشور میں ہے۔ یہ اس وقت آپ کے لئے ممکن ہے کہ آپ خود بھی اسلام سے آگاہی حاصل کریں اگر آپ کو خود اسلام سے آگاہی حاصل نہیں تو کس طرح اپنے آپ کو اسلام کے مطابق ڈھالیں گے۔ آپ کس طرح اسلام کو معاشرے میں پھیلانے کے لئے ضروری ہے آپ خود بھی اسلامی تعلیمات اور معارف اسلامی سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے لئے صرف کتابوں کا مطالعہ کافی نہیں ہے کتابوں کا مطالعہ بھی ضرور کرنا چاہیے یہ نہیں کہ آپ اسے چھوڑ دیں لیکن بعض نکات ایسے ہیں کہ آپ کتابوں سے استفادہ نہیں کر سکتے تو ان کے لئے آپ علماء جو صحبہ و متدین ہیں ان کے ساتھ باقاعدہ رابطہ قائم کریں تاکہ آپ ان کے ذریعے معارف اسلام سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ اپنی زندگی کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں اور اسلامی معاشرے کے لئے بھی اس وقت کمر ہمت باندھ لیں۔

ایرانی جوانوں کو خراج تحسین۔

آج بخدا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایران میں اگر ہم نے محاذ پر دیکھا ہے تو آپ



جیسے جوانوں کو دیکھا ہے، مسجدوں میں ہم نے نماز صبح کے وقت آپ جیسے نوجوانوں کو دیکھا ہے علماء سے درس لیتے ہوئے ہم نے نوجوانوں کو دیکھا ہے اگر دعائے کمیل میں دیکھا ہے تو یہی جوان تھے۔ اگر حکومتی اداروں میں ہم گئے ہیں تو ہم نے وہاں نوجوانوں کو کام میں مشغول دیکھا ہے۔ سپاہ پاسداران میں آپ دیکھ رہے ہیں یہاں پر آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج نوجوانوں میں جس طرح اسلام کی طرف رغبت پیدا ہوئی ہے کسی دور میں نہیں تھی۔ تو اس کے نتیجے میں ہم نے پاکستان میں بھی دیکھ لیا کہ ہمارے نوجوان بھی اسلام کی طرف رخ کر رہے ہیں یعنی انہوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او کی اکثر و بیشتر جتنے بھی نمائندے اور درکرز ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مثلاً داڑھی رکھنا، اول وقت نماز پڑھنا اور اسلامی تعلیمات کا لحاظ رکھنا۔ یہ عمل کرتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آج ہمارے نوجوان اپنی پناہ گاہ فقط اور فقط اسلام کو سمجھتے ہیں۔ اگر آپ ایک یونیورسٹی میں جاتے ہیں مثلاً جہاں آپ کے ساتھ کیمونسٹ لڑکے ہیں وہ ایک چھوٹا سا اعتراض کرتے ہیں تو اگر آپ کا علماء کے ساتھ رابطہ نہیں ہے آپ کی کلاس میں، آپ کے مدرسے میں کوئی علماء کی کلاس نہیں ہوتی، تو ان کے اعتراضات و جوابات آپ سنیں گے تو ہو سکتا ہے کہ بحث و مباحثہ کے بعد وہ آپ کو مرعوب کر لیں۔ اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے کہ علماء سے رابطہ رکھیں۔

ایک حدیث -

یہاں پر میں آپ کو ایک حدیث سنا رہا ہوں۔ حدیث امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ہے۔ فرماتے ہیں -

”مَنْ أَخَذَ بَيْنَنَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ وَ لَتِ الْجِبَالُ قَبْلَ أَنْ يَزُولَ“

جس نے اپنے دین کو اپنے عقیدے کو قرآن کی تعلیمات رسول خدا کی سنت اور

آئمہ طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے لیا۔ ”زالٹ الجبال“ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے ”قبل ان یزول“ قبل اس کے یہ شخص اپنے عقیدے سے ہٹ جائے۔ یعنی اگر ایک آدمی نے عقیدہ قرآن سے لیا ہے سنت رسولؐ اور سنت علیؑ سے لیا ہے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے لیکن اس آدمی کے عقیدے میں تزلزل نہیں آئے گا۔

”وَمَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ رَكَتَهُ الرِّجَالُ“

یعنی اگر کسی شخص نے اپنے دین اور عقیدے کو کسی کی زبان سے لیا ہو کسی کے منہ سے لیا ہو تو جس طرح دوسروں کی زبان اور منہ سے لیا ہو گا اسی طرح وہ دوسروں کی زبان اور منہ سے رد ہو جائے گا یعنی جو کچھ ماں باپ نے چھوئے ہوتے اصول دین اور فروع دین اور بارہ امام ہمیں بتائے تھے اگر ہم نے اسی پر اتکا کر لیا تو یقین کر لیں کہ یونیورسٹی یا معاشرے میں کہیں بحث و مباحثے میں ہم سے سوال و جواب ہو جائیں گے تو ہمارے لیے شک ہو جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ درست نہ ہو۔ اس لئے آپ پر واجب ہے کہ علماء کے ساتھ رابطہ قائم کر کے قرآن اور سنت رسولؐ اور سنت اہل بیتؑ کی روشنی میں اپنے عقیدے کو پختہ کر لیں۔ اگر آپ نے اپنے عقیدے اور دین کو تعلیمات قرآن اور سنت رسولؐ اور سنت اہل بیتؑ سے لے لیا تو ہر جگہ پر بخدا ان چھوئے چھوئے لڑکوں کو چھوڑیں بلکہ ان کے پروفیسر اور اساتذہ بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ آپ ذرا دیکھ لیجئے ہشام بن عکلم جو امام صادقؑ کے شیعوں میں سے تھے وہ دہریوں کو جو منکر خدا تھے کے سامنے ایسی ٹھوس دلیلیں اور فرامین لاتے تھے کہ دشمن ان کے مقابلے میں خاموشی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسی وجہ سے ہارون رشید نے ان کے بارے میں کہہ دیا کہ

”إِنَّ لِسَانَ هَاشِمٍ أَوْقَعَ فِي نَفُوسٍ مِنْ أَلْفِ سَنِيْفٍ“

یعنی ہشام بن حکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک شاگرد تھا۔ آپ کا ایک شیعہ تھا ایک جوان تھا وہ جو زبان چلاتا ہے تو یہ زبان ہزار شمشیروں سے زیادہ ہمارے لیے خطرناک ہے۔ یعنی جس طرح یہ زبان لوگوں کے دلوں میں اثر کرتی ہے اتنا اثر ہزاروں شمشیر زن سپاہیوں کا نہیں ہوتا۔ تو اگر آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک شاگرد بن گئے آپ نے تعلیمات امام صادق علیہ السلام کو سیکھ لیا مطالعہ کر لیا علماء کی طرح مثلاً مجلس کرنا مباحثہ کرنا آپ نے سیکھ لیا تو آپ بھی اپنے زمانے کے ہشام بن حکم بن جائیں گے۔ تو پھر آپ کے مقابلے میں کیمونسٹ بچے ہیں ان کے احباب اور اساتذہ آپ کو چوزوں کی طرح نظر آئیں گے۔ آپ جب اس طرح بات کریں گے تو ان کے ذہنوں پر اثر پڑے گا یہ اس وقت ہے جب آپ نے اپنے عقائد کو اسلام و قرآن اور سنت رسولؐ اور اہل بیتؑ کے در سے لے لیا اس وقت آپ کو صرف یہ عرض کروں گا کہ آپ شہید مطہریؒ، شہید باقر الصدرؒ اور دوسرے علماء و مفکرین کی جو کتابیں ہیں ان کے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور ساتھ اپنے علاقے میں یہاں پر جو متدین و متعبد اور روشن فکر افراد ہیں ان سے رابطہ قائم کریں جن کے ساتھ الحمد للہ آپ کا رابطہ ہے اور ان کو بیشتر و بہتر بنائیں کلاسیں تشکیل دیں تاکہ آپ اسلام کو خدا، سنت رسولؐ اور سنت اہل بیت علیہم السلام سے لے لیں اس کے ساتھ مطالعہ بھی کریں اور علماء کے ساتھ درس اور کلاسیں بھی ہوں تو انشاء اللہ پھر کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکے گا آپ انشاء اللہ خود بھی مسلمان بنیں گئے اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی مثبت قدم اٹھا سکتے ہیں خدا انشاء اللہ ہم سب کو اپنے عقیدے اور اپنے مذہب کو قرآن و سنت رسولؐ اور اہل بیتؑ سے لینے کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دورہ بلتستان کے موقع پر قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَالَّذِیْنَ جَآءَلُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیْهُمْ سُبُلًا (عنکبوت-۶۹)

درود و سلام ہو بلتستان کے ان غیور فرزندوں پر کہ جن کے سینے ولایت اہل بیت اطہار علیہم السلام سے مملو ہیں۔ درود و سلام ہو بلتستان کے ان علماء کرام پر کہ جن کے سینے معارف قرآن اور تعلیمات اہل بیت اطہار علیہ الصلوٰۃ و السلام سے منور ہیں۔ درود و سلام ہو بلتستان کی ان خواتین پر جو سیرت طیبہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر چلتے ہوئے مشن حسینی کی پاسبانی کر رہی ہیں۔ میرے لئے یہ باعث افتخار اور مسرت ہے کہ اس وقت میں اس مبارک مسجد میں اور اس مبارک محفل میں بلتستان کے موئین اور علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔

برادران عزیز! یہ انسان کہ جس کو خداوند متعال نے مسجود ملائکہ بنا کر بھیجا اور جسے خداوند متعال نے اس کرہ زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور خدائے کریم نے جس کے لئے سب چیزوں کو مسخر کر دیا ہے یہ انسان کہ جسے خداوند متعال نے ملائکہ پر فضیلت دی ہے اس انسان کے اندر خداوند متعال نے عجیب و غریب استعداد رکھی ہے اگر انسان خدا کی عطا کردہ ان صلاحیتوں اور استعداد کو سمجھ لے اور انہیں صحیح طور پر بروئے کار لائے تو یقیناً یہ انسان دوسری مخلوقات پر فضیلت رکھتا ہے اور یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے لیکن اگر انسان اس استعداد اور صلاحیت سے فائدہ نہ اٹھائے یہ اقدار جو خدا نے اس کو ودیعت فرمائیں ہیں۔ ان سے صحیح طور پر فائدہ نہ اٹھائے اور انہیں درک نہ کرے بلکہ جو چیزیں خدا نے اسے دی ہیں ان کے خلاف عمل کرے تو یہ انسان حیوانات سے بھی بدتر ہو سکتا ہے۔

## انسان کامل کون ہے؟

انسان کامل مسلمان کامل اور مومن کامل وہ ہے کہ جو خدا کی عطا کردہ استعداد اور اقدار اس کے وجود کے اندر ودیعت کے طور پر رکھ دی ہیں ان کو درک کرے اور پھر ان کی پرورش کرے وہ چیزیں جو خدا نے اسے ودیعت کی ہیں ان کی بیک وقت اور اعلیٰ طریقے سے پرورش کرے ایسا شخص ہی انسان کامل مسلمان کامل اور مومن کامل ہے پس اگر ہم ایک مومن کامل اور انسان کامل کے لئے یہ معیار قرار دیں کہ انسان خدا کی عطا کردہ اقدار کو درک کرے اور بیک وقت ان کی پرورش کرے اور انہیں اپنے انتہائی درجے تک پہنچائے تو اس وقت پتا چلے گا کہ ہم مومن کامل اور انسان کامل ہونے سے کس قدر دور ہیں دیکھیں جب ہم ان انسانی کمالات اور اقدار پر غور کرتے ہیں کہ جنہیں آپ عشق، عدالت، زہد، آزادی، مساوات اور عبادت وغیرہ کہہ سکتے ہیں تو اس قسم کے کمالات کی طرف ہم یا تو بالکل متوجہ ہی نہیں ہیں یا اگر ہم میں سے کوئی ان کی طرف متوجہ ہے تو وہ بھی ان میں سے بعض کی طرف متوجہ ہے اور اگر ہم ان میں سے بعض کی طرف توجہ کریں اور ان کی پرورش کریں جبکہ بعض دیگر کی طرف توجہ نہ دیں تو اس کا نتیجہ مثبت نہیں نکلے گا اس کی مثال یوں ہوگی کہ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو خدا نے اسے آنکھیں دی ہوتی ہیں سر دیا ہوتا ہے ہاتھ پیر اور دیگر اعضاء دیئے ہوتے ہیں یہ بچہ آہستہ آہستہ نمو کرتا ہے یعنی جب چھ مہینے کا ہوتا ہے تو جس قدر اس کے سر نے نمو کیا ہوتا ہے اسی قدر اس کے پیر اور ہاتھوں نے بھی نمو کی ہوتی ہے لیکن اگر یہ بچہ ایک سال کا ہو جائے اور اس کا سر تو نمو کرے اور بڑا ہو جائے لیکن اس کے ہاتھ اور پیر اتنے ہی رہیں کہ جتنے پیدا ہوتے وقت تھے تو یہ کتنا برا لگے گا سب اسے کہیں گے کہ یہ بچہ ناقص ہے یہ کامل نہیں ہے یا مثلاً کارٹونوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ لوگ مثلاً سیاسی افراد کے کارٹون بناتے ہیں تو کسی کا پیٹ بڑا بنا

ہوتا ہے تو اس کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی بنائی ہوتی ہیں اور سر بھی چھوٹا سا بنایا ہوتا ہے کسی کے سر کو بڑا بناتے ہیں تو اس کے دوسرے اعضا کو چھوٹا بنا دیتے ہیں بھینہ خدا نے انسان کو جس طرح یہ اعضاء دیئے ہیں اسی طرح اسے معنوی اور روحانی اقدار بھی دی ہیں معارف دیئے ہیں اگر انسان کے اندر ان اقدار میں سے کوئی ایک چیز غمو کر لے لیکن اس کے اندر کی دوسری چیزیں غمو نہ کریں تو وہ بھی کارٹون جیسی شکل و صورت کا مالک ہوگا۔

جس طرح سمندروں میں مہ و جذر ہوتی ہے کبھی پانی اوپر جاتا ہے اور کبھی نیچے جاتا ہے تو اسی طرح ایک معاشرے میں بھی یہی ہوتا ہے بعض اوقات بعض معاشرے ان اقدار میں سے کسی خاص کی طرف توجہ پیدا کرتے ہیں جبکہ بعض دیگر کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک معاشرے میں آپ دیکھتے ہیں کہ سب لوگ کچھ خاص چیزوں کی طرف متوجہ ہیں افراد بھی اسی طرح ہیں ممکن ہے کہ ایک فرد اپنی زندگی میں ایک خاص چیز کی طرف متوجہ ہو یہ صحیح نہیں ہے آپ دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات ہم سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جو سب چیزوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے دوسری ذمہ داریوں اور دوسری اقدار کو چھوڑ کر صرف عبادت کو اپنا لیتا (عبادت بمعنی خاص مراد ہے) شب و روز نماز و روزہ میں مصروف رہتا اور دوسری تمام چیزوں کو بھلا دیتا یہ صحیح نہیں ہے ایک آدمی سال میں کچھ اور نہیں کرتا اور عابد و زاہد بن جاتا ہے باقی سب چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جبکہ دوسرا آدمی صرف خدمت خلق کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس کی نظر میں کسی اور چیز کی اہمیت نہیں ہوتی مثلاً اس کی نظر میں عبادت اور زہد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو یہ صحیح نہیں ہے اسی طرح بعض لوگ صرف آزادی کی طرف توجہ کر لیتے ہیں تو ہر جگہ آزادی کی بات کرتے ہیں تقریر کرتے ہیں تو آزادی پر خصوصی مجالس میں بات ہو تو وہ آزادی پر ہی بولتے رہتے ہیں

صرف آزادی آزادی اور آزادی باقی سب چیزوں کو بھول جاتے ہیں یہ بھی غلط ہے کچھ آدمی عشق کی طرف چلے جاتے ہیں صرف عشق کی بات کرتے ہیں باتوں میں بھی عشق، نثر میں بھی عشق، شعر میں بھی عشق ہے کچھ آدمی صرف اور صرف عقل کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔

انفرادی اور اجتماعی فرائض دونوں اہم ہیں۔

انسان کامل وہ ہے کہ جو ان تمام اقدار، استعداد اور معنوی و روحانی معارف کو بروئے کار لائے کہ جو خدا نے اسے عطا کئے ہیں عبادت کے وقت عبادت کی طرف دوڑے اجتماعی مسائل کو بھی نہ بھولے اور جو ذمہ داری بھی اس کے اوپر آجائے اس کو بطور احسن انجام دے۔ ہم بعض اوقات دیکھتے ہیں ہمارے کچھ نوجوان ایسے بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ صرف جامعہ سازی ہو ایک بہترین معاشرہ ہو وہ اجتماعی مسائل میں آگے ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ فلاں جگہ یہ ہو گیا اور فلاں جگہ یہ ہو گیا ایسا نہیں ہونا چاہیے اب آپ اسی نوجوان کی نجی اور خصوصی زندگی میں دیکھیں اگر غور کریں تو وہ عبادت کو انجام نہیں دیتا نماز کو اہمیت نہیں دیتا روزہ اگر دل میں آیا تو رکھ لیا ورنہ کچھ اہمیت نہیں دیتا حج بھی اسی طرح اگر اس پر حج واجب ہوتا ہے اور آپ اسے کہتے ہیں کہ بابا حج بجالائیں ..... تو وہ کہتا ہے کہ بابا میں جو یہ تمیں ہزار روپے حج کے سفر پر خرچ کروں گا ان کے ساتھ میں اپنے شہر میں کوئی رفاہی کام کیوں نہ کرلوں اسی طرح دوسری چیزوں کی جب آپ ان کو یاد دہانی کرواتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چھوڑو بھائی اجتماعی کام کرو ان کے مقابلے میں کچھ جوان ایسے ہوتے ہیں کہ جو صرف اور صرف عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ صرف چاہتے ہیں کہ مسجد میں نماز پڑھیں جس طرح کہ حجت الاسلام آقائے جعفری حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اگر جمعہ کے خطبہ میں کچھ سیاسی اور اسلامی بات ہو جائے تو وہ

اپنے کانوں میں اٹھایاں رکھ لیتے ہیں کہ کہیں ہم مسجد میں اس قسم کی بات نہ سن لیں اس قسم کی باتوں کو وہ مسجد کے تقدس کے خلاف سمجھتے ہیں اسی طرح معاشرے میں کیا ہو رہا ہے؟ فحاشی کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ عریانی کہاں تک پہنچ گئی ہے؟ ملک میں کیا ہو رہا ہے استعمار کی ہمارے ملک کے خلاف کیا کیا سازشیں ہیں؟ ان باتوں کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ان کو چھوڑو بھائی ان سے ہمارا کیا کام ہے یہ بھی غلط ہے مومن واقعی وہ ہے جو اجتماعی ذمہ داریوں کو بھی نہ بھولے اور انفرادی واجبات کو بھی بطور احسن بجالائے اسلام ہمیں یہی حکم دیتا ہے۔ آپ انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں کہ وہ کس طریقے سے انفرادی طور پر انفرادی عبادات بجالاتے تھے اور معاشرے میں بھی بچارے مظلوموں اور محروموں کی خاطر شب و روز کوشش کرتے تھے تاکہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائیں اسی طرح آپ آئمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت کا مطالعہ کریں وہ جہاں عبادات میں مشغول رہتے تھے وہاں وہ اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو فراموش نہیں کرتے تھے سید الشہداءؑ کے لئے اگر اجتماعی ذمہ داری نہ ہوتی تو انفرادی طور پر ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا اگر امام حسین علیہ السلام آرام سے مدینہ میں بیٹھ جاتے اور انہیں اس بات میں کوئی سروکار نہ ہوتا کہ حکومت کیا کر رہی ہے اور کس طریقے سے وہ لوگوں کا استحصال کر رہی ہے اور کس طرح اسلام کے خلاف سازشیں تیار کر رہی ہے اگر سید الشہداءؑ ان باتوں پر اعتراض نہ کرتے صرف اور صرف اپنی انفرادی عبادات بجالاتے تو حکومت نہ صرف یہ کہ ان کے لئے کوئی حراست ایجاد نہ کرتی بلکہ جا کر ان کے ہاتھ میں پیسے بھی رکھتے فحش بھی دیتے اور ان کے ہاتھ بھی چومتے لیکن مسئلہ اجتماعی ذمہ داریوں کا تھا سید الشہداءؑ علیہ السلام کی خصوصی اور ذاتی عبادات کا مسئلہ نہیں تھا سید الشہداءؑ اس بات کی طرف متوجہ تھے کہ اگر میں اس حکومت کے چہرے پر پڑے ہوئے اسلام کے نقاب کو نہیں ہٹاؤں گا تو یہ حکومت اسلام کے نام پر اسلام



کی اساس اور بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی لہذا سید الشہداءؑ نے سب کچھ چھوڑ کر اسلام کی خاطر اور اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے کربلا کو ہرپا کیا۔  
امام زمانہؑ کے انصار کی دو خصوصیات۔

حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انصار کی جب خصوصیات بیان کی جاتی ہیں تو ان کے معلق آیا ہے کہ: "رُفْهَانٌ بِالسَّيْلِ وَزُؤُوسٌ بِالْفَهْلِ"۔ یعنی جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو وہ خدا کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہو جاتے ہیں عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں لیکن جب دن کا وقت ہوتا ہے تو وہ شیروں کی طرح معاشرے میں آکر ظلم اور ظالمین کے خلاف جہاد و پیکار کرتے ہیں اور مظلوموں کی حمایت کرتے ہیں۔

برادران عزیز! اگر ہم اور آپ مومن واقعی اور مومن کامل بننا چاہتے ہیں تو ہم ہم اور آپ پر واجب ہے کہ انفرادی واجبات کو بھی بطور اکمل و احسن بجالاتے رہیں نماز کا وقت ہو جائے تو دوسرے کاموں کو چھوڑ کر نماز پڑھیں اگر غصہ واجب ہے تو ہم غصہ ادا کریں اگر حج واجب ہے تو حج بجالائیں اسی طرح دیگر جتنے بھی انفرادی واجبات ہم پر فرض ہیں انہیں بجالائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم امر بالمعروف کو نہ چھوڑیں نہی عن المنکر کو ترک نہ کریں دیگر اجتماعی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو دور نہ رکھیں۔

امیر المومنینؑ نے خلافت کیوں قبول کی؟

امیر المومنینؑ کو دیکھ لیجئے جب انہوں نے خلافت کو قبول کیا تو اس کے بعد آپ اپنے پہلے خطبے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرماتے ہیں "لَوْ لَا حُضُورُ الْخَاصِرِ وَ قِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّصِيرِ وَمَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعَمَلِ أَنْ لَا يَقْلُزُوا عَلَيَّ كَيْفَةَ ظُلَمٍ وَلَا شَفِيبَ مَظْلُومٍ"۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تین چیزوں کی وجہ

سے یہ خلافت قبول کی اگر یہ نہ ہوتی تو میں نے جس طرح پہلے خلافت کی ذمہ داری دوسروں کے کندھوں پر ڈال دی تھی اب بھی ڈال دیتا۔ اب میں نے کیوں قبول کی؟ پہلی چیز ”لَوْ لَا خُضُوفُ الْخَاصِرِ“ آپ دیکھیں کہ سب سے پہلے مدینے کے لوگ امام کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ نمبر دو ”وَقَبَّاسُ الْخُجَّةِ بِوُجُودِ الْفَاجِرِ“ مددگار اور ناصرین کی موجودگی کی وجہ سے خدا کی طرف سے مجھ پر رحمت تمام ہو گئی تھی۔ نمبر تین ”وَمَا أَخَذَ اللَّهُ مِنَ الْعَمَلِ أَنْ لَا يَقْلُذُوا عَلَى كَيْفَةِ ظَالِمٍ وَلَا شَغَبِ مَظْلُومٍ“ خدا نے علماء سے یہ عہد لیا ہے کہ معاشرے میں بد نظمی پیدا ہو جائے امیر روز بروز امیر تر اور غریب روز بروز غریب تر ہوتا جائے اور مسئلہ یہاں تک پہنچ جائے کہ ظالم کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہو اس قدر اس نے مختلف طریقوں اور مختلف جگہیں سے دولت جمع کی ہو یہاں تک کہ اس کا خزانہ بھرا ہوا ہو اور اس کے مقابلے میں جو غریب اور محروم ہو وہ ان سب چیزوں سے محروم ہو اور اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہ ہوں کہ وہ کچھ کھا پی کے اور وہ بچارہ بھوکا رہ جائے ”وَمَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعَمَلِ أَنْ لَا يَقْلُذُوا عَلَى كَيْفَةِ ظَالِمٍ وَلَا شَغَبِ مَظْلُومٍ“ خدا نے یہ عہد لیا ہے کہ وہ ظالم کی پر خوری اور مظلوم کی بھوک اور گرسنگی پر کبھی خاموشی اختیار نہ کریں یہاں امیر المؤمنینؑ اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ فرماتے ہیں ورنہ خلافت واقعی کہ جو ایک الٰہی منصب ہے وہ نہ تو پہلے کسی نے ان سے چھینا تھا اور نہ ہی بعد میں کوئی ان سے چھین سکتا ہے مولا امیر المؤمنینؑ نے جس چیز کو قبول کیا وہ خلافت ظاہری تھی یہ کیوں انہوں نے قبول فرمائی؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کی وجہ سے اسے قبول کیا ہے۔

## اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہ ہوں؟

برادران عزیز! اگر واقعا ہم مسلمان ہیں تو ہمیں انفرادی طور پر ہماری جو ذمہ داریاں ہیں جہاں انہیں بجالانا چاہیے وہاں ہمیں اپنی اجتماعی ذمہ داریوں سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے ملکی سطح پر یا بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں ہمیں ان سب سے باخبر رہنا چاہیے اور پھر اپنے امکانات کے مطابق جو کچھ ہم کر سکتے ہیں ہمیں اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں پر عمل کرنا چاہیے۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت ملک میں کیا ہو رہا ہے فرقہ واریت اپنے عروج پر ہے قومیت کے نام پر بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جاتا رہا ہے اسی طرح سیاست کے نام پر پتہ نہیں کس کس کے ہاتھ ہمارے اس ملک کو بچھا جا رہا ہے کیا ہم صرف خاموش تماشا بن کر بیٹھے رہیں؟ یہ فرقہ واریت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں قومیت کے نام پر جو خون ریزی ہو رہی ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔ سیاست کے نام پر کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی عوام کو امریکہ کی گود میں پھینک دیں اور کچھ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے معاملات کو روس کے سپرد کر دیں کیا ہم کچھ نہ کریں اور یونہی دیکھتے رہیں؟ یا نہیں بلکہ ہماری اور آپ کی اس سلسلے میں کچھ ذمہ داریاں ہیں۔

## اقتصادی مسائل۔

یہ بجٹ جو پیش ہوا ہے آپ نے دیکھ لیا ہے کہ یہ کیسا بجٹ ہے آیا یہ غریبوں کی حمایت کے لئے تھا کیا یہ غریب اور محروم لوگوں کے مفاد کے لئے تھا یا سرمایہ داروں کے مفادات کے تحفظ کی خاطر تھا واضح ہے کہ جو وزراء سرمایہ داروں کے نمائندے ہیں جو وزراء کاغذ نشین ہیں جو وزراء اونچے طبقے سے آگئے ہوں ان کو غریبوں کی بھوک و گرسنگی، غریبوں کے پیدل چلنے یا ان کی دیگر مشکلات کا کیا

اندازہ ہو سکتا ہے انہیں تو زیادہ سے زیادہ سرمایہ داروں اور بڑے طبقات کے لوگوں کی فکر ہوگی لہذا آپ نے دیکھ لیا کہ جو بجٹ انہوں نے پیش کیا اس کا دباؤ اور اس کا بیشتر بوجھ کس پر ہے؟ اس کا بوجھ غریبوں پر آئے گا آپ پر اور ہم پر آئے گا سرمایہ دار وزراء اور بڑے طبقوں پر اس کا بوجھ نہیں پڑے گا۔ آپ نے دیکھا ہے کہ خود حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اتنے ارب روپے ٹیکس سالانہ چوری کیا جاتا ہے تو یہ ٹیکس کون چوری کرتا ہے ہم تو غریب لوگ ہیں ایک سو دو سو روپے کا بجلی کا بل دیتے ہیں وہ بھی اگر ہم نہ دیں تو پانچ روپے ہم سے زیادہ لے لیتے ہیں ہم تو پانی کا بل اور دیگر چھوٹے چھوٹے ٹیکس دیتے ہیں غریب پر تو یہی بہت زیادہ ہیں یہ ٹیکس جو چوری کرنے والے ہیں یہ کون ہیں؟ یہ یقیناً یہی سرمایہ دار وزراء کا کارخانہ دار اور جن کے نام پر ہتھ نہیں کیا کیا ایجنسیاں اور کیا کیا بلائیں ہیں یہ پیسہ بھی لوگ کھا رہے ہیں خوب اتنے ارب روپیہ ٹیکس چوری ہو گیا اب یہ اتنے ارب جو خرچ ہوتا ہے وہ کس کی جیب سے جاتا ہے؟ آیا وہ سرمایہ دار کی جیب سے ہوگا۔ نہیں ابداً نہیں! بلکہ یہ ہم اور آپ کی جیب سے ہوگا۔ آپ اور ہمارے بدن سے وہ پیسہ نکالتے ہیں غریبوں کا سرمایہ وہ کھا رہے ہیں۔ کیا ایسے حالات میں ہم کچھ نہ کہیں؟ جو بھی بجٹ پاس ہوتا ہے ہوتا رہے! نہیں ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کریں اور ہم یہ کہہ دیں کہ یہ بجٹ غریبوں کے مفاد میں نہیں ہے یہ سرمایہ داروں کی خاطر ہے یہ بڑی طاغوتی طاقتوں کو خوش کرنے کی خاطر بنایا گیا ہے۔

صرف فوج ملک کا دفاع نہیں کر سکتی۔

حکمران کہتے ہیں کہ یہ دفاعی ٹیکس ہے خوب تم ان پیسوں کے ذریعے ملک کا دفاع کرنا چاہتے ہو تم پاکستانوں کے ذریعے ملک کا دفاع کرنا چاہتے ہو لیکن جان لو کہ

اگر ان پانکٹوں اور ان سپاہیوں کے دلوں میں جذبہ ایمانی اور وقاداری نہیں ہوگی آپ اس کو چاہے بڑے سے بڑا ایوارڈ دے دیں لیکن جب بھی انہیں کوئی پیسوں کا لالچ دے گا تو یہ اپنی معلومات اور خفیہ راز اسے دے دیں گے۔ وہ کماثر جو محاذ پر لڑتا ہے اگر وہ وقادار نہ ہو اگر اس کے دل میں ایمان نہ ہو وہ اپنے مورچے کو بھی دشمن کے حوالے کر دے گا اور اپنے ایمنیشن کو بھی۔ پس اسلحہ کے ذریعے تم ملک کی حفاظت نہیں کر سکتے تم جب عوام کو اپنے آپ سے بد دل کرتے ہو تمہارے اور عوام کے درمیان فاصلہ ہو جاتا ہے کل خدا نخواستہ یا مشرق کی طرف سے یا مغرب کی طرف سے کوئی جنگ ہم پر مسلما کی گئی تو ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے فوجی زیادہ سے زیادہ سترہ دن تک جنگ لڑ سکتے ہیں اگر یہ عوام ان کا ساتھ نہ دے اس وقت تک ہماری یہ فوجیں جنگ فتح نہیں کر سکتیں اس لئے آپ دفاعی ٹیکس کے نام سے غریبوں کو مت دباؤ غریبوں کے بدن سے خون مت نکالو بخدا اگر کل یہ عوام اور یہ غریب لوگ اس ملک کے دفاع کے لئے نہیں اٹھیں گے تو آپ جتنا پیسہ بھی افواج پر خرچ کریں اور جتنی مراعات بھی انہیں دے دیں وہ محاذ کو قابو نہیں کر سکیں گے۔

برادران عزیز! ہم ان مسائل سے غافل نہیں رہ سکتے یہ ہماری حکومت کی جو غلط پالیسیاں ہیں۔ امور خارجہ کے لحاظ سے اس کی پالیسی صفر ہے دفاع کے لحاظ سے اس کی پالیسی غلط ہے اقتصادی لحاظ سے اس کی پالیسیوں نے ملک کو دیوالیہ بنا دیا ہے کچھ عرصہ پہلے ایک مرکزی وزیر نے بیان دیا تھا کہ ہم اتنے کروڑ ڈالر کے مقروض ہیں ہم کہتے ہیں کہ ضروری چیزوں کے علاوہ باہر سے کوئی چیز نہ منگواؤ اور ان پر اتنا زرمبادلہ خرچ نہ کرو۔ برادران عزیز! ہر فرد کی ذمہ داری ہے خصوصاً اگر ہم واقف مسلمان بننا چاہتے ہیں اگر ہم انسان کامل بننا چاہتے ہیں اگر ہم مومن کامل ہیں تو پھر ہم ان مسائل سے الگ تھلک نہیں رہ سکتے۔

اسی طرح ملک میں شریعتِ مل کے نام سے جو کچھ ہو رہا ہے یہ کس طرح

ممکن ہے انہوں نے ریفرنڈم کر دیا جو بالکل دھوکا اور فریب تھا وہ سازی دنیا نے سمجھ لیا کہ دھوکہ ہے انہوں نے یہ مسئلہ حلیم کر لیا اور اس کے بعد ان کا ایمان میں آنا بھی قبول کر لیا اب وہ لوگ ان ایوانوں میں بیٹھ کر شریعت مل پیش کرتے ہیں اور وہ بھی ایسا شریعت مل کہ جس میں انہوں نے دوسرے مسلمانوں اور دوسرے مکاتیب فکر کے اہل حل و عقد اور ذمہ دار افراد کو اعتماد میں نہیں لیا تو اس مل کا یہی حال ہوگا جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ غیر اسلامی سوچ رکھنے والی عورتوں نے اس کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اس کی ذمہ داری ان افراد کے کاندھوں پر ہے کہ جنہوں نے یہ شریعت مل ان حالات میں پیش کیا ہمیں اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ کل مثلاً مغرب زدہ خواتین سڑکوں پر آکر اسلام کے خلاف غلط باتیں کریں اور غلط قسم کے نعرے لگائیں لیکن یہ فرصت انہیں کس نے دی ہے یہ فرصت انہیں ان افراد نے دی ہے کہ جنہوں نے یہ شریعت مل تو بنایا لیکن ایسا شریعت مل جس پر خود انہوں نے کئی بار میننگ کر کے اس کے نقائص کو نکال دیا اب شیعہ جان حیدر کرار نے، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم بھی قرآن و سنت کی بالادستی چاہتے ہیں ہم بھی پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں اور ہم یہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہم اسلامی نظام کے علاوہ کسی اور ازم کے سائے میں زندگی گزارنا اپنے لئے وبال سمجھتے ہیں۔

**عدل و عدالت ..... صرف اسلام کے سائے میں۔**

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم عدالت چاہتے ہیں ہم اس ملک میں انیت چاہتے ہیں لیکن یہ عدالت وہ ہو جو اسلام کے سائے میں ہمیں ملے وہ عدالت جو اسلامی نظام اور قرآن اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی تعلیمات کے سائے میں ہو اگر ہمیں بہشت بھی دے دیں لیکن وہ اسلام کے سائے میں نہ ہو کسی اور ازم کے سائے

میں ہو تو ہمیں ایسی بہشت نہیں چاہیے ہم عدالت و بہشت کو چاہتے ہیں لیکن اسلام کے سائے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام و قرآن کے نام پر بنا ہے لہذا پاکستان میں قرآن کی بالادستی ہونی چاہیے لیکن ایسا اسلامی نظام ہو کہ جس میں ہر کتب فکر والے اپنے اپنے کتب اور اپنی اپنی مذہبی رسوم کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق رکھتے ہوں لہذا ہم نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ذمہ دار افراد نے ملاقاتیں کیں، نشستیں کیں اور انہوں نے ایسی چیز تیار کی ہے کہ جس میں شریعت بل بھی آیا ہے، جس میں منشور بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ چھ جولائی کو لاہور میں ایک بڑے اجتماع میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی طرف سے اعلان ہوگا کہ ہم بھی پاکستان میں اسلامی نظام چاہتے ہیں لیکن ایسا اسلامی نظام کہ جس میں نہ شرق کو کسی قسم کا دخل ہو اور نہ ہی مغرب کو اور یہاں سب مسلمان بھائیوں کی طرح مصمیمیت اور اخوت کے ساتھ زندگی گزار سکیں لہذا اس کے لئے تیاریاں شروع ہیں اور انشاء اللہ ہم آپ سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ اس اجتماع میں تشریف لائیں آپ کی آمد کی وجہ سے اس اجتماع کی عظمت اور بڑھ جائے گی۔

مسلمانوں کی حالت زار۔

برادران عزیز! آپ ہندوستان میں دیکھ رہے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اور اسلامی شعائر کی بے حرمتی کی جا رہی ہے مسجدوں کو مندروں میں بدلوا رہے ہیں اب اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کبھی ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل سے غافل نہیں رہ سکتے ہمیں اپنے وسائل کے مطابق ان سے اظہار ہمدردی کرنا چاہیے کشمیر میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کس طرح دبایا جا رہا ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے حکمران آتے ہیں اور چند دن لوگوں کو دوٹ حاصل کرنے کے لئے کشمیر کا نام استعمال کرتے ہیں لیکن

دل کے ساتھ کبھی بھی انہوں نے کشمیر کے مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی اور جن افراد نے کشمیر کی آزادی کے لئے خون دیا ہے قربانیاں دیں ہیں آج ہمارے حکمران ان کی قربانیوں کو ضائع کر رہے ہیں ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ یہ ہندوستان کے ساتھ کیوں نہیں لڑتے افغانستان کی طرف سے روس آتا ہے اس سے نہیں لڑتے اب خلیج کی طرف سے امریکی بیڑہ آتا ہے تو یہ اس کا استقبال کرتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ تم کس بلا کے لئے ہو اور کس مرض کی دوا ہو اگر واقعاً مسلمان ہو تو امریکہ جو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اور مسلمانوں کو دباتا ہے اس کے ساتھ جہاد کرو۔ جس کے ساتھ لڑنا چاہیے اس کے ساتھ نہیں لڑتے پھر دفاع کے نام سے کیوں لوگوں سے اتنا ٹیکس لیتے ہو ہم نہیں سمجھ پاتے کہ یہ ان کا طریقہ کیا ہے اور یہ پاکستان کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور ملک سے اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے کیا کرنا چاہتے ہیں آج ہمارا استقلال ختم ہو کر رہ گیا ہے ہم مستقل نہیں رہے ہم ایک طاغوتی طاقت کے طفیل بن کر رہ گئے ہیں ہماری سیاست وہاں سے آئی ہے احکام ہمیں وہاں سے ملتے ہیں ہندوستان کا مسئلہ ہو یا کشمیر کا مسئلہ ہو یہ ہماری عوام کا فرض ہے کہ ان مسائل کو زندہ رکھے اگر ہم اسے زندہ نہیں رکھیں گے تو جو بھی حکمران آئیں گے وہ صرف اپنے اقتدار کی خاطر چند دن تو اس بارے میں بحث کریں گے لیکن دل کے ساتھ وہ کبھی بھی اس مسئلے کی طرف توجہ نہیں دیں گے اسی طرح لبنان کا مسئلہ ہے افغانستان کا مسئلہ ہے افغانستان کے اندر تو روس آچکا ہے اور اس طریقے سے وہ مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے درختوں کو ختم کر رہا ہے کھیتوں کو خراب کر رہا ہے ہمیں پتہ نہیں کہ دس سال بعد افغانستان کا کیا حشر ہوگا۔ اگر افغانستان سے روسیوں کو نکال بھی دیا گیا تو یہ بیچارے افغان مہاجرین پاکستان اور ایران سے اپنے تباہ شدہ ملک میں واپس جا کر کیا کریں گے جہاں روسیوں نے درخت تک نہیں چھوڑے گھروں کو نہیں چھوڑا آبادی کو نہیں چھوڑا وہاں کے جوان لڑکے اور لڑکیوں



کو روس اور دوسرے ممالک میں لے جا کر فکری اور ذہنی طور پر انہیں ختم کیا جا رہا ہے اسی طرح لبنان کا مسئلہ دیکھ لیجئے امریکہ اسرائیل اور دوسرے ان کے حمایتی وہاں کس طریقے سے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اولاً یہ جو عیسائیوں کا ایک خاندان ہے، مسلمانوں پر مسلط کر دیا ہے حالانکہ وہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے اولاً تو یہ ظلم ہے اور اس کے بعد جو مظالم ہوتے ہیں اور وہاں جنوبی لبنان پر جس طرح اسرائیل نے قبضہ کیا ہوا ہے اور حزب اللہ کے جوانوں نے وہاں جہاد اور شہادت کے جذبے کے ذریعے اسرائیل کو ذلت و خواری سے وہاں سے نکال دیا ہے لیکن آج وہ محفوظ نہیں ہیں اسرائیلی وقتاً فوقتاً ان پر حملے کرتے رہتے ہیں اور انہیں شہید کرتے رہتے ہیں فلسطینیوں کو دیکھ لو آج سے تقریباً تیس چالیس سال پہلے اسرائیل نے انہیں اپنے گھروں اور اپنی زمینوں سے بے دخل کر دیا تھا آج بھی وہ اسی طرح بے دخل ہیں آج عرب کے کچھ خائن حکمران فلسطین کے مسئلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی کانفرنس بلانے کی فکر میں ہیں یہ حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کی فراست ہے کہ انہوں نے اس مسئلے کو درک کر کے یوم القدس کا اعلان کیا تا کہ یوم القدس کے ذریعے مسلمان اقوام کو اس مسئلے کی طرف متوجہ کریں سب سے اہم مسئلہ اس وقت ایران عراق جنگ کا مسئلہ ہے ساری طاقتوں نے مل کر اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے اور اسے اسی جگہ محدود کرنے کے لئے ایران پر جنگ مسلط کر دی اور آج جب انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر وہ چاہتے ہیں کہ اب ان پر صلح مسلط کریں اور وہ صلح کہ جس کے نتیجے میں کفر کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور اسلام کو بے شک نقصان ہوتا رہے۔ خلیج کے مسئلے کو آپ دیکھ لیں کہ دونوں طاغوتی طاقتیں پہلے تو یہ کہتے تھے کہ روس غیر جانبدار ہے اب تو سب پتہ چل گیا ہے کہ خلیج میں دونوں کی مداخلت اور کسی ایک کو تحفظ دینا یہ ایران کے خلاف ایک قسم کی جارحیت ہے اور اسی قسم کے ہزاروں مسائل

ہیں اسلام کے حوالے سے پاکستان کے حوالے سے جو مسائل ہمارے اور آپ کے ساتھ مربوط ہیں ہم ان سے غافل نہیں رہ سکتے بنائیں اگر ہم مسلمان واقعی ہیں اور مومن کامل ہیں تو ہمیں ان مسائل کی طرف توجہ کرنی چاہیے یہاں بلتستان کے اندرونی مسائل آپ بہتر جانتے ہیں آپ کی کیا مشکلات ہیں مثلاً آپ کی کیا چیزیں انہوں نے حاصل کی ہیں اور آپ کے ساتھ کیا زیادتیاں کی جارہی ہیں۔

نور ازم کی آڑ میں بے حیائی۔

مجھے پرسوں یہ پتہ چلا کہ کچھ افراد جو نور ازم کے نام پر چاہتے ہیں کہ بلتستان میں فحاشی، عیاشی، عریانی اور گناہوں کو عام کریں انہوں نے یہ جو ہوٹل بنایا ہے اور پھر اس سے بدتر پی۔ آئی۔ اے کے وہ جہاز جو بلتستان کے مظلوم اور محروم عوام کے لئے ہیں ان میں بھی زیادہ تر ٹکٹ انہی کے لیے بک کئے جاتے ہیں اور بلتستان کا کوئی محروم اور غریب آدمی راولپنڈی جاتا ہے اور وہاں سے واپس آنا چاہتا ہے تو اسے دو تین دن یا ایک ایک ہفتہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب وہ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ جگہ نہیں ہے ان جگہوں میں کون جاتے ہیں جو سرمائے والے لوگ ہیں نور ازم کے نام سے انہوں نے یہ سٹیش بک کی ہیں اور ادھر بھی دعویٰ افراد لانا چاہتے ہیں اس مسئلے کو آپ کو اٹھانا چاہیے ہم سیاحت کے مخالف نہیں ہیں ہم عیاشی، فحاشی اور عریانی کے مخالف ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ جو باہر سے آتے ہیں ان کی مثال اس متعدی مرض کی طرح ہے کہ جس کے جراثیم متعدی ہوں کہ جو جہاں جاتے ہیں وہاں پر پھیلا دیتے ہیں۔

اس لئے ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ نور ازم کے نام پر بلتستان میں کہ جو ایک پاک علاقہ ہے جو برائیوں سے دور ہے سال گزشتہ جب ہم چلو گئے تو وہاں ایک نوجوان نے ہمیں بتایا کہ ہمارے ہاں چلو میں چوری نہیں ہوتی ہے، کبھی قتل نہیں ہوتا ایک آدمی نے قتل کیا تھا لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کیا جس سے وہ خاصا

پریشان ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ علاقہ کہ جس میں دھوکہ بازی نہیں ہے جس میں قتل و غارت نہیں ہے جس میں مصمکیت اور وفاداری دیانت اور صداقت ہے تو لوگ کیوں اس پاک معاشرے کو نوازیم کے نام پر خراب کرنا چاہتے ہیں ہمارے بعض رفقاء کے قول کے مطابق بلتستان اہل بیت کا مدرسہ ہے اس اہل بیت کے مدرسے کو تم کیوں خراب کرنا چاہتے ہو ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یہاں تقویٰ اور دوسری اسلامی اقدار زندہ رہیں۔

علماء سے مربوط رہیں۔

برادران اسلامی، علماء کرام! آپ ان مسائل کی طرف توجہ کریں بعض اوقات کپھول کے اندر زہر ڈال کر مریض کو دیتے ہیں اور اس کے ذریعے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں یہ لوگ نور ازم کے نام پر کیا منصوبہ بندی یہاں کرنا چاہتے ہیں آپ ان مسائل کی طرف توجہ کریں۔ اسی طرح مومنین کو چاہیے میں نے کل بھی آئی۔ او کے نوجوانوں کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مومنین کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ علماء کے ساتھ مربوط رہیں بخدا جب ہمارے ہادی امام غیبت کے پردے میں چلے گئے تو انہوں نے نہ تو ہمیں سیاسی لیڈروں کے حوالے کیا تھا اور نہ ہی وکیلوں اور سرمایہ داروں کے حوالے کیا تھا اگر انہوں نے ہمیں کسی کے حوالے کیا تھا تو وہ علماء تھے ”أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَلَزَجَفُوا إِلَى رِوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَأَنَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ“ انبیاء اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے بھی ہمیں یہی سفارش کی ہے کہ تم اپنا رابطہ ان کے ساتھ مضبوط رکھنا اور ہمیشہ ان کے ساتھ مربوط رہنا۔ جب تک ہم علماء کے ساتھ مربوط رہیں گے تو ہمارے دشمنوں کی جتنی بھی سازشیں ہوں گی وہ انشاء اللہ نقش بر آب ثابت ہوں گی لیکن خدا خواستہ اگر دشمن اس سازش میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ہمارے اور علماء کے درمیان اختلاف ڈال دیا اور ہمیں علماء سے جدا کر دیا تو اسی دن سے ہماری

بدبختی شروع ہو جائے گی اور اسی دن سے ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس وقت جب ہم آنکھیں کھولیں گے تو کچھ بھی نہیں کر سکیں گے اس لئے میں بلتستان اور خصوصاً سکروڈ کے غیور مومنین جوانوں اور اپنی بہنوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ سب کے سب علماء سے اپنے آپ کو مربوط کریں علماء سے راہنمائی حاصل کریں علماء سے تعلیمات اہل بیتؑ سے حاصل کریں علماء کی خدمت میں بھی یہ دست بستہ گزارش کروں گا کہ اے علماء کرام آپ یقیناً ایک قوت اور قدرت ہیں حکومت یہاں اقدام کرے گی اور دشمن بھی یقیناً یہاں کام کرے گا تو آپ اس وقت ان کا مقابلہ کر سکیں گے کہ جب یہ محروم ماتمی اور یہ غریب لوگ آپ کے ساتھ ہوں گے جب تک آپ کے یہ سپاہی موجود ہیں آپ کسی کی بھی پروا نہ کریں لیکن خدا کے لئے اگر یہ جوان یہ ماتمی دستے اور محروم لوگ آپ کے پیچھے نہ ہوئے تو پھر ہم اور آپ کسی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے لہذا ضروری ہے کہ ان کی راہنمائی آپ اپنا وظیفہ سمجھ لیں اور ان کے سروں پر اپنا دست شفقت رکھیں اگر کبھی ان سے کوئی اشتباہ ہو جائے تو ان کی اصلاح کر دیں لیکن ان کو اپنے سے دور نہ کریں یقیناً اگر علماء نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیا اور مومنین نے بھی اپنی ذمہ داریوں پر عمل کیا تو پھر ہمارا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمیں کسی سے نہیں ڈرنا چاہیے کسی کی بھی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ لوگوں کا کافی وقت لے لیا ہے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں بلتستان کے جید باکمال بانقہر اور باتدبر علمائے کرام تشریف لائے ہیں یہ تحریک کا جو کنونشن ہے اس سے انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ آپ فائدہ اٹھائیں گے اور اپنے اعتراضات پیش کریں گے جن سے خصوصاً بلتستان کے آئندہ مستقبل پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور آخر میں میں آپ برادران اسلامی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

## شکر (بلستان) میں شہیدؑ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وادی شکر کے غیور فرزند! آپ پر میرا سلام ہو آپ کے احساسات و جذبات میرے لئے قابل احترام ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے یہ احساسات و جذبات جن کا اظہار راستے میں مختلف جگہوں پر شیعہ اور اہل سنت والجماعت بھائیوں کی طرف سے کیا گیا اور جس خلوص و جذبے کے ساتھ میرا اور میرے ساتھیوں کا آپ لوگوں نے استقبال کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری ذات کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی خاطر ہے چونکہ آپ ہمیں اسلام و مسلمین کے خدمت گزار تصور کرتے ہیں۔

برادران عزیز! اور میری محترم بہنو! آج میں ایک در سے کے افتتاح کے حوالے سے اور ملک کے حالات کو مد نظر رکھ کر مختصر عرض آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان اسلام کی خاطر بنا تھا اس وقت مسلمانوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور مسئلہ درپیش نہیں تھا سوائے اس کے کہ مسلمان یہ چاہتے تھے کہ ان کے لئے ایک علیحدہ مملکت ہو جس میں وہ اسلامی نظام کے سائے میں آرام کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ میں سمجھتا ہوں شمالی علاقہ جات کے مسلمانوں نے بھی اس لئے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا تھا کہ وہ یہ توقع رکھتے تھے کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہوگا اور اسلامی نظام کے سائے میں وہ سعادت مند زندگی بسر کر سکیں گے لیکن ہماری بدبختی یہ ہے اسلام آج نااہل حکمرانوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے اور خدا نہ کرے کہ کوئی چیز نا اہلوں کے ہاتھ لگ جائے جو اس کا ستیاناس کر کے رکھ دیتے ہیں۔

ایک لطیفہ

میں یہاں ایک لطیفہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ایک بادشاہ نے

ایک باز پال رکھا تھا اور باز کے ذریعے وہ فکار کھیلا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ باز گم ہو گیا۔ وہاں سے اڑ کر وہ کسی بوڑھیا کے گھر میں جا بیٹھا اس بوڑھیا نے اس باز کو پکڑ لیا جب اس بوڑھیا نے دیکھا کہ اس کی چونچ یوں ٹیڑھی ہے تو اس نے سوچا کہ یہ بچہ تو دانہ نہیں کھا سکتا ہو گا لہذا اس نے ایک تیز چاقو لیا اور اس کے ساتھ اس کے آگے بڑھی ہوئی زائد چونچ کو کاٹ دیا پھر اس نے دیکھا کہ اس کے بچے بھی یوں ہی ٹیڑھے ہیں تو اس نے سوچا کہ اس بچارے کو چلنے میں مشکل ہوتی ہوگی لہذا اس نے باز کے پنجوں کو بھی کاٹ دیا۔ ادھر بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ جس نے میرا باز پکڑا ہو اگر وہ میرے پاس لے آئے تو اسے اتنا انعام دوں گا۔ بوڑھی نے جب یہ سنا تو وہ بڑی خوش ہوئی کہ مجھے انعام ملے گا وہ باز کو فوراً بادشاہ کے پاس لے آئی۔ اس بادشاہ نے جب باز کی حالت دیکھی تو کہنے لگا کہ اب یہ باز باز نہیں رہا۔ باز تو یہ اس وقت تھا کہ جب اس کی چونچ یوں تھی اور اس کے بچے یوں تھے ابھی تو تم نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اب یہ ایک بچہ کا بھی نہیں رہا۔

ثانی اہل افراد نے اسلام کو بدنام کیا ہے۔

برادران عزیز! آج پاکستان میں جرنیلوں نے اسلام کو ہاتھ میں لے لیا ہے اور اسلام کا حلیہ یوں بگاڑ دیا ہے کہ کل وہ جوان جو اسلام کے لئے خون دینے کے لئے تیار تھے اور اسلام کے ساتھ محبت کرتے تھے اور ان کی آرزو تھی کہ پاکستان میں اسلامی نظام ہو لیکن ان ثانی اہل افراد کے ہاتھ میں اسلام آجانے کی وجہ سے وہ سب کے سب اسلام سے بد دل ہو گئے ہیں۔ کیوں نہیں؟ اسلام کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ اب یہ سمجھا جا رہا ہے کہ اسلام یعنی کوڑے اسلام یعنی بازو کاٹا اسلام یعنی زبردستی زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔ آج ان ثانی اہل افراد کے ہاتھ میں آنے کی وجہ سے اسلام بدنام ہو گیا ہے۔ ہم نے خود کئی افراد سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر

اسلام بھی ہے کہ جس کا پرچار یہ جرنل کر رہا ہے تو ہماری اسلام سے توبہ۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اسلام نااہل افراد کے ہاتھ میں آ گیا ہے فوجی جرنل یقیناً اسلام کے لئے نااہل ہیں۔ فوجیوں کا کام سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے دشمن کو منہ توڑ جواب دینا ہے۔ اسلام کے اہل اور اس کے صحیح وارث علماء ہیں بھی مدارس دینیہ ہیں کہ جن میں ایک کا اختلاص اور سنگ بنیاد ابھی رکھا گیا ہے۔ انہی مدارس سے جو فارغ التحصیل ہو جائے تو اگر ان کے ہاتھ میں اسلام آ جائے تو یہ اسلام کو نافذ کر سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہے یہاں اسلام کا نعرہ بلند ہوا اور دنیا کے ایک اور خطے میں بھی اسلام کا نعرہ بلند ہوا لیکن آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دوسری جگہ پر ایک اسلامی نظام قائم ہو چکا ہے وہاں قرآن و سنت کی بالادستی ہے لیکن ہمارے ہاں اب تک اسلام نہیں آ سکا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہاں پر جنہوں نے اسلام کا نعرہ بلند کیا وہ علماء تھے مجتہد تھے اہل تھے اور یہاں جنہوں نے اسلام کا نعرہ بلند کیا یہ جی ایچ کیو سے تعلق رکھتے تھے یہ فوجی جرنل تھے انہوں نے اسلام کا نعرہ بلند کر کے اسلام کو بدنام کر دیا اور اسی طرح وہ جنہوں نے دوسری جگہ اسلام کا نعرہ بلند کیا وہ سب کچھ اسلام کے لئے چاہتے تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اسلام پر قربان کر دیا اسی وجہ سے وہاں آج اسلامی نظام قائم ہو چکا ہے لیکن یہاں فوجی جرنلوں نے اسلام کے نام کو اپنے اقتدار کے لئے استعمال کیا ہے یعنی یہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے اسلام کو چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں آج تک اسلام نافذ نہیں ہو سکا۔ اسلام کے اہل بھی دینی مدارس ہیں۔ اگر اسلام کی تحریک ان دینی مدارس سے چل جائے گی تو پھر کوئی رکاوٹ اس کے سامنے نہیں آ سکتی اور وہ یقیناً کامیاب ہوگی۔ دشمنوں نے بھی اس حقیقت کو خوب درک کر لیا ہے آج وہ جس قدر ان دینی مدارس اور ان مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اور علماء سے ڈرتے ہیں اس قدر وہ ہمارے ان فوجی جرنلوں سے نہیں ڈرتے۔ ان کو یہ پتہ ہے کہ اگر

مسلمانوں کی لگام، مسلمانوں کی حکومت اور مسلمانوں کا سب کچھ علماء کے ہاتھ میں آجائے تو پھر استعمار کے لئے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ اس لئے ہمیں آج دینی مدارس کی طرف توجہ دینا چاہیے ہم جب پاکستان میں اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں..... (کیسٹ ختم ہوگئی)

☆☆☆☆☆

jabir.abbas@yahoo.com



امامیہ مسجد گلگت میں قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ  
وَبَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَاِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (مومنوں-۵۲)

میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا صرف شکریے کے لئے حاضر ہوا ہوں  
آج تقریباً تین بجوں پر ہم آپ کی معرفت اور پر نور دادی میں آپ بھائیوں کی  
زیارت میں مشغول رہے۔ آپ نے پر خلوص جذبوں اور محبت کے ساتھ ہمارا  
استقبال کیا آپ نے ہمیں حوصلہ دیا۔ جہاں بھی ہم گئے بہت گرمجوش، محبت اور  
دلوں کے ساتھ آپ نے ہمارا اور ہمارے رفقاء کا استقبال کیا۔

شہید حسینیؑ کا گلہ۔

میں یہاں ایک گلہ ضرور کروں گا پہلے اپنے رفقاء سے اور پھر آپ لوگوں  
سے۔ وہ یہ کہ آپ کیوں میرے لئے ہر وقت فرے لگاتے ہیں اور کیوں خولہ خولہ  
تقریر میں میرا نام لاتے ہیں کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تباہ و برباد ہو جاؤں؟ میں  
سوچتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ خدا نخواستہ ایک ایسے بد بخت کی طرح ہو  
جاؤں جسے اگر اہل حضرت یا عالی جناب کہا جائے تو وہ بد بخت یہ خیال کرے کہ میں  
واقعاً کوئی چیز ہوں۔

آپ جب تعارف کے لئے آتے ہیں پھر نہیں میرے بارے میں کیا کچھ  
کہہ دیتے ہیں میں تو ایک چھوٹا سا طالب علم ہوں۔ پھر آپ کیوں ایسے ایسے الفاظ  
میرے لئے استعمال کرتے ہیں کہ یہ ظاں ہے یہ ایسا ہے یہ دیا ہے۔

آپ جوں جوں میرا تعارف کراتے ہیں میرے دل میں غصہ بھرتا جاتا ہے جو  
میری تعریف کرتا ہے وہ مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔

فہمی کا نائب ہر ایک نہیں بن سکتا۔ میں آپ کے احساسات اور جذبات کا احترام کرتا ہوں لیکن میں یہاں کے بزرگ علماء دین اور لوگوں سے یہ خواہش کرتا ہوں خدا کے لئے مجھے خراب نہ کریں۔ مجھے خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ لوگوں کو گمراہ کر دوں جب میرے لئے نعرے لگتے ہیں تو میں بہت ناراحت ہوتا ہوں۔ آپ لوگ اسلام کے نعرے کیوں نہیں لگاتے۔ آپ یا علیؑ اور یا رسول اللہؐ کے نعرے کیوں نہیں لگاتے آپ امام فہمیؒ کے نعرے لگائیں آپ اپنے عظیم مقاصد کے لئے نعرے لگائیں۔ میرے لئے ہرگز نعرہ نہ لگائیں آپ کو چاہیے کہ ایسے نعرے لگائیں جن سے آپ کے افکار لوگوں تک پہنچیں۔ شخصیت پرستی کتب الہیہ میں غلط ہے یہ ایک قسم کا فریب اور دھوکہ ہے۔ امام فہمیؒ تو ان چیزوں سے بالاتر ہیں اگر ان کے حلق نعرہ لگائیں تو یہ شخصیت پرستی نہیں ہے کیونکہ اسلامی لحاظ سے ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے وہ تزکیہ اور تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز ہیں لیکن مجھ جیسے شخص کے بارے میں آپ نعرہ لگائیں تو یہ شخصیت پرستی ہوگی اور یہ صحیح نہیں ہے۔

مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا جائز نہیں۔

میں آپ کے احساسات و جذبات کا انتہائی درجے کا شکر گزار ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ جو بھی کام کرنا چاہیں پہلے اس کے نتائج کے بارے میں غور کر لیں۔ ایک عہدہ فہمی کوئی کام اس وقت تک نہیں کرتا جب تک اس کے بارے میں اچھی طرح سوچ نہ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر نتیجہ مثبت اور اچھا ہے تو اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہے تو اس کو انجام نہیں دیتا۔ میں آپ حضرات اور بالخصوص علمائے کرام سے یہی عرض کروں گا کہ آپ جو قدم بھی اٹھائیں اچھی طرح غور و فکر کر لیں تاکہ خدا خواستہ بعد میں پشیمانی نہ ہو۔

اب تک پاکستان میں کئی جگہوں پر شیعہ سنی فسادات ہوئے ہیں کسی جگہ شیعوں کو قتل کیا گیا اور کسی جگہ سینوں کو قتل کیا گیا ہے۔ اپنی توانائیاں اپنے افراد اپنی مال و دولت ان تعصبات کی خاطر ہم نے قربان تو ضرور کئے ہیں لیکن کیا ہم نے کوئی مثبت نتیجہ حاصل کیا ہے؟ نہیں اب یہ سوچیں کہ اگر ہم جھگڑا کریں گے تو اس سے فائدہ کس کو پہنچے گا؟ نقصان کس کا ہوگا؟ نقصان مسلمانوں کا ہوگا۔ مسلمان کمزور ہو جائیں گے فائدہ کفر کو پہنچے گا۔ ہم سے کون خوش ہو گا؟ کون ناراض ہو گا؟ امریکہ خوش ہوگا۔ روس خوش ہوگا۔ اسرائیل خوش ہوگا۔ شیطان خوش ہو جائے گا۔ کون ناراض ہو جائے گا۔ خدا و رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام۔ رہبر کبیر انقلاب اسلامی امام خمینیؑ ناراض ہو جائیں گے۔ پس اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ جھگڑوں سے خدا و رسولؐ ناراض ہوں گے امریکہ و روس خوش ہوں گے تو کیا ایسا کام ہمیں کرنا چاہیے۔ آپ کہہ رہے ہیں نہیں تو پھر نہیں کرنا چاہیے۔ ایک کام سے اگر مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے، مسلمان کمزور ہو جائیں، کفر کو تقویت مل جائے آیا یہ کام مسلمان کے لئے جائز نہیں؟ ہرگز نہیں۔ اب میں اس طرح کہتا ہوں جو بھی مسلمان ہے جو بھی اپنے آپ کو موحّد کہتا ہے جو بھی اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے جو بھی کفر کے خلاف اپنے دل میں بغض و عناد رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ جو بھی شیعہ ہے شیعہ رہے اور جو سنی ہے سنی رہے۔

نو جوان ایک قوت ہیں۔

دوسری بات جو میں آپ کی خدمت میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ سب کے پاس ایک قوت ہے اور وہ قوت جوانوں کی ہے۔ میں یہاں آپ سب سے یہ بات عرض کروں گا (خود وہ علماء ہوں انجمنوں اور امامبازوں کے سربراہان و حوالی صاحبان ہوں) اگر ہم اس قوت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے اگر ہم نے خود ان جوانوں کی

قوت سے قائم نہ اٹھایا تو یہ کس کے کام آئیں گے۔ دشمنان اسلام کے کام آئیں گے۔ جوان جس طرح فکری لحاظ سے آگے بڑھنا چاہتا ہے اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ زور آزمائی کرے۔ جوان کی سوچ اور جوان کا ذہن بھی جوان ہوتا ہے۔ جوان تو اس تلاش میں ہیں کہ کوئی اچھی قسم کا کام تلاش کریں اب اگر آپ ان کے لئے روحانی و معنوی غذا کا انتظام نہ کریں۔ تو منحرف افکار والے (چاہے وہ کمیونسٹ ہوں یا دوسرے مغربی غلط افکار رکھنے والے ہوں) انہیں اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ خود آپ نے اپنے جوانوں کو ان کی طرف دھکیل دیا ہے۔ دیکھیں ایک مشہور سی مثال ہے کہ اگر آپ کے ہاں کوئی چھوٹا بچہ ہے وہ بچہ کھیلتا ہے کوئی چیز اسے چاہیے جس کے ساتھ وہ کھیلتے۔ اب اگر کوئی اور چیز اس کو نہ ملے تو آپ کے گھر میں گلاس رکھا ہوا ہے۔ پیالہ رکھا ہوا ہے۔ وہ ان کو توڑ دے گا۔ کتاب رکھی ہوئی ہے۔ کتاب کو پھاڑ دے گا۔ وہ کسی چیز کے ساتھ کھیلتا چاہتا ہے۔ اب اگر آپ ہوشیار ہیں۔ تو اس بچے کے لئے بازو سے کھلونا خرید کر لائیں گے۔ چھوٹا سا کینڈا اس کے لئے لائیں گے وہ بچہ اس کے ساتھ مشغول ہوگا۔ آپ کی کتاب بھی خراب ہو جائے گی۔ آپ کے گھر کا سامان بھی خراب ہو جائے گا۔ جوان ایسا ہی ہے۔ جوان کی فکر اور جوان کا ذہن کچھ چاہتا ہے۔ اب اگر آپ اس کے لئے اسلامی سرگرمیاں فراہم نہیں کریں گے۔ اگر آپ مسجد میں ان کے لئے کلاسوں کا انتظام نہیں کریں گے۔ اگر آپ امام بارگاہوں میں ان کے لئے بھیریں پروگرام تھکیل نہیں دیں گے۔ اگر آپ ان کے لئے اسلامی کتابوں پر مشتمل لائبریریاں قائم نہیں کریں گے۔ اگر آپ ان کے لئے دوسری ایسی سرگرمیاں جن سے قوی فلاح و بہبود اور قوی ترقی ہوتی ہو وہ انتظام ان کے لئے نہیں کریں گے۔ تو جوان کیا کرے گا۔ باسیٹھا جائے گا یا گھر رات گئے واپس آئے گا اور گھر سے باہر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیل کود کے بہانے خدا خواستہ نشہ کرنے کے لئے یا کچھ اور کرنے کے لئے جائے گا۔ اگر آپ

ان کے لئے انتقام نہیں کریں گے تو کمیونسٹ افکار رکھنے والے ہر شہر میں اور ہر جگہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں۔ وہ ان جوانوں کو اپنی طرف کھینچ لیں گے اور آپ کی آنکھیں کھلیں گی تو آپ کے گھر میں وہ آپ کا مخالف بن چکا ہوگا۔ لائڈ ہب اور بے دین بن چکا ہوگا۔ نماز نہیں پڑھے گا۔ بخدا اگر آپ نے خود ابتدا سے اپنے بچے کو دین کی طرف متوجہ نہیں کیا۔ ابتدا سے آپ نے اس کے لئے اسلامی پروگرام نہیں بنایا اسے دینی مدرسے کے ساتھ مسجد اور امام بارگاہ کے ساتھ آپ نے مربوط نہیں کیا تو ہمیشہ کے لئے بگڑ جائے گا۔

برادران اسلامی! اگر آپ اس کے لئے اسلامی لائبریریاں قائم نہیں کریں گے تو وہ کیا کرے گا۔ بادل اور ان جیسی دوسری کتب کا مطالعہ کرے گا۔ شق بازی کے قصبے اور غلامی کی کتابوں کا مطالعہ کرے گا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہو سکتا ہے کہ وہ خودکشی کر لے۔ کیونکہ ان بد بخت کتابوں کا نتیجہ تو یہی ہے کہ یا تو وہ نشے کی طرف جائے گا یعنی وہ اس دنیا کی زندگی کو بے ہدف سمجھے گا۔ بے مقصد سمجھے گا۔ اس لئے وہ اپنے دلی سکون کے لئے اپنے دل کے اطمینان کے لئے ان پریچانیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے پناہ گاہ ڈھونڈے گا۔ کوئی پناہ گاہ؟ نشے کی پناہ گاہ؟ نشہ کرے گا اور خیال کرے گا کہ نشوں کے ذریعے اس دنیا کی مصیبتوں سے بچ جائے گا۔ یا پھر بادلوں جیسی کتابوں کی طرف پناہ لے گا۔ شق بازی کی طرف جائے گا۔ اور اس طرح کی دوسری کتابوں کی طرف جائے گا وہ لڑکا آخر میں آپ دیکھیں گے کہ یا اس نے دریا میں چلا تھک لگا کر خودکشی کر لی ہے یا اپنے گھر میں زہریلی گولیاں کھالی ہیں۔ یا پستول کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے اس نے اپنے آپ کو ختم کر لیا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ آپ نے اس کا خیال نہیں رکھا۔ آپ نے اسے اس مقصد کی طرف جس کے لئے انسان پیدا ہوا ہے متوجہ نہیں کیا۔ لہذا آپ کی سستی اور آپ کی غفلت کے نتیجے میں یہ ہوا۔

برادران عزیز و بزرگان قوم! اگر آپ واقعا دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں  
 اگر آپ کا مقصد آدمیت کی اصلاح ہے تو پھر یہی جوان آپ کے دست و بازو ہیں۔  
 ان جوانوں کو ساتھ ملا کر، ان جوانوں کے لئے بہترین دینی پلیٹ فارم مہیا کر کے، ان  
 سے کام لے لیجئے لیکن اگر آپ ان کی توہین کریں گے مثلاً یہ جب مساجد میں  
 اسلامی پروگرام کرانا چاہتے ہوں تو آپ کہیں کہ یہ بڑے باغی قسم کے لڑکے ہیں اور  
 انہیں منع کر دیں کہ مسجد میں نہ آؤ۔ امام بارگاہ میں نہ آؤ۔ تم یہ ہونم وہ ہو۔  
 نتیجہ کیا ہوگا کہ ان نوجوانوں کے دلوں میں آپ کے لئے نفرت پیدا ہو جائے گی۔  
 کل اگر یہ کسی مقام و منصب تک پہنچ گئے تو پہلا کام یہ کریں گے کہ آپ سے  
 انتقام لیں گے۔ پس یہ ضروری ہے کہ آپ ان مسائل کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

آئی۔ ایس۔ او کے نوجوانوں کو خراج تحسین۔

جس خلوص کے ساتھ جس جذبے کے ساتھ یہ جوان کام کر رہے ہیں ہم تو  
 شب و روز پاکستان کے ہر شہر میں جاتے ہیں قسم بخدا جس خلوص کے ساتھ ہمارے  
 یہ نوجوان خصوصاً آئی۔ ایس۔ او والے لڑکے جس خلوص اور جذبے کے ساتھ اسلام  
 و قرآن و دین کے لئے کام کر رہے ہیں کوئی دوسرا نہیں کر رہا ہے۔ اب اگر وہ  
 اتنے خلوص کے ساتھ آتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اسلام کے لئے کام کریں۔ اب اگر  
 میں مسجد کا پیش نماز ہوں یا خطیب ہوں یا انجمن کا صدر ہوں تو اگر اس طرح ان  
 کی حوصلہ شکنی کریں اور ان کے خلاف باتیں کریں تو میری نظر میں یہ گناہ کبیرہ  
 سے کم نہیں۔ البتہ اگر ان میں آپ نے کوئی اشتباہ دیکھ لیا تو ہم نہیں کہتے کہ وہ  
 لوگ معصوم ہیں۔ اگر کسی نے اشتباہ دیکھ لیا تو آپ ان اشتباہات کی اصلاح کریں۔  
 درست کریں نہ کہ آپ ان کو بالکل گھر سے باہر پھینک دیں تا کہ وہ دشمنان اسلام  
 کے ہاتھ لگ جائیں۔

نو جوانوں کی اصلاح کریں نہ کہ توہین۔

اس موقع پر یہاں مگر، ہنزہ جلال آباد اور دوسرے علاقوں کے نام مجھے نہیں آتے ان علاقوں کے بزرگوں سے علماء سے خصوصی طور پر یہ خواہش کروں گا کہ جوانوں کا خیال رکھیں۔ جوانوں کے سر پر ہاتھ رکھیں اور ان کی سرپرستی قبول کریں اور اگر خواہاں ان سے کبھی کبھی استعہات سرزد ہوں تو آپ ان کے استعہات کی اصلاح کریں نہ یہ کہ آپ ان کی توہین کریں، یہ نہ کہیں کہ یہ اصلاح کے قابل نہیں۔ یہ لڑکا ایسا ہے دیا ہے اسلامی طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو موقع دیں ان کو مقام دیں اگر ایک مجلس میں آپ ان بچوں کو کہہ دیں کہ آپ اس مسئلے کا حل بتائیں تو وہ خیال کریں گے کہ یہ بزرگ بھی مجھے کچھ سمجھتے ہیں۔ ان کے دل میں خود داری آجائے گی۔ وہ اپنے بیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔ پھر وہ آگے جا کر محنت کریں گے اور آپ کے لئے بہترین اور ذمہ دار شخص بن سکتے ہیں۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ آپ سب مومنین اور جوانوں سے خصوصاً کہ اگر آپ اسلام کے لئے کام کر رہے ہیں اگر آپ کا مقصد خدا و رسول ہے تو آپ کے لئے کوئی چارہ نہیں کہ آپ علماء کے ساتھ رہیں۔ آپ اپنے آپ کو علماء کے ساتھ مربوط کریں۔ اس لئے کہ دشمنان اسلام نے اس حقیقت کو درک کر لیا ہے کہ آج پورے عالم میں سب سے بڑا چیلنج روس کے لئے بھی امریکہ کے لئے بھی علماء ہیں شاید آپ کو یاد ہوگا۔

(نوٹ۔ تقریر کا بقیہ حصہ ریکارڈ میں نہیں ہے۔)

## نکمر (گلگت) میں قائد شہید ”کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ  
خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ  
الْمَغْصُوْمِیْنَ الْغَرِّ الْمَیْلِیْنَ قَبْلُ فَقَدْ قَالَ الْعَظِیْمُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ  
الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَ قَبْلَتْ اَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلٰی  
الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (بقرہ۔ ۲۵۰)

اس بات پر خدا کا شکر ہے کہ تقریباً دو سال کے بعد مجھے یہ توفیق نصیب ہوئی کہ ایک مرتبہ پھر آپ کے نورانی چہروں کی زیارت کر سکوں۔ اگرچہ اس مرتبہ میرا دورہ پہلے سے مختلف ہے۔ اس مرتبہ ہمارے ساتھ اور بھی معزز محترم شخصیات ہیں اور یہ معزز ہستیاں، وہ علماء اور وہ شخصیات ہیں جنہوں نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو زندہ کرنے کے لئے قربانیاں دیں اور خود وہ دس مہینے پابند سلاسل رہے۔ اسی طرح بلتستان میں تحریک کے معزز علماء ہمارے ساتھ موجود ہیں۔ راولپنڈی کی معزز شخصیات ہمارے ساتھ آئی ہیں۔ یقیناً اس مرتبہ ہماری مسافرت، ان حضرات کی موجودگی کی وجہ سے اور بڑ برکت ہے۔

تکلیف اور مشقت ترقی کا زینہ ہے۔

کوئی بھی قوم اور ملت تکلیف دیکھے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ تکلیف اور مشقت کے بغیر ایک قوم کا کھل اور ترقی پر قائل ہونا غیر ممکن ہے ایک قوم اور ایک ملت کو اگر عزت و شرف حاصل کرنا ہے اگر ذلت سے باہر نکلنا ہے اگر ہر میدان میں ان کو خود کفیل ہونا ہے تو پھر اس قوم اور ملت کو مشقت اور تکلیف کے ادوار سے گزرنا پڑے گا۔ یہی مشقتیں اور تکلیف ہیں کہ جو انسان کو واقعاً پختہ بناتی ہیں۔



آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھیں یہ دو ہاتھ آپ کو خدا نے دیئے ہیں۔ یہ دونوں آپ کے اعضاء ہیں۔ لیکن دائیں ہاتھ میں قوت زیادہ ہے۔ بائیں ہاتھ میں قوت کم ہے۔ کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ دایاں ہاتھ ہمیشہ کام کرتا ہے۔ وزن اٹھاتا ہے تکلیفیں دیکھتا ہے۔ مشقتیں دیکھتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بائیں ہاتھ کی نسبت دائیں ہاتھ میں زور زیادہ ہے۔ اسی طرح آپ اپنے چہروں کو دیکھیں۔ چہرہ بھی آپ کے بدن کا عضو ہے۔ دوسرے اعضاء بھی آپ کے بدن کے عضو ہیں۔ لیکن جب بارش برتی ہو۔ ٹھنڈی ہوا چلتی ہو۔ برف پڑتی ہو تو اگر آپ کے بدن سے تھوڑی سی قمیض ادھر ادھر ہو جائے تو ٹھنڈک اور سرد ہوا جب آپ کے بدن پر لگتی ہے تو آپ کا بدن کانپنے لگتا ہے لیکن آپ کا چہرہ اور یہ ہاتھ کھلے رہتے ہیں۔ اگرچہ ہوا جتنی بھی ٹھنڈی کیوں نہ ہو جتنا اثر آپ کے بدن کے دوسرے اعضاء پر ہوتا ہے ان پر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ آپ کا ہاتھ اور چہرہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ گرمی کے ساتھ ان کا مقابلہ سردی کے ساتھ ان کا مقابلہ۔ تیز ہواؤں کے ساتھ ان کا مقابلہ رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ اعضاء اور ان کا چہرہ سخت ہو جاتا ہے اور وہ سردی اور گرمی برداشت کر سکتے ہیں لیکن بدن کے دوسرے اعضاء کو ہمیشہ آپ نے ڈھانپے ہوئے رکھا ہے۔ محفوظ رکھا ہے۔ اگر ان کو سردی لگ جائے تو پھر آپ کو بخار ہو جاتا ہے اور آپ کو ہسپتال یا کمرے میں لیٹا پڑتا ہے۔

آئندہ زندگی میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے سر پر تیز ہوا نہ چلے۔ کسی قسم کی تکلیف نہ دیکھیں۔ مشقت اور مصیبت نہ دیکھیں اور پھر چاہتے ہوں کہ ساری اقوام میں اور ساری ملتوں میں آپ کا نام بھی ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ کیا وجہ تھی کہ صدر اسلام کے مسلمان جب میدان جنگ میں نکلتے تھے تو وہ کامیابی حاصل کرتے تھے لیکن بعد میں مسلمان وہ کامیابیاں جو صدر اسلام میں ملتی تھیں حاصل نہ کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدر

اسلام کے مسلمانوں کے پاس مال و دولت و عیاشی اور یہ چیزیں اور وسائل زیادہ نہیں تھے۔ وہ عبادت و ریاضت کے علاوہ زیادہ تر وقت سختی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے اور اس کے نتیجے میں وہ اپنے دشمن پر غالب ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں جب مسلمانوں نے فتوحات حاصل کیں جب مسلمانوں کے پاس مال و دولت زیادہ ہو گیا۔ عیاشیوں میں مشغول ہو گئے تو وہ وقت اور فتح و کامرانی مسلمانوں کے پاس نہ رہی۔ آہستہ آہستہ اس حد تک نوبت پہنچ گئی کہ وہ زمینیں جو پہلے مسلمانوں نے غیر مسلموں سے لی تھیں، غیر مسلموں کے پاس واپس چلی گئیں۔

بردران عزیز! زحمت کرو، تکلیف اٹھاؤ، بدن سے کام لو۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ یہ پہاڑوں پر یا صحراؤں میں جو درخت ہیں ان کو دیکھو وہ اس قدر مضبوط ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت مشکل حالات میں ہوتے ہیں۔ ہر وقت گرمی اور سردی کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوتا ہے۔ لہذا ان درختوں کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے۔ لیکن جو درخت آپ اپنے باغوں میں اور جو گلاب آپ اپنے باغوں میں محنت کے ساتھ ان کی خدمت کر کے اگاتے ہیں وہ ضعیف ہوتے ہیں۔ اگر ان کو کچھ دیر پانی نہ ملے تو وہ سوکھ جاتے ہیں۔ آپ خود پاکستان میں دیکھیں۔

ایک باعزم خاتون کا واقعہ۔

پاکستان کے اندر آپ کو مثال دے دوں کوئٹہ میں کوئٹہ والوں نے پہلے تکلیفیں نہیں دیکھی تھیں۔ مصیبتیں اور مشقتیں نہیں اٹھائی تھیں۔ ۶ جولائی ۱۹۸۵ء سے پہلے کوئٹہ کے مومنین کی حالت اور تھی ان کا رویہ اور تھا۔ ان کے حوصلے اور تھے اور اب اس وقت آپ کوئٹہ جائیں اب وہاں کے مومنین کی حالت بالکل بدل گئی ہے۔ یعنی جب چھ جولائی کے وقت ان پر مصیبتیں آئیں تو ان مصیبتوں نے ان مومنین کو ان افراد کو پختہ کر دیا۔ ان کے عزائم بلند کر دیئے۔ تقریباً چار پانچ دن

کوئٹہ میں کرفو لگ گیا تھا اور کوئی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض گھروں میں کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہو گیا تھا تقریباً وہاں ایک بجے کا وقت تھا۔ ہم نے اپنے ایک معزز دوست کے گھر فون کیا۔ خود تو وہ جیل میں تھے فون ان کی اہلیہ نے اٹھایا۔ میں چاہتا تھا کہ ان کو تھوڑی سی تسلی دے دوں کہ اس قسم کی مشکلات اور مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ عزت و آبرو کے ساتھ ہمارے سارے اسراء جو اس وقت جیل میں ہیں اور ان میں آپ کا شوہر محترم ہے وہ انشاء اللہ رہا ہو جائیں گے۔ جب میں نے یہ الفاظ کہے تو اس نے میری بات کو قطع کر دیا۔ فوراً فرمانے لگی کہ آقا صاحب یہ تو کچھ نہیں ہے صرف ہمارے شوہروں کا جیل میں جانا یہ تو کوئی قربانی نہیں ہے۔ بخدا وہ خاتون فرما رہی تھی کہ ہم نے اپنے آپ کو شہادت کے لئے تیار کیا ہے۔ ہم شہادت کے لئے آمادہ ہیں۔ جیل جانا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ بالکل فکر نہ کریں ہم کسی لحاظ سے بھی کسی کے پاس شکوہ نہیں کریں گے۔ اور اسی طرح اب جب اسراء کی آبرو مندانہ رہائی کے بعد شہداء کے گھروں میں ہم گئے تو تحریک کے ایک محترم اور اچھے ورکر ہیں ان کے گھر گئے ان کا بھائی شہید ہوا تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا جو آپ کا بھائی شہید ہوا وہ بڑا تھا۔ تو وہ فوراً کہنے لگے کہ وہ مقام میں مجھ سے بڑے تھے لیکن سن میں وہ مجھ سے چھوٹے تھے۔ مقام اور درجے کے لحاظ سے وہ مجھ سے بڑے تھے اس لئے بڑے تھے کہ وہ شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے لیکن میں شہادت کے درجے کا اہل نہیں تھا لہذا میں فائز نہیں ہوا۔ تو یہ تبدیلی ان لوگوں میں کس وجہ سے آئی۔

ان تکالیف اور مشقوں کے بعد آپ دیکھیں۔ اس تحریک کے لئے کراچی لاہور، صوبہ سرحد اور دیگر جگہوں پر جس قدر ہمارے نوجوانوں نے شہادت کو گلے لگایا ہے اتنا کسی نے بھی قربانی نہیں دی۔

پاراچنار میں تربیتی سیمینار سے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهِ اِلٰہِ اللّٰهِ وَالْفَنَّةُ  
الدَّائِمَةُ عَلٰی اَعْدَائِهِمْ اَعْدَاءُ اللّٰهِ مِنَ الْاَنِّ اِلٰی یَوْمِ لِقَآئِ اللّٰهِ وَبَعْدَ فَقْدِ قَالِ  
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کُلُّکُمْ رَاۤعٍ وَکُلُّہُمْ مَسْئُوْلٌ عَنِ  
رَعِیَّتِہٖ (بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۳۸)

سب سے پہلے میں اپنی جانب سے سیمینار کے مسؤلیں، بانیان اور منتظمین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ واقعاً انہوں نے ایک بہترین اور اہم قدم اٹھایا ہے اور ان کے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند متعال انہیں اپنے اپنے نیک اہداف میں کامیابی نصیب فرمائے۔ یقیناً ہر شیعہ کے لئے اور ہر گزرم میں رہنے والے کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے اور ہم اس پر خوش ہیں کہ ہماری قوم میں اس سطح کے جوان موجود ہیں کہ وہ گزرم کے مسائل کے لئے اور ان کے حل کے لئے اس قسم کے سیمینارز اجتماعات منعقد کراتے ہیں تاکہ ان اجتماعات میں ان مسائل پر بحث و مباحثہ ہو اور پھر ان کا حل تلاش کیا جائے۔ لیکن ساتھ ساتھ ایک باضمیر انسان جو دل میں قوم و دین کا درد رکھتا ہو یقیناً اسے اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ دو سو دعوت نامے بھیجے گئے تھے جہاں تک میری معلومات ہیں اور ساتھیوں نے مجھے بتایا ہے کہ ان دو سو افراد میں سے صرف محدود افراد تشریف لائے ہیں۔ اگر یہ دعوت نامے کسی اور کی طرف سے جاتے کہ فلاں افسر آرہا ہے یا گورنر آرہا ہے یا مثلاً کسی اور قسم کا پروگرام ہے تو کتنی کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے اسی سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری قوم کے ذمہ دار افراد کو یہ دعوت نامے بھیجے گئے تھے تو ان کے دلوں میں کس قدر قوم کا درد ہے اور پھر جن لوگوں نے صبح کی مجلس میں شرکت کی اس نشست میں ان کے مبارک چہرے دکھائی نہیں دے رہے خدا نخواستہ

بہت سے ایسے افراد شام کو غائب ہو جائیں گے اور پھر کچھ افراد کل کی مجلس سے غائب ہو جائیں گے یعنی یہی ہمارا احساس مسئولیت ہے اس سے آپ اندازہ لگائیں لیکن پھر بھی ہم اور آپ کو ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایسے وقت میں جب دوسرے افراد اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں رکھتے تو پھر ہمیں اور آپ کو اپنی ذمہ داریوں کا مزید احساس ہونا چاہیے یعنی اگر پہلے وہ ساتھی ہمارے ساتھ ہو جاتے یقیناً اس وقت بوجھ میں سے ہمیں کم حصہ ملتا اور کم بوجھ اٹھانا پڑتا اب جبکہ وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو ان کا بوجھ بھی ہمارے اور آپ کے کندھوں پر آ گیا ہے لہذا ہمیں اپنے آپ کو مزید ہمت اور کمر بستہ ہونا چاہیے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

### شرعی ذمہ داری کا بحالانا فرض ہے

یہ ضروری ہے کہ ہم یہ احساس کریں کہ جیسے قائد عظیم الشان رہبر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے آپ کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ آپ کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟ اور آپ کا شرعی وظیفہ کیا بنتا ہے؟ اگر آپ اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو نور علی نور۔ اگر ظاہری طور پر کامیاب نہیں بھی ہوتے تو پھر بھی آپ کامیاب ہیں کیونکہ آپ اس کے نتیجے کے مسئول نہیں ہیں آپ اپنے اس وظیفے کی انجام دہی کے ذمہ دار ہیں کہ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ اپنے وظیفہ کو ادا کریں اگر اس سے نتیجہ حاصل ہو جائے تو بہت بہتر ہے اگر حاصل نہ ہو تو پھر آپ نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے۔ اس لئے ہمیں ہمت اور امید کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے اور حالات سے ہمیں نہیں ڈرنا چاہیے۔ یہ درست ہے کہ ہم اور آپ نے یہ سیمینار کروایا ہے اور مستقبل قریب میں ہمیں اس کے اثرات کا پتا نہیں چلے گا لیکن اس کے اثرات بعد میں ظاہر ہوں گے خصوصاً اگر اس سیمینار کے بعد ہم نے ذمہ داری چھوڑ نہ دی اور اپنی ذمہ داریوں کو

بجالاتے ہوئے ان پر ڈٹے رہے تو اگر آج نہیں تو انشاء اللہ سال بعد پانچ سال بعد دس سال بعد اس کے بیٹھے ثمرات ہمیں نصیب ہوں گے۔

شیعوں کے مسائل مربوط ہیں نہ کہ جدا

میں اصل میں تقریر کرنے کی غرض سے نہیں آیا تھا صرف اس لئے آیا ہوں کہ میں چاہتا تھا کہ اپنے بھائیوں خصوصاً آئی۔ ایس۔ او اور علمدار فیڈریشن کے ان نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اس مجلس میں شریک ہو جاؤں کہ آج کے اس سیمینار میں زیادہ تر کردار انہی نوجوانوں کا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ دیکھوں ہمارے نوجوان خواہ وہ اساتذہ ہوں علماء ہوں پروفیسرز ہوں یا دیگر ذمہ دار افراد ہوں وہ کس حد تک اپنے مسائل کو اہمیت دیتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کیا ان کے پاس کوئی تجویز بھی ہے یا نہیں؟ کیا واقفاً یہ اپنے اس علاقے ٹرمز ایجنسی کو باقی پاکستان سے جدا تصور کرتے ہیں یعنی اگر یہ چاہیں کہ اس ٹرم کے مسائل حل کریں تو کیا ٹرم کی حدود کے اندر یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں یا نہیں بلکہ ٹرم کے مسائل پاکستان کے باقی خطوں میں بسنے والے تمام شیعوں کے مسائل کے ساتھ ایران کے شیعوں کے ساتھ لبنان اور افغانستان کے شیعوں کے مسائل کے ساتھ مربوط ہیں اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں میرے ان دوستوں کی فکر کیا ہے؟ میں اصل میں تقریر کرنے نہیں آیا تھا لیکن دوستوں اور جوانوں نے خواہش کی تو میں حاضر ہوا ہوں۔ باقی الحمد للہ سیمینار میں بہترین مقالے پڑھے گئے ہیں اور میرے بعد بھی شام کے وقت مفید اور اچھے مقالے پڑھے جائیں گے اور تقاریر ہوں گی اور انشاء اللہ اس کے بعد نتیجہ نکالیں گے۔ ایک بات جو میں چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کروں خواہ علمائے کرام یا اساتذہ و پروفیسر صاحبان ہوں وہ یہ کہ ہم میں سے ہر

فحص کو اپنی جگہ پر احساس ذمہ داری کرنا چاہیے۔ ہر شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس کی ذمہ داری کیا ہے اور اسے کیا کرنا ہے؟ چونکہ ہماری مثال ایک پیکر کی سی ہے اس پیکر میں مختلف اعضاء ہیں اور ان اعضاء کی آپس میں ہم آہنگی کے نتیجے میں ہی ایک زندہ اور متحرک وجود تشکیل پاتا ہے اگر کہیں اس وجود کے اعضاء میں سے ایک عضو بھی اپنا وظیفہ ادا کرنا چھوڑ دے اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے انجام نہ دے تو اس پیکر پر اور اس جسم پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں یقیناً اعضاء مختلف ہیں بعض اعضاء رئیسہ ہیں یعنی ان کا کردار باقی اعضاء کی نسبت بہت اہم ہے جبکہ باقی اعضاء ان کی نسبت کمزور ہیں لیکن پھر بھی یہ بڑے اعضاء ان ضعیف اعضاء کے کردار، حرکت اور وظیفہ کی انجام دہی کے لئے ان کے محتاج ہیں۔ خوب اب ہمارے معاشرے میں عالم کا ایک کردار ہے استاد اور پروفیسر کا ایک کردار ہے والدین کا ایک کردار ہے زمیندار کا ایک کردار ہے وکلاء کا ایک کردار ہے غرض ہر فرد کا اپنا اپنا کردار ہے ہر آدمی کی اپنی ذمہ داری ہے ہر انسان کا اپنا وظیفہ ہے۔ اب مثال کے طور پر مجھے لیجئے میرا تعلق اہل علم سے ہے میں اس لحاظ سے اپنے وظیفہ کی تشخیص دوں کہ میرا وظیفہ کیا ہے اور پھر اس کی انجام دہی کے لئے اپنے آپ کو تیار کروں اور مضبوط ارادے کے ساتھ کمر ہمت باندھ لوں یا اس کی بجائے میں اپنا وظیفہ چھوڑ دوں تماشائی کی طرح باہر بیٹھ کر نظارہ کروں یا اپنے وظیفہ سے کنارہ کشی اختیار کر لوں اپنے دوسرے بھائیوں کی طرف اشارہ کروں کہ وہ اپنا وظیفہ صحیح طریقے سے انجام دیتے ہیں یا نہیں۔ یہ دونوں چیزیں درست نہیں ہیں۔ اگر آپ کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور تماشائی بن جاتے ہیں اور دوسرے بھائی پر اعتراض اور تنقید شروع کر دیتے ہیں کہ وہ صحیح طور پر وظیفہ انجام نہیں دے رہا تو یقیناً وہ بھائی مجھ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آپ کی نظر میں یہ بات اہمیت رکھتی ہے تو پھر اس سلسلے میں آپ اپنا وظیفہ کیوں انجام نہیں دیتے۔ درست ہے یقیناً

اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اسلام میں یہ ہے کہ دوسرے بھائی سے کہو کہ یہ معروف ہے اور یہ منکر ہے۔ ”الْمُؤْمِنُ مِمَّا آتَتْهُ الْمُؤْمِنُ“ (یعنی ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینے کی مانند ہے) یہ درست ہے لیکن اگر میں اپنا وظیفہ انجام نہ دوں اور آپ کو امر بالمعروف کروں کہ یہ کرو یا کہوں کہ مثلاً یہ شخص اپنا وظیفہ انجام نہیں دیتا تو اس طرح میری بات میں اثر نہیں ہوگا اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہر شخص اپنے اپنے وظیفے کا احساس کرے۔

باعمل عالم کا معاشرے میں کردار

دوسری بات یہ ہے کہ معاشرے میں عالم کا ایک بہت بڑا کردار ہے۔ جتنی خدمت ایک صحیح، باتقویٰ، اپنی ذمہ داریوں سے باخبر اور ان پر عمل پیرا ہونے والا عالم کر سکتا ہے وہ نہ تو ایک پروفیسر کر سکتا ہے اور نہ ڈاکٹر اور نہ ہی کوئی اور شخص وہ خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اور اس کی ایک بہترین مثال اس وقت حضرت امام خمینی ہیں جو خدا کی طرف سے نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کے لئے رحمت ہیں یعنی وہ کام جو آج عالم انسانیت کے لئے مسلمانوں، مستضعفین اور محرومین کے لئے ایک عالم ایک مجتہد ایک ولی فقیہ نے کیا ہے کسی دوسرے فرد نے نہیں کیا۔ نہ کارل مارکس نے کیا نہ لینن نے کیا نہ فرانس کے کسی انقلابی لیڈر نے کیا نہ کسی اور نے کیا ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ کسی جگہ سے آپ گزر رہے ہوں اور وہاں کے لوگ اچھے ہوں تو سمجھ جائیں کہ وہاں ایک باتقویٰ عالم رہ چکا ہے جس کے نتیجے میں ان لوگوں کا کردار اچھا ہوا ہے آج میں اپنے علماء سے یہ سوال کرتا ہوں ناراض نہ ہوں شیخ صاحب بزرگوار ہیں شیخ یوسف صاحب ہیں آقا عابد حسین ہیں صفدر شاہ صاحب ہیں محبوب علی شاہ صاحب ہیں باقی علماء یہاں بیٹھے ہیں ان سے میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ پیغمبرؐ کی حدیث نہیں ہے کہ؟



عالم فاسد ہو جائے تو دنیا فاسد ہو جاتی ہے

”إِذَا فَسَدَ الْعَالَمُ فَسَدَ الْعَالَمُ“ ہاں اب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا فاسد ہو چکی ہے اس طرح ہے کہ اگر ایک عالم خراب ہو جائے تو پوری دنیا خراب ہو جاتی ہے اب جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا خراب ہو چکی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء خراب ہو چکے ہیں۔ ”إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلَطَعَ النَّهَارُ“ یا ”إِذَا طَلَعَتِ النَّهَارُ فَلَطَعَ الشَّمْسُ“ یعنی جب ہم دیکھتے ہیں کہ دن ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ سورج موجود ہے۔ پیغمبرؐ کی حدیث ہے کہ جب کبھی عالم فاسد ہو گیا تو دنیا فاسد ہو جائے گی اب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا فاسد ہو چکی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی فاسد ہو چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انفرادی طور مثلاً زید درست ہو صحیح ہے کہ وہ بہترین اور باتقویٰ عالم دین ہے لیکن کلی طور پر اگر ہم دیکھیں کہ یہ بات مشکل ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اوپر یہ بات ناگوار اور بوجھل نہ سمجھیں مثال کے طور پر کہ کل اگر ایک غیر عالم ہم سے یہ سوال کرے تو اس سے ہمیں اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ واقعات میں اپنے دغلیے پر عمل کر رہا ہوں یا نہیں؟ آیا واقعات دنیا فساد سے بھر چکی ہے یا نہیں؟ لوگ خراب ہو چکے ہیں یا نہیں؟

یہ نوجوان جو ہم سے دور ہو کر کمپوٹ ہو چکے ہیں مثلاً یہ لوگ دین سے منحرف ہو رہے ہیں کیا آیا ایسا تو نہیں کہ میں اپنے دغلیے پر صحیح طور پر عمل نہیں کر رہا؟ کم از کم ہمیں اپنے بارے میں یہ احتمال تو دینا چاہیے۔ بریٹنڈرسل بھی یہ کہتا ہے کہ جب تک کسی چیز میں آپ شک نہ کریں تو آپ اس وقت تک یقین تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب اگر میں نے شک کیا میں ہوں یا نہیں ہوں؟ یہ کہ میں اس بات میں شک کروں کہ میں ہوں یا نہیں ہوں اسی شک سے میں اپنے وجود کے بارے میں یقین پیدا کرتا ہوں کہ میں ہوں۔ کم از کم پہلے ہم ذرا شک پیدا

کریں احتمال دیں کہ واقعاً یہ فساد ہم میں پیدا تو نہیں ہوا ہے؟ کیا کہیں ہم اپنے وظیفے سے دور تو نہیں ہو گئے ہیں؟ اس کے بعد اگر کوئی دیکھے کہ اس نے اپنے وظیفہ کی انجام دہی میں سستی یا کوتاہی کی ہے اور اپنے وظیفے کو صحیح طور پر انجام نہیں دے رہے ہیں تو پھر چاہیے کہ اپنے وظیفے کے لئے کمر ہمت باندھیں۔

استاد شاگرد کے لئے نمونہ ہے

اسی طریقے سے مثلاً ایک پروفیسر و معلم و استاد کا بھی معاشرے میں بہت بڑا کردار ہے۔ والدین کے بعد ایک بچے پر سب سے زیادہ اثرات استاد کے علاوہ کسی اور کے مرتب نہیں ہوتے۔ جیسا کہ صبح بعض مقررین نے کہا کہ شاگرد کے لئے استاد ایک نمونہ ہے اب میں اس استاد سے پوچھتا ہوں کہ درست ہے ۱۹۷۰ء میں آپ استاد بن گئے۔ ۱۹۷۵ء میں آپ پروفیسر بن گئے۔ اب آپ یہ کہتے ہیں کہ میری ذمہ داری صرف تعلیم ہے۔ آپ جب چند سال کے ہوئے تھے اور اس وقت آپ مکلف اور بالغ ہوئے تو کیا اس وقت سے آپ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت واجب ہوئی یا نہیں؟ یعنی تعلیم کے بعد آپ پر تربیت واجب ہے دوسرے کو تعلیم دینے کے بعد اس کی تربیت بھی کرنا۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ پہلے میں نے اپنے اوپر اعتراض کیا ہے پھر اس کے بعد آپ کو کہہ رہا ہوں۔ پروفیسر محترم استاد گرامی کیا آپ سکول، یونیورسٹی یا کالج کے اندر یا اس کے باہر تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی جو ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے آپ اس کو انجام دیتے ہیں کیا جب کبھی آپ سٹوڈنٹس کے ساتھ مطالعاتی دورے پر جاتے ہیں تو کیا آپ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایک اپنے نوجوانوں کو غلط قسم کی فلمیں دیکھنے سے منع کریں یا یہ کہ وہ مثلاً فلاں غلط جگہ نہ چلے جائیں۔

”مَنْ زَوَّاهِ الْإِزْهِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ“ (انعام - ۱۱)

خدا کی زمین پر گھومو پھرو اور ان لوگوں کے انجام کو دیکھو جو ہمارے رسولوں اور انبیاء کی تکذیب کرتے تھے کیا آپ اپنے سٹوڈنٹس کو ان چیزوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں یا نہیں اگر لڑکے کہہ دیں کہ آج فنکشن کرتا ہے اور فلاں قوال کو بلانا ہے تو آپ ان کی ہاں میں ہاں ملا دیں گے کیا اس وقت آپ کو یہ احساس ہوا کہ ہمارے ان بچوں کی تربیت بھی آپ پر فرض ہے کیا واقعہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں ہمارے بچوں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اسلامی تربیت کا کوئی پروگرام ہے اور ہمارے اساتذہ نے کبھی اس بات کا احساس کیا ہے؟

خوب سب سے اہم کردار ایک عالم اور ایک استاد کا ہوتا ہے چونکہ اس وقت زیادہ تر ہمارے ساتھ علماء، پروفیسرز اور اساتذہ کرام بیٹھے ہیں تو میں اس بارے میں بات کرتا ہوں۔ خوب آپ کو ایک عالم کی مثال دیتا ہوں فرض کریں کہ میں نے اپنے فریضہ شرعی پر عمل نہیں کیا۔ آپ پروفیسر صاحب اور استاد گرامی نے بھی صحیح طریقہ سے عمل نہیں کیا۔ نتیجہ کیا ہوا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی صلاحیتیں ان کی قوت و فکر و سوچ جو اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے استعمال ہونا چاہیے تھی وہ ضائع ہو رہی ہے یا کیمونسٹ ان سے استفادہ کر رہے ہیں یا وہ لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ جن کا اصلاً اسلام سے کوئی واسطہ نہیں یا جو مادہ پرست ہیں اور اس وقت میں اور آپ مسجد اور مدرسے میں مشغول ہوتے ہیں۔ استاد کالج، یونیورسٹی اور سکول میں مشغول ہیں اسی اثنا میں ہمارے بچے منحرف ہو رہے ہیں۔

جوان حرکت چاہتا ہے

آقائے عزیز! اس عالم طبیعت پر نظر دوڑا میں عام طبیعت میں حرکت ہے اسی طرح آپ ایک چھوٹے بچے کو دیکھیں چاہے وہ دو ماہ کا ہو یا چھ ماہ یا ایک سال کا

ہو۔ اگر آپ اسے گہوارے میں ڈال دیں یا چارپائی پر لٹا دیں یا کسی اور جگہ سلا دیں جس جگہ بھی اسے لٹائیں گے وہ کبھی آرام سے نہیں رہے گا اور خوب ہاتھ پاؤں چلائے گا اور بعض اوقات اپنے آپ کو بستر سے گرا لے گا۔ کیونکہ عالم طبیعت میں حرکت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوان حرکت مانگتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ جوان کو میدان دیں تاکہ اس میدان میں وہ حرکت کرے اس کی فکر حرکت کرے۔ اب جب آپ نے اسے صحیح اسلامی اور انسانی اصولوں کے مطابق میدان فراہم نہیں کیا ہوا ہے اس کے لئے تربیت کا میدان مہیا نہیں ہے لیکن دوسری طرف وہ چاہتا ہے کہ وہ کام کرے پس اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مادہ پرست اور کیمونسٹوں نے جو پلیٹ فارم جوانوں کے لئے مہیا کر رکھا ہے وہ ان کی طرف چلا جاتا ہے چونکہ آپ کی طرف سے تو ان کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے لہذا اس صورت میں وہ ان کیمونسٹوں کے ساتھ جا کر کام کریں گے۔ گھر میں بچے شرارتیں کرتا ہے اگر گھر میں آپ بچے کو کھلونا لا کر نہیں دیں گے تو اگر آپ استاد اور عالم ہیں تو بچہ آپ کی کتابوں پر حملہ کرے گا آپ سے کتابوں کو چھینے کا گلاس توڑے گا کوئی دوسرا کام کرے گا دیواروں پر لکھے گا لیکن اگر آپ نے اس کے لئے کچھ کیا گھر میں اس کے لئے کھلونے لے آئے اس بچے کو آپ نے ان چیزوں میں مشغول کر دیا تو وہ پھر نہ تو آپ کی کتابوں کو ہاتھ لگائے گا اور نہ ہی گلاس وغیرہ توڑے گا اور نہ ہی دیواریں خراب کرے گا بچے کی مثال ایک پیاسے کی سی ہے۔ انسان جب پیاسا ہو تو اگر آپ اسے صحیح و صاف پانی نہیں دیں گے تو وہ گندا پانی پی کر اپنی پیاس بجھالے گا۔ اس لئے ہم پر فرض ہے کہ آپ اپنے بچے کے لئے گھر میں کھلونا رکھیں جس طرح کہ اس کی پیاس بجھانے کے لئے صاف پانی ضروری ہے اسی طرح جوان چاہے گا کہ اسے آپ میدان دیں وہ جیسے جیسے جوان ہوتا جاتا ہے جسمانی طور پر وہ چاہتا ہے کہ زور آزمائی کرے اس طریقے سے اس کی فکر اور اس کا ذہن ہے۔ اس

کے ذہن کو آپ اگر صحیح اسلامی پروگرام نہیں دیں گے اس کی تربیت کا بندوبست نہیں کریں گے تو وہ یقیناً کیمونسٹوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا اب اس میں کس کا قصور ہو گا؟ مجھ عالم اور آپ پروفیسر و استاد کا قصور ہے۔ پس ضروری ہے تمام علماء اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں تمام پروفیسرز اور اساتذہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں کل اگر خدا خواستہ یہ نوجوان ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو سوائے آہ بھرنے کے ہم کچھ نہیں کر سکیں گے اور آہ بھرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

### تربیت کی ضرورت

بائبرائیں میں آپ برادران سے یہ خواہش کرتا ہوں ہر فرد خواہ وہ عالم ہو یا پروفیسر استاد ہو یا کوئی اور ذمہ دار فرد وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرے کہ واقعاً یہ میری ذمہ داری ہے۔ مثلاً اگر استاد کو یہ احساس ہو جائے کہ ایک سال میں یہ کورس پڑھانا میری ذمہ داری ہے اور اسے احساس ہو کہ اگر سال گزر جائے اور وہ یہ کورس نہ پڑھا سکے تو کل اس کے گریجویٹ سے پکڑا جاسکتا ہے تو وہ مجبور ہو گا کہ اس کورس کو مذکورہ وقت میں پڑھائے۔ اسی طرح اگر ہم نے احساس کیا کہ ان جوانوں اور بچوں کی تربیت ہماری ذمہ داری ہے اگر عالم مسجد مدرسہ اور امام بارگاہ میں پروگرام رکھے استاد و پروفیسر کالج یونیورسٹی اور سکول میں ان کے لئے پروگرام رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے یہ جوان ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں۔ یقیناً جاپے میں یہ دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ کیمونسٹ اس حد تک کمزور ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہیں صرف یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہم صحیح طور پر اسلام کا مطالعہ نہیں کرتے اور اس کے نتیجے میں کیمونسٹ معمولی سا شہدہ ہمارے ذہن میں ڈال دیتے ہیں تو اس سے ہماری بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر فرد کو اپنی جگہ اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان لوگوں کے

بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ ان لوگوں کا درد کیا ہے؟ ایک درد ہمارے جوانوں کی تربیت کا مسئلہ ہے۔ کیا یہ افراد جو کیمونزم کی تبلیغ کرتے ہیں کیا واقعا وہ خود بھی کیمونسٹ ہیں؟ انہوں نے صرف کیمونزم کی چند کتابیں جمع کر رکھی ہیں اور ان کی چند ایک باتوں کو ذہن میں بٹھایا ہو ہے اور یوں وہ کیمونزم کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں ہمارا ایک عالم کافی ہے کہ جسے اتنے مطالعے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح وہ استاد اور پروفیسر جو صحیح طریقے سے اسلامی کتب کا مطالعہ کر لے وہ بھی ان کے سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔

### ایک عالم دین کا قصہ

ہمارے علماء کی ایک سنی اور رکی تبلیغ ہے مثلاً وہ صرف اور صرف محرم کے ایام میں تبلیغ کرتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں۔ الحمد للہ یہاں جمعہ کا خطبہ بہترین طریقے سے پڑھا جاتا ہے لیکن ہمیں چاہیے کہ اس کے علاوہ بھی نوجوانوں کی تربیت کے لئے پروگرام بنائیں۔ آقائے سید عابد حسین یہاں موجود ہیں۔ ہم نے آقائے محسن قرآنی جنہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں ان کے ساتھ اپنے تبلیغی پروگراموں کے سلسلے میں ایک نشست رکھی تھی وہ ہمیں بتا رہے تھے کہ میں خود شروع شروع میں قم میں گھر گھر جاتا تھا اور والدین سے جا کر کہتا تھا کہ آپ اپنے بچوں کو میرے پاس بھیجا کریں اس وقت کوئی میرے پاس نہیں آتا تھا۔ اسی طرح انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں حمام میں چلا گیا۔ (ایران میں دو قسم کے حمام ہوتے ہیں ایک خصوصی اور ایک عمومی، خصوصی یہاں کی طرز کے ہوتے ہیں جبکہ عمومی حماموں میں لوگ دھوتی وغیرہ پہن کر کھلی فضا میں بیٹھ کر نہاتے ہیں۔ یہاں عمومی حمام مراد ہے۔ ادارہ) میں نے بھی کپڑے اتارے اور دھوتی باندھ لی۔ ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر میری کمر پر صابن

لگائیں اور کیسہ (میل اتارنے کے لئے مخصوص کپڑا) رگڑیں۔ انہوں نے اور باتیں بھی کیں وہ میں نہیں بتاتا۔ کہا جب میں نے اس کی کمر پر کیسہ رگڑا تو اس کے بعد اس نے میرا شکریہ ادا کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ میرا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس کے بدلے فلاں مسجد اور امامبرگاہ میں میں نے ایک پروگرام رکھا ہوا ہے وہاں آپ اس پروگرام میں شرکت کے لئے آیا کریں۔

خوب انبیاء عظیم السلام اسی طرح لوگوں کے پیچھے جایا کرتے تھے پس علماء کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کی تربیت کے لئے ان کے پیچھے جائیں چاہے کالج جائیں یا کسی اور جگہ ان کے پاس جائیں اگر نوجوان زیادہ نہ آئیں تو مثلاً اگر ایک ایک بھی آتا ہے تو ہمیں نا امید اور مایوس نہیں ہونا چاہیے یہ ضروری نہیں کہ پہلے دن ہی سو افراد میرے درس میں آجائیں۔ ایک فرد بھی آئے تو صحیح ہے۔ صرف اس لئے کہ میں اپنا شرعی فریضہ ادا کر سکوں اور کل خدا کو جواب دے سکوں کہ اے خدا میں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا تھا میں نے اعلان کر رکھا تھا میں نے درس شروع کر رکھا تھا میں ان کے پیچھے کالج گیا تھا دوسری جگہوں پر ان کے پیچھے گیا تھا لیکن جوان نہیں آئے۔ صرف ایک جوان آتا تھا تو اسے میں نے درس دیا۔

اسلام کے لئے ماہر (سپیشلسٹ) ضروری ہے

اسی طرح میں پروفیسر اور اساتذہ کرام سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ علماء کے ساتھ اپنے رابطے کو مضبوط بنائیں۔ ”خدا ہر کسی را برائے کاری ساختہ است“ ہر شخص کو کسی مخصوص کام کے لئے بنایا گیا ہے لیکن یہ بات آپ تسلیم کریں کہ انجینئرنگ کے لئے سپیشلسٹ (Specialist) کی ضروری ہے میں نے اگر انجینئرنگ نہیں کی اور اپنی طرف سے نقشے بنانے شروع کر دوں معلوم ہے کہ نتیجہ کیا نکلے گا۔ ڈاکٹری کے لئے بھی سپیشلسٹ (Specialist) کی ضرورت ہے۔ مثلاً میں نے

ڈاکٹری نہیں کی اور دکان میں نے کھول دی۔ لوگوں کو نسخے لکھ کر دینا شروع کر دیئے۔ ٹیکے لگانا شروع کر دیئے تو پتہ نہیں کہ کتنے لوگ میرے نسخوں پر عمل کرنے اور ٹیکے لگوانے سے مر جائیں گے۔ اسی طرح زراعت (Agriculture) ہے۔ غرض ہر چیز کے لئے متخصص کی ضرورت ہے۔ سپیشلسٹ کی ضرورت ہے یہ ایک کلیہ ہے۔ آپ سے میں پوچھتا ہوں برادر بزرگوار! آیا جب ہر چیز کے لئے سپیشلسٹ کی ضرورت ہے تو کیا دین کے لئے، قرآن و سنت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے سپیشلسٹ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ میں بار بار کہہ رہا ہوں سب سے زیادہ مظلوم اسلام ہے۔ ہر چیز کے لئے سپیشلسٹ کی ضرورت ہے ہر کسی کو یہ حق نہیں کہ اس شعبے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرے۔ جبکہ صرف اور صرف اسلام ہی مظلوم ہے کہ صرف اسلام پر ہی ہر کس و ناکس اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اخبارات میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ فلمی ستار اور اداکارین اسلامی احکامات پر کبھی کبھی اظہار نظر کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے لئے حجاب کا مسئلہ ایسا ہے، عورت کی شہادت سے متعلق اور دیگر مختلف مسائل سے متعلق ان کا نظریہ ہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ یہ اسلام کی کتنی مظلومیت ہے۔

جب آپ کہتے ہیں کہ ہر چیز کے لئے سپیشلسٹ کی ضرورت ہے۔ پس اسلام کے لئے بھی سپیشلسٹ کی ضرورت ہے۔ وہ سپیشلسٹ مجتہد ہے وہ مجتہد کون ہے؟ کہ اس نے معارف اسلام کو اجتہاد کی نظر سے دیکھا ہو۔ مثلاً میں نے اردو کی کتابوں کا مطالعہ کر لیا تو اردو پڑھ سکتا ہوں یا مثلاً عربی میں ”ضَرْبُ يَضْرِبُ“ سیکھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں منبر پر کھڑا ہو جاؤں۔ عالم اسلام کی طرف سے، عالم تشیع کی طرف سے اہم علمی مسائل پر رائے کا اظہار کروں کہ میں یہ کہتا ہوں۔ یہ میرا حق نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔



## ایک حدیث

”مَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ زَالَتْ الْجِبَالُ قَبْلَ أَنْ يَذُولَ وَمَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ رَذِلَتْهُ الرِّجَالُ“  
یعنی جو شخص اپنا دین اور اپنا عقیدہ قرآن سنت رسول اور سنت الہی بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام (کیونکہ سنت الہی بیت وہی سنت رسول ہی ہے) سے لے گا تو ”زَالَتْ الْجِبَالُ“ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے زائل ہو جائیں گے اس سے پہلے کہ یہ شخص اپنے عقیدے سے ادھر ادھر ہل جائے۔

”وَمَنْ أَخَذَ دِينَهُ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ رَذِلَتْهُ الرِّجَالُ“

اور جس شخص نے اپنا عقیدہ کسی دوسرے شخص کی زبان سے لیا تو اس کا یہ عقیدہ دوسرے لوگ خراب کر دیں گے۔ خصوصاً اصول دین میں عقل، دلیل اور منطق و برہان کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے۔ معرفت کے بغیر اور علم کے بغیر اصول دین ایک پیسہ بھی قیمت نہیں رکھتے۔

خوب اسی لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ۶۰ سال، ۷۰ سال یا ۸۰ سال یا دس سال جس آدمی نے قال رسول اللہ، قال امام المباحث، قال امام صنادیق صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کہتے ہوئے گزارے ہوں یقیناً وہ خدا کے بارے میں اس شخص کی نسبت زیادہ باخبر ہوگا جس نے سرسری طور پر خدا کے بارے میں کچھ سنا ہوگا۔ اسی لئے ہم خصوصاً نوجوانوں سے اور بالخصوص پروفیسر صاحبان اور اساتذہ کرام سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ علماء کے ساتھ رابطے کو مضبوط بنالیں۔ علماء باپ کی مانند ہیں۔ میں اس دن بھی سید عابد (حسینی) کے ساتھ بات کر رہا تھا کہ شیخ صاحب (شیخ علی مد صاحب) اس جگہ پر ان سب افراد کے باپ کی جگہ ہیں۔ ممکن ہے بعض اوقات ایک باپ انسان پر غصہ ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ہمیں محسوس نہیں

کرنا چاہیے۔ شیخ صاحب اس وجہ سے فرض کریں کہ ہمارے باپ کی جگہ پر ہیں اس کے لئے سینے کو کشادہ کرنا چاہیے۔ جس طرح امام امت مدظلہ ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ اگر نوجوان اشتباہ کر لیں تو آپ کی یہ غلطی ہوگی کہ آپ ان کو اپنے سے دور کریں آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ ان کی اصلاح کریں۔ نہ صرف یہ تمام علماء کو چاہیے شیخ صاحب کو چاہیے کہ بعض نوجوانوں نے اشتباہ کر لیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شیخ صاحب ان کو اپنے سے دور کر دیں بلکہ ان کی اصلاح کریں پیار سے، محبت سے ان کے ساتھ ملیں تا کہ اس طریقے سے نوجوان، پروفیسرز، اساتذہ کرام بھی اسی طریقے سے علماء کرام اور شیخ صاحب کے ساتھ رابطہ قائم رکھیں۔ اگر کبھی کسی وقت شیخ صاحب غصہ بھی ہو جائیں تو ہمیں محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس بات میں کوئی ذاتیات نہیں ہیں کہ ذاتیات میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ مثلاً آپ کبھی مجھ سے ناراض ہو جاتے ہیں تو پھر بھی مجھے چاہیے کہ میں آپ کے پیچھے جاؤں اور آپ کو راضی کروں یا فرض کریں کہ آپ کی کوئی تجویز اور رائے مجھے پسند نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کہیں کہ اصلاً یہ صحیح نہیں ہے۔ کوشش ہم کو یہ کرنی چاہیے کہ ہم دین کے پیچھے چلیں نہ کہ دین کو اپنی طرف لائیں

بعض اوقات کئی ایسے افراد کو دیکھتے ہیں خصوصاً بعض مصنفین کو کہ وہ پہلے اپنا کوئی نظریہ بتا لیتے ہیں کہ مثلاً کیمونشی یا کوئی اور اپنی طرف سے غلط قسم کا نظریہ پیدا کر لیتے ہیں اور پھر اپنے اس نظریے کی تائید میں کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کی آیتیں اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پیش کریں۔ یہ غلط ہے۔ مجھے یہ دیکھنا چاہیے کہ قرآن کیا کہتا ہے، اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا کہتے ہیں۔ مجھے ان کے پیچھے چلنا چاہیے نہ یہ کہ میں ان کو اپنے پیچھے لے آؤں اس میں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ بعض اوقات غلط فہمیوں کی وجہ سے بعض مسائل بن جاتے

ہیں خواہ علمائے کرام ہوں وہ بھی دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں پروفیسرز ہوں، نوجوان ہوں یا اساتذہ ہوں یہ بھی دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ یا ایسا ہو سکتا ہے کہ سلیقے میں تھوڑا سا فرق ہو۔ ٹیکنیک میں تھوڑا سا فرق ہو کوئی ایک طریقے سے کام کرے اور کوئی دوسرے طریقے سے۔ لیکن اصل مقصد میں اختلاف نہیں ہے۔ پس ایک دوسرے کی ٹیکنیک یا سلیقے کے اختلاف تک ایک دوسرے کے اختلاف کو تسلیم کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے اعتراض اور تنقید کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ میں اپنی جگہ پر یہ کہوں کہ میں کسی کا اعتراض نہیں مانتا اور آپ اپنی جگہ پر کہیں کہ میں کسی کی تنقید کو نہیں مانتا نہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے۔

”فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ“ (زمر-۱۸)

بشارت دے دو ان افراد کو، خوش خبری دے دو ان لوگوں کو میرے نیکو کار بندگان کو کہ وہ بات کو سنیں اور پھر ہر بات پر عمل نہ کریں اس بات کی پیروی کریں کہ جو بہتر ہو۔ بہتر بات پر عمل کریں، اچھی بات پر عمل کریں۔ اور یہ آپ تسلی کر لیں۔ ”بہترے کے اعتراضات“ میں آپ نے پڑھا ہے کہ مثلاً استعمار و سامراج ہمیشہ کے لئے کیا حربے استعمال کرتا ہے؟ انقلاب اسلامی کی وجہ سے استعمار کو سخت ضرب لگی ہے۔ لبنان میں استعمار کو ذلیل کیا جا چکا ہے۔ کیا آپ یہ احتمال نہیں دیتے کہ پاکستان کے شیعوں سے وہ انتقام لے؟ آیا استعمار خود افغانستان اور امریکہ سے اپنے بندے بھیجتا ہے۔ ہو سکتا ہے پیویوں اور ڈالروں سے ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہی لوگوں کو اپنا بنا لیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہی وہ ایسے افراد پیدا کر لیں کہ مثلاً وہ ہمارے درمیان انتشار اور اختلاف ڈال دیں ایک دوسرے کی نسبت ہمیں بدچین کر دیں۔ علماء کے ذہن میں یہ ڈال دیں کہ مثلاً یہ نوجوان ہیں مثلاً یہ پروفیسرز ہیں مثلاً یہ اساتذہ ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف علماء کی تذلیل کروانا ہے۔ پروفیسروں کے ذہن میں یہ ڈال دیں اساتذہ اور نوجوانوں کے ذہن میں

یہ بات ڈال دیں کہ علماء اقدار اور انحصار طلب ہیں وہ اپنے سوا کسی اور کی بالادستی بالکل تسلیم نہیں کرتے۔ آیا آپ یہ احتمال نہیں دیتے یقیناً یہ سب احتمالات ہو سکتے ہیں کہ استعمار مثلاً مختلف حربے استعمال کرتا ہے۔ اصلاً وہ چاہتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں کرم کے شیعوں کو کمزور کر دیں۔ ہمیں استعمار و سامراج کی ہر سازش کو درک کرنا چاہیے اور پھر اس کو ناکام بنانے کے لئے کام کرنا چاہیے۔ مجھے چاہیے کہ میں اسے اپنے ذہن میں تسلیم کر لوں کہ اگر میں اہل علم ہوں تو یہ نوجوان میرا لشکر ہیں۔ یہ پروفیسرز میرے پرو بال ہیں۔ اسی طرح اگر میں پروفیسر اور استاد ہوں تو میں یہ تسلیم کروں کہ دینی رہنمائی یعنی واقف اگر میں چاہتا ہوں کہ خدا تک رسائی حاصل کروں تو مجھے چاہیے کہ میں علماء کی رہنمائی لوں اور ان سے استفادہ کروں۔

### تجنگ نظری سے پرہیز کریں

برادران عزیز! تجنگ نظری کو دور کرنا چاہیے۔ جتنا نقصان ہر دور میں اسلام کو تجنگ نظری سے پہنچا ہے کسی اور چیز سے نہیں پہنچا۔ سب لوگوں کو سب سے صدر سے کام لینا چاہیے۔ خصوصاً علماء، پروفیسرز اور اساتذہ اس سلسلے میں ذمہ دار ہیں۔ جو شخص ذمہ دار ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنا سینہ کشادہ رکھے۔ آج مسئلہ صرف میرا اور آپ کا نہیں ہے۔ مسئلہ اسلام کا ہے۔ آج کفر اور اسلام آپس میں آمنے سامنے مقابلے میں آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنے مسائل حل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے سے ہم آہنگی کرنی چاہیے۔ ایک دوسرے سے مدد لینی چاہیے۔ ایک دوسرے سے مشورہ کرنا چاہیے۔ ”ہر کسی داہرانے حکامی ساختہ اند“ صرف عالم سارے مسائل حل نہیں کر سکتا، صرف پروفیسر سب مسائل حل نہیں کر سکتا۔ صرف استاد سب مسائل کا حل نہیں رکھتا ہے۔ لہذا ہم ایک دوسرے کے محتاج ہیں یعنی انسان کو خدا نے ایسا خلق کیا کہ اگر وہ چاہے کہ

محاشرے میں زندگی گزارے۔ اجتماعی زندگی میں وہ دوسروں کا محتاج ہے۔ ایک دوسرے کے تعاون کے بغیر ہم مسائل حل نہیں کر سکتے ہیں۔ میں نے آپ کا کافی وقت لے لیا اس وجہ سے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں ہو سکتا ہے شاید میری زبان سے غیر مربوط باتیں نکلی ہوں ان کے لئے معذرت خواہ ہوں لیکن پھر بھی میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کر لیں۔ ہم دیکھیں گے کہ کس حد تک آپ نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا ہے۔ آیا شام تک آپ ہمارے ساتھ یہاں ٹھہر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ آیا کل کی مجلس آپ ہمارے ساتھ اٹینڈ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ آیا اس کے بعد اس مہم کو آگے لے جانے کے لئے آپ کتنی حد تک ان نوجوانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ آخر یہ بھی ہماری اور آپ کی طرح گھر رکھتے ہیں۔ یہ نوجوان بھی آپ اور میری طرح کے مسائل اور مشکلات سے دوچار ہیں۔ پتہ نہیں ان نوجوانوں نے کتنے دنوں سے اپنے گھر چھوڑ کر اس پروگرام کے لئے انتظامات کئے ہیں۔ میں اور آپ ایک رات کا وقت بھی قومی مسائل کو نہیں دے سکتے۔ افسوس کی بات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

ملی امور کے بارے میں قائد شہیدؒ کا کراچی میں خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بِاَرِیِّ الْخَلٰیقِ اَجْمَعِیْنَ بِاَعِیْثِ الْاَنْبِیَآءِ وَ  
الْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّلَاةُ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ خَلِّمْ النَّبِیْنَ اَبِی  
الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَصَحْبِہِ الْمُنْتَخَبِیْنَ وَبَعْدُ فَقَدْ قَالَ  
الْعَظِیْمُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا  
وَلَا تَفْرَقُوْا (آل عمران ۱۰۳)

حکمرانوں کا اسلام کو پس پشت ڈالنا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کو اسلام کے نام پر  
حاصل کیا اور بتایا ورنہ برصغیر کے مسلمانوں کو ہندوستان میں رہتے ہوئے کسی قسم کی  
مذہبی رسومات کی ممانعت نہیں تھی مسلمانوں کی مساجد اب بھی ہندوستان میں موجود  
ہیں مسلمانوں کے امامباڑے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں مسلمانوں کے دیگر  
آثار آج بھی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں پس مسلمانوں کے لئے ہندوستان کے  
اندر رہتے ہوئے کوئی مادی قسم کی تکالیف نہیں تھیں تجارت اور دکانداری پر  
مسلمان چھائے ہوئے تھے اکثر و بیشتر بڑے بڑے زمیندار مسلمان تھے لیکن وہ چیز کہ  
جس کا برصغیر کے مسلمان احساس کرتے تھے وہ ایک ایسی حکومت تھی جو مسلمان  
اسلام کے نام پر بنا کر وہاں سنی اور شیعہ سے بالاتر ہو کر اسلامی نظام نافذ کیا جائے  
اس مقصد کے لئے برصغیر کے سنی اور شیعہ مسلمانوں نے متحد و متحدہ ایک آواز ہو  
کر اور اس راہ میں خون و قربانیاں دے کر اسلام اور صرف اسلام کے نام پر پاکستان  
کو حاصل کر لیا لہذا اب بھی یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ”لا الہ الا  
اللہ“ مگر افسوس صد افسوس کہ بانی پاکستان کو فرصت نہیں ملی اس کے بعد جتنی بھی

حکومتیں آئیں انہوں نے اصلی مقصد کو بھلا دیا کچھ شرق کی طرف متوجہ رہے اور کچھ نے غرب کی طرف قانون کے لئے گدائی کا ہاتھ پھیلا یا مگر وہ جس کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی وہ قرآن تھا جب موجودہ حکومت جس طریقے سے بھی ممکن تھا برسرِ اقتدار آئی انہوں نے صحیح طور پر اندازہ لگایا کہ پاکستان میں جو لوگ رہتے ہیں وہ مسلمان ہیں مسلمانوں کی رگوں میں اسلام و قرآن سے عشق و محبت ہے لہذا انہوں نے اعلان کیا کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کریں گے تو اس پر مسلمان خوش ہو گئے اس لئے کہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے ہماری گزشتہ قربانیوں کو رائیگان کر دیا اصلی مقصد کو بھلا دیا تھا۔

ملت جعفریہ کو نظر انداز کرنا

جب بارہ ربیع الاول کو آج سے چار پانچ سال پہلے یہ اعلان کیا گیا تو سنی بھی خوش تھے شیعہ بھی خوش تھے مگر جب اس کا اعلان ہوا تو اس میں صرف ایک کتب فکر کے ماننے والوں کو مد نظر رکھا گیا تو سب حیران و ناراحت ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ پاکستان کے لئے سنی اور شیعہ نے مل کر قربانیاں دی تھیں شیعوں نے بھی قربانیاں دی تھیں شیعوں کا بھی دماغ اور مال خرچ ہوا تھا شیعوں نے بھی پاکستان کی بٹا کے لئے ۶۵ء اور ۷۱ء کی جنگ میں بڑی بڑی قربانیاں دی تھیں آج بھی بنگال کی سرزمین پر ہمارے شہداء سوئے ہوئے ہیں آج بھی کشمیر کی بلند وادی سے ہمارے شہداء کے خون کی خوشبو آرہی ہے۔ پس یہ کیا ہوا۔ عجب! ایک ہی مرتبہ ہم نے یہ دیکھ لیا کہ وہ جو حکومتی نظام میں قوم کے نمائندے ہوتے ہیں آپ کی ملت اور آپ کی قوم کا صحیح نمائندہ جو اسلامی نظریاتی کونسل میں بیٹھا ہوا تھا اس نے استغنیٰ کا اعلان کر دیا آپ لوگوں نے بھی بی۔بی۔سی سے سنا ہو گا لیکن ہمیں تو تعجب ہوتا ہے کہ جب ہم نمائندگی کا سوال کرتے ہیں تو بعض سادہ لوح قسم کے لوگ ہمیں کہتے

ہیں کہ کیا اسلامی نظریاتی کونسل میں ہمارا فلاں صاحب نہیں ہے؟ شوریٰ میں جو لوگ بیٹھے ہیں یا فلاں حکومتی ادارے میں جو لوگ ہیں وہ بھی تو ہماری قوم کے نمائندہ ہیں۔ ہم یہیں پر انہیں فرق بتاتے ہیں کہ جو قوم کے ترجمان ہوتے ہیں وہ اس وقت تک اس کرسی پر بیٹھے ہیں کہ جب تک ان کی ملت کے مطالبات وہاں مانے جاتے ہیں لیکن جب ان کی ملت کے مطالبات کی مخالفت کی جاتی ہے تو اسی جگہ وہ اٹھ کر اپنے استعفیٰ کا اعلان کرتے ہیں۔ چند دن پہلے کیا آپ نے نہیں سنا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ عشرہ زکوٰۃ سے کوئی استثنا نہیں ہے پھر یہ لوگ جو وہاں (ملت کی نمائندگی کے طور پر) بیٹھے ہیں انہوں نے کیوں اپنے استعفیٰ کا اعلان نہیں کیا؟ کیوں انہوں نے اس مسئلے کو نہ تو شوریٰ میں اٹھایا ہے اور نہ ہی اسلامی نظریاتی کونسل میں؟ اس لئے ایسے افراد ملت جعفریہ کے نمائندے نہیں ہو سکتے۔ جو ملت کے نمائندے ہوتے ہیں وہ ملت کے مطالبات اور جو ضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے وہاں اقتدار میں شریک ہوتے ہیں۔ قائد مرحوم مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ جو اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے انہوں نے استعفیٰ کا اعلان کیا تو ملت جعفریہ بھر میں جمع ہو گئی اور اتفاق رائے سے مفتی صاحب مرحوم کو اپنا قائد چن لیا۔ انہوں نے ملت کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اور انہیں اپنے ساتھ لینے کے لئے پورے ملک کے دورے شروع کر دیئے جب انہوں نے ملت کو اعتماد میں لے لیا تو آپ نے دیکھ لیا کہ انہوں نے جولائی کے مہینے میں کونشن کا اعلان کر دیا۔ ملت سے اپیل کی تو ملت جعفریہ کے بوزھ، جوان یہاں تک کہ مستورات پاکستان کے گوشے گوشے سے چار اور پانچ جولائی کو اسلام آباد پہنچ گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ملت جعفریہ کے جائز مطالبات سننے کی بجائے ذمہ دار فرد اسلام آباد سے باہر چلا گیا تو ملت جعفریہ کے غیور نوجوانوں نے سیکرٹریٹ کا محاصرہ کر لیا اور حکومت کو مطالبات ماننے پر مجبور کر دیا اور یہ معاہدہ



کیا کہ جو قوانین بن چکے ہیں اور ان میں فقہ جعفریہ کا خیال نہیں کیا گیا ان میں ترمیم کی جائے گی اور آئندہ جو قانون بنے گا اس میں ملت جعفریہ کے لئے فقہ جعفریہ کا خیال رکھا جائے گا۔

ملت جعفریہ کی غلطی۔

مکرمفسوں یہاں ملت جعفریہ سے ایک غلطی سرزد ہوگئی۔ ہمیں اس تاریخ سے سبق لینا چاہیے تاکہ آئندہ ایسا اشتباہ نہ دہرائیں۔ وہ کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ ہم نے اسلام آباد کے معاہدے کو سن کر قائد مرحوم کو تنہا میدان میں چھوڑ دیا اور علماء بھی چلے گئے وکلاء بھی چلے گئے اور عوام بھی چلی گئی ملت کے قائد میدان میں تنہا رہ گئے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے اپنے کئے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ اس کے بعد قانون سازی میں شیعوں کا خیال نہیں رکھا گیا اور آج ضیاء کی اسی حکومت کے وزراء اور اسلامی نظریاتی کونسل والے ممبران یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہاں صرف ایک ختم نافذ کی جائے گی اور یہاں عشر و زکوٰۃ سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کیوں یہ جرأت کی؟ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ اب ملت جعفریہ کے قائد تنہا ہیں اور انہوں نے اس کو بھلا دیا ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ امام مٹھی عظیم مرد کلندر بت حکم رومی لہ الفداء فرماتے ہیں کہ جب تک ملت میدان میں موجود ہے تو ایران کے اسلامی انقلاب کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح کے مصائب اس ملت پر آئے اور کس طرح انہوں نے سرفرازی و صبر کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا۔

رہبر انقلاب نے فرمایا کہ جس دن ملت نے میدان کو چھوڑ دیا اس دن انقلاب کو خطرہ ہوگا۔ ہم نے اس کاغذی معاہدے کو آخری فتح سمجھ کر میدان کو خالی چھوڑ

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

— یہ کہہ کر یقیناً وہ اچھا

-2-

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

رہبر انقلاب کفر شکن ٹیٹی عظیم کے جو اتحاد کے علمبردار ہیں۔ جنہوں نے کہا ہے کہ آج کے دور میں جو شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دے گا نہ صحیح معنوں میں وہ شیعہ ہے نہ سنی بلکہ وہ غیروں کا ایجنٹ ہے۔ ہم تو اتفاق کے خواہاں ہیں۔ ہم تو صلح و صفا کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواہاں ہیں۔ ہم اختلاف و انتشار کو نہیں چاہتے۔ اختلاف وہ لوگ کریں گے انتشار وہ لوگ چاہیں گے جن کے ذاتی مفاد اختلافات میں ہوں۔ بتادیں ہم اپنے بھائیوں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ ہم تو آپ سے یہی توقع رکھیں گے کہ آپ ہمارے اس موقف کی حمایت کریں چونکہ ہم آپ کے لئے فقہ جعفریہ نہیں مانگتے ہم آپ کے لئے فقہ حنفیہ اور اپنے لئے فقہ جعفریہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ جائز ہے تو آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے موقف کی حمایت کریں اگر حمایت نہیں کرتے تو کم از کم ہماری مخالفت نہ کریں۔

### اتحاد بین المومنین ----- وقت کی اہم ضروریات۔

میں اس کے ساتھ یہ بھی عرض کروں کہ اگر ہم اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور اتحاد بین المومنین کو نظر انداز کر دیں تو لوگ ہم پر نہیں گے۔ نہیں گے کہ نہیں؟ یقیناً نہیں گے۔ بخدا جس قدر ہم اتحاد بین المسلمین کے حامی ہیں اس سے کئی گناہ بالاتر ہم اتحاد بین المومنین کے قائل ہیں اور واجب سمجھتے ہیں۔ لیکن آخر آپ ذرا توجہ فرمائیے کہ اس دور میں نہ ہمارے مقدسات کا تحفظ باقی ہے ہمارے امام باڑے اور مساجد کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے اور نہ ہمارے خون کا خیال رکھا جا رہا ہے اور نہ تعلیمی حوالے سے ہمیں آزاد کیا جا رہا ہے بلکہ اسلامی یونیورسٹی میں شیعہ طلباء کے داخلے پر پابندی ہے اور ایک سکالر جو شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے بریلوی مکتب فکر سے لیں دونوں کو وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہم شریعت منج میں اسلامی نظریاتی کونسل میں صحیح نمائندگی سے

محرم ہیں۔ جب اتنی معیتوں میں سے گزر رہے ہیں اس وقت اگر کوئی اتحاد کے خلاف آواز بلند کرے گا تو آپ اسے شیطان سمجھ لیں۔ وہ ملت جعفریہ کا دشمن ہے۔ چونکہ اس وقت آپ کو معلوم ہے کہ اگر ایران میں مسلمانوں نے اپنے ملک سے امریکہ کو ذلت کے ساتھ نکال دیا تو وہ صرف اور صرف اتحاد کا نتیجہ تھا اگر آپ نے دیکھ لیا کہ لبنان سے امریکہ کو خوار کر کے نکال دیا گیا تو وہ ان کے اتحاد کا نتیجہ تھا۔

”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“ (آل عمران - ۱۰۳)

سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں وہ جو خدا کی رسی ہے قرآن ہے اسلام ہے، محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔ ہمارے اختلاف سے ملت جعفریہ کو ضرر پہنچ رہا ہے اور غیر کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے جو بات بھی آپ کرتے ہیں صرف اور صرف ملت جعفریہ کے مفاد کو مد نظر رکھ کر کریں جو بھی قدم اٹھائیں ملت جعفریہ کے مفاد کے لئے ہونے کہ ذاتی اغراض کی خاطر بلکہ ملت جعفریہ کے مفاد کی خاطر ہو، خدا و رسول اور امام زمانہ کی خاطر ہو۔ اگر کسی کی مخالفت بھی کریں تو خدا و رسول و امیر المومنین، امام زمانہ اور ملت جعفریہ کے مفاد کی خاطر ہونا چاہیے۔ یہ اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ ہم نے خدا کو بھلا دیا ہے۔ قرآن کو بھلا دیا ہے۔ اہل بیت اطہار کو بھلا دیا ہے۔ ملت جعفریہ کو بھلا دیا ہے۔ ایک انا کہ جو بت ہے ہم اس بت کو سامنے رکھ کر اس کی پرستش اور بندگی کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں کہ آج ملت جعفریہ کے لئے جتنے بھی مسائل ہیں اب سب کو ہم کیسے حل کریں؟ ہم نے جس وقت سے یہ ذمہ داری قبول کی ہے اس وقت سے تحریک جعفریہ کی مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل تو موجود تھی مگر اس کا ڈھانچہ بکھر گیا تھا۔ اب ہم اس تحریک کا تازہ ڈھانچہ بنا رہے ہیں اور

جہاں ہم جاتے ہیں وہاں پر ان لوگوں کے تعاون سے ایسے افراد کہ جن کے ساتھ ملت تعاون کرتی ہے ان کو یہ ذمہ داری ہم دے رہے ہیں اور ہم نے ۲۵ جولائی کو لاہور میں مجلس عاملہ اور مرکزی کونسل کی ایک میٹنگ بلائی ہے جس میں ہم قومی مسائل پر غور و فکر کریں گے اور آئندہ ہم نے ایک ملک گیر کنونشن بھی بلانا ہے۔ اس میں ہم ملت جعفریہ کے مسائل کے حل کے لئے عوام کی تائید سے ایک لائحہ عمل تیار کریں گے۔

**ملت ایک عظیم طاقت ہے۔**

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اول تو خدا پر توکل کرتے ہیں اور محمد وآل محمد علیہم السلام سے مدد مانگتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارا اعتماد آپ پر ہے۔ آپ ملت جعفریہ کے جوانوں، بچوں اور بوزھوں پر۔ اگر آپ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے تو ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بخدا یہ ملت ایک ایسی قوت طاقت اور قدرت ہے کہ جس کو بھی یہ طاقت مل جائے تو وہ بڑی سے بڑی طاقت کو تختے سے گرا سکتا ہے۔ پس ہم آپ کے تعاون کے ساتھ ان مسائل کے حل کے لئے کوشش کریں گے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ علماء کرام، زعمائے عظام سب کے سب ہمارے ساتھ تعاون کریں البتہ یہ میرے ساتھ تعاون نہیں ہے بلکہ یہ مذہب کے ساتھ تعاون کریں حق کے ساتھ تعاون کریں۔ ملت جعفریہ کے ساتھ تعاون کریں بلکہ اپنے ساتھ تعاون کریں تو انشاء اللہ ہمارے مسائل حل ہوں گے۔

ذاکرین جو ذکر امام حسین علیہ السلام کرے گا وہ ہمارے سر کا تاج ہے۔ ہم ان سے محبت کرتے ہیں کیونکہ یہ طبعی بات ہے کہ اگر آپ کسی کے عاشق ہوں اور جو آدمی آپ کے محبوب و معشوق کے متعلق آکر باتیں کرے تو آپ اس سے بھی



آجاتا ہے تو مولاً فرماتے ہیں۔ ”قُلْتُ ذَيْنَاؤُنْ“ کی صحیح معنوں میں جو دین دار ہیں وہ کم ہوتے ہیں۔ جب عزاداری کے جلوس کے لئے ممانعت نہ ہو تو پھر بوڑھے مرد اور خواتین بھی میدان میں نکل سکتے ہیں لیکن جب خطرے کا مقام ہو اور حکومت کی طرف سے ممانعت بھی ہو اور آپ حسینؑ حسینؑ اور علیؑ علیؑ کہتے ہوئے میدان میں آجائیں اور اگر آپ کا خون بھی بہہ جائے لیکن آپ واپس نہ پلٹیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صحیح معنوں میں عزادار امام حسین علیہ السلام ہیں۔

**شہداء کے ورثاء کو خراج عقیدت۔**

بہت فرق ہے ان لوگوں میں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کے نام پر گھرانے لٹا دیے، ان کے گھر جلائے گئے، ان کے جوانوں کا خون بہایا گیا اور ایسے مومنین جنہوں نے حکومت کے ڈر سے اپنے اپنے علاقے چھوڑ دیئے یا گھروں میں گھسے رہے کہ ہمارا ان مسائل سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ ہرگز برابر نہیں ہیں! اسلام اور قرآن نے بھی انہیں برابر نہیں کہا ہے۔ خود مولا حسینؑ نے بھی انہیں برابر نہیں کہا تو پھر ہم کیسے ان دونوں کو ایک آنکھ سے دیکھیں؟ یقیناً جنہوں نے امام حسینؑ کے نام پر قربانی دی ہے اور جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کے نام پر اپنا خون بہایا ہے ان کا اجر امام حسین علیہ السلام دیں گے اور وہ شہدائے اسلام اور شہدائے کربلا کے ساتھ محشور ہوں گے۔ ہم ان شہداء کے لواحقین اور ورثاء کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ اے شہداء کے وارثو! کراچی میں مومنین تو بہت تھے امام حسینؑ کے ساتھ بھی بہت لوگ آئے تھے لیکن بعد میں بہت سے لوگ چلے گئے اور بہت محدود افراد اس قابل تھے کہ وہ شہادت کے درجے پر فائز ہو کر ”بِأَبِي أَنْتُمْ وَأُمِّي“ کے مستحق بن گئے اور دور دور سے زوار آکر پروانوں کی طرح ان ضربکوں کا طواف کرتے ہیں۔ اسی کراچی میں بھی بہت سے مومنین تھے لیکن اے شہداء کے وارثو! امام حسین علیہ السلام نے آپ کے شہداء کو اس قابل اور اس اہل پایا اور یہ فخر صرف اور صرف آپ کو

حاصل ہوا کہ حسین علیہ السلام نے اتنے ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں سے فقط آپ کے گھروں سے ان پھولوں کو چن کر بہشت میں اپنے ساتھ لے گئے۔ لہذا ہم اس عزاداری کی سرزمین پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ آج آپ یہ کہنے کے قابل ہیں کہ ہم حسین علیہ السلام کے عزادار ہیں۔ قیامت کے دن آپ امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں سرخرو ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ اے حسین! ہم کربلا میں نہیں تھے کہ اپنا خون آپ کے قدموں میں گرا سکتے تو ہم نے اپنے جوانوں کا خون اس عزاداری کے لئے کراچی کی سرزمین پر دیا ہے۔

خدا انشاء اللہ ان شہداء کو شہدائے کربلا کے ساتھ محشور فرمائے اور ان کے درجا کو مبرجیل اور اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو ان شہداء کے خون کی حفاظت اور ان شہداء کے خون کے پیام کو آئندہ نسلوں تک پہچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں میں آپ سب مومنین اور اس مسجد کی انتظامیہ کا بالعموم اور اس مسجد کے امام مولانا میرزا حسین حفظہ اللہ تعالیٰ کا بالخصوص تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے احساس و جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ دین کی خاطر اور خدا کی خاطر مسائل کو دیکھ کر اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ان پر بحث کریں اور پھر عملی اقدام اٹھائیں۔ ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر ہمیں مسائل حل کرنا ہیں تو آپ کا تعاون ضروری ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ انشاء اللہ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور آپ کے تعاون کے ساتھ ہمارے جتنے بھی مسائل ہیں خواہ وہ سیاسی ہیں یا اجتماعی یا دینی ہم ان سب کو انشاء اللہ حل کریں گے اور وہ دن دور نہیں ہے کہ جب ہم اپنے تمام حقوق حاصل کر کے چین کا سانس لیں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ



عزاخانہ زہراؑ کراچی میں شہادت سے چند دن پہلے قائد شہیدؒ کا خطاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں زیادہ دیر آپ کو زحمت نہیں دوں گا۔ کچھ ضروری باتیں آپ حضرات تک پہنچانا چاہتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ آپ ان پر توجہ فرمائیں گے۔

عزیزان! یہ جو ہم تنظیمیں بناتے ہیں، پروگرام کرتے ہیں اور تبلیغات و فعالیت کرتے ہیں تو یقیناً ہمارے پیش نظر کوئی مقصد ہے اور یہ مقصد بھی یقیناً الہی ہے۔ ”قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ“ (سہاء۔ ۴۶) خداوند متعال پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ خدا کی خاطر قیام کریں۔

کام لِلّٰهِ ہونا چاہیے۔

آج ہمارے نوجوان نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات، نہ انہیں بھوک کا خیال ہے نہ پیاس کا۔ نہ یہ کہ اپنے عزیز انہیں طعنے دیں گے یا حکومت انہیں جیل میں ڈال دے گی وہ شب و روز فعال رہتے ہیں۔ یہ سب کس کی خاطر ہے یقیناً اللہ کے لئے ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ یہ دو روزہ زندگی لِلّٰهِ (خدا کے لئے) گزاریں۔ اگر ہم سب کام لِلّٰہ کر رہے ہیں تو بہت اچھا ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اپنی کمزوریوں کو دور کر کے اپنے سب کاموں کو لِلّٰہ اور خدا کے لئے انجام دینا چاہیے۔

میں گزشتہ تین دن سے یہاں تنظیمی اور بعض غیر تنظیمی بھائیوں (کہ جنہیں آپ بظاہر اپنا مخالف سمجھتے ہیں) سے کچھ تلخ باتیں سن رہا ہوں۔ ہم نے دونوں طرف سے باتیں سنی ہیں اور ہم نے خود بھی اندازہ لگا یا ہے کہ دراصل ان سب کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے کام خالص خدا کے لئے نہیں ہیں۔ اگر ہمارے کام خالص خدا کے لئے ہوتے تو پھر یہ ایک دوسرے سے نفرت، دوری اور ایک دوسرے کے خلاف

محاذ آرائی کا کیا مقصد ہے؟ کھل کر بات کرتا ہوں۔ آئی۔ ایس۔ او والے آئی۔ او کے خلاف آئی۔ او والے تحریک کے خلاف، تحریک والے کسی اور کے خلاف، آخر یہ سب کیا ہے؟ آپ اپنا ہدف واضح کریں۔ اگر کام خالص خدا کے لئے کرتے ہیں تو پھر یہ محاذ آرائیاں چھوڑ دیں۔ کسی کو ضد انقلاب کا لقب دینا، کسی کو تیز طرار کہنا یا کسی کو استعمار کا آلہ کار سمجھنا یہ سب آخر کیوں ہے؟ ہم یہ جو ایک دوسرے پر الزامات لگاتے ہیں اگر کسی وقت بیٹھ کر اندازہ لگائیں تو صحیح معنوں میں شیعہ ہمارے درمیان ایک بھی نہیں رہ جاتا اور ہم سب تشیع کی صف سے نکل جاتے ہیں۔

اگر آپ ﷲ کام کرتے ہیں اور آپ کی تنظیم کے سامنے کوئی مقصد ہے تو پھر آپ کو یہ سب محاذ آرائیاں ختم کر دینی چاہئیں اور تنگ نظری سے دامن چھڑا کر آپس میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہوگی۔ اب یہاں صورت حال یہ ہے کہ اگر آئی۔ ایس۔ او یا آئی۔ او یا تحریک کی طرف سے کوئی پروگرام ہوتا ہے تو وہ دوسری تنظیموں کو اطلاع تک نہیں دیتے اور اگر اطلاع دیتے بھی ہیں تو ایسے انداز میں کہ دوسرے شرم کی وجہ سے اس میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر آپ انہیں اپنا بھائی اور معاون سمجھ کر دعوت دیں تو وہ یقیناً اس میں شرکت کریں گے لیکن اگر ایک اجنبی اور غیر سمجھ کر دعوت دیں گے تو کوئی آپ کے پاس نہیں آئے گا۔

تنگ نظری سے بچیں۔

برادران عزیز! یہ تنگ نظری ہے جو ہم آپ میں دیکھ رہے ہیں۔ آپ وسیع تر مفاد کی خاطر تو ایک جگہ میں اکٹھے ہو سکتے ہیں لیکن آپس میں آپ کیوں نہیں مل بیٹھتے؟ ایسا کیوں ہے؟ کیا آپ کا مقصد ایک نہیں؟ ہمیں توقع ہے کہ آپ اس تنگ نظری کو ختم کریں گے۔ خود پسندی، خود پرستی اور خواہشات نفسانی کو دور کریں۔ ہم سب مل کر آپس میں ہم آہنگی اور اتفاق و اخوت سے کام کریں۔ یہ تو

فقط تین تنظیمیں ہیں اگر تین سو بھی بن جائیں اور اسی طرح اختلاف و انتشار کا شکار رہیں تو ان سے کسی مثبت نتیجے کی توقع نہیں۔ اگر ہم کہیں کہ ہماری تحریک 'ہماری آئی۔ ایس۔ او' یا ہماری آئی۔ او' اور اس سے اپنے آپ کو خوش کریں تو صرف کہہ دینے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا بلکہ آہستہ آہستہ لوگ ہم سے بدگمان ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ انہوں نے مثلاً دکان داری بنا رکھی ہے اور یہ اپنی دکان چکانا چاہتے ہیں ان کے سامنے کوئی ہدف و مقصد نہیں ہے۔ یہ مظلومین و محرومین کی خدمت یا اسلامی اقدار کے لئے کام کرنا نہیں چاہتے۔ اسلامی نظام' اسلامی معاشرے کا قیام' ان کا مقصد نہیں یہ تو صرف دکانداری ہے۔ کسی سیاسی جماعت نے جب انہیں جگہ نہیں دی یا ان کے لئے کوئی دوسری سرگرمی نہیں ملی تو وقت گزارنے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے انہوں نے یہ دکانداری شروع کی ہے۔ آخر لوگوں کے پاس بھی تو عقل ہے وہ یہ لڑائی جھگڑے اور ہمارے حرکات دیکھ کر کب تک ہمارا ساتھ دیں گے۔

یاد رکھیں اگر آپ اور میں رسم زمان یا بولے بیٹا بھی بن جائیں تو جب تک عوام ہمارا ساتھ نہیں دیں گے ہم تنہا کچھ نہیں کر سکتے لہذا اگر کچھ کر سکتے ہیں تو ان پابروں اور غریب عوام کی مدد سے ہی کر سکتے ہیں۔ لہذا اگر خلوص ہے تو آپس میں ہم آہنگی ہونی چاہیے اور رنگ نظری اور خود پرستی سے بچنا چاہیے۔

### گروہ بندی کی مذمت

ہم اس وقت شعوری یا لاشعوری طور پر استعمار کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ کس حوالے سے؟ اس حوالے سے کہ ہماری حرکات سے تشیع کو نقصان پہنچ رہا ہے اور وہ اس لحاظ سے کہ ہماری سوچ بہت محدود ہے ہم نے اپنے آپ کو پنجابی 'سندھی' اردو زبان اور پختون وغیرہ میں محدود کر رکھا ہے۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ

ہم شیعہ ہیں یا مسلمان ہیں۔ ایک تو اس حوالے سے ہم نے قوم میں شکاف ڈال رکھا ہے اور دوسرا تقلید کے حوالے سے گروپ بندی کر لی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ امام مٹینی کے مقلدین کا گروپ ہے اور وہ آیت اللہ خوئی کے مقلدین کا گروپ ہے اور جو بالکل تقلید نہیں کرتے ان کا الگ گروپ ہے۔ مزید بدبختی یہ کہ ایک دوسرے کے خلاف کچڑ اچھالنا اور کردار کشی کرنا معمول بن چکا ہے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ (میں یہاں کچھ باتیں نہیں کرنا چاہتا) بعض شرعی حدود کو توڑ کر ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کہ انسان اور کسی مجتہد کے مقلد و پیروکار کو زیب نہیں دیتیں۔

برادران عزیز! کیا اس سے پہلے ہمارے ہاں متعدد مراجع کی تقلید نہیں ہو رہی تھی؟ اس وقت تو ایسی محاذ آرائی اور یہ لڑائی جھگڑے نہیں تھے۔ آج ایسا کیوں ہے؟ آج ہم نے کیوں شیعوں میں گروہ بندی کر کے ان کی مجموعی قوت توڑ دی ہے۔

برادران عزیز! ہم جس کی بھی تقلید کرتے ہوں ہمیں چاہیے کہ شرعی معیار کے مطابق ہو اور پھر اس مراجع کے فتویٰ کے مطابق عمل بھی کریں۔ اس سے بڑھ کر لڑائی جھگڑے، فساد اور محاذ آرائی کی نہ اسلام نے اجازت دی ہے اور نہ ہی اس مجتہد نے جس کی آپ تقلید کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں یہ بھی خبر ملی ہے کہ آپس میں ہاتھ پائی سے بڑھ کر مسئلہ علماء کی توہین تک پہنچ گیا ہے۔ ہم تحریک کے پلیٹ فارم سے ایک دو دفعہ نہیں کئی بار یہ اعلان کر چکے ہیں کہ ہم نہ تحریک والوں کو اور نہ آئی۔ ایس۔ او، آئی۔ او کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ علماء کی توہین کریں۔ اگر ہمیں پتہ چلا کہ کسی نے عالم دین کی توہین کی ہے چاہے وہ جس تحریک میں ہو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

برادران عزیز! اگر یہ دروازہ کھل گیا تو اس کے بہت خطرناک نتائج برآمد ہوں

گے۔ کل ممکن ہے کہ کسی کا کوئی ذاتی مسئلہ ہو اور وہ تقلید کا بہانہ بنا کر دوسرے کے گھر پر حملہ کر دے یا اگر فرض کریں کہ آپ امام خمینی کے مقلد ہیں اور آپ نے آیت اللہ خوئی کے پیروکاروں یا علماء میں سے کسی کی توہین کی تو ظاہر ہے کہ ان کا اپنا حلقہ اثر ہے کل وہ آکر امام خمینی کے مقلدین میں سے کسی عالم دین کی توہین کریں گے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ آپ خود سوچیں!

برادران! خدا کے لئے بیدار ہو جائیں۔ آخر تقلید کا مقصد کیا ہے؟ تقلید کا مقصد یہ نہیں جو آپ سوچتے ہیں اس سے ذرا بالاتر ہو کر سوچیں۔ پوری تشیع کی فکر کریں۔ آج پاکستان میں عی نہیں بلکہ پوری دنیا میں تشیع خطرے میں ہے۔ مسئلہ امام خمینی یا آیت اللہ خوئی کے مقلدین کا نہیں، مسئلہ تشیع کا ہے۔ وہ لوگ جو تقلید نہیں کرتے مثلاً ملک یاذاکر یا پیر فقیر ہیں ان کا بھی مسئلہ ہے۔ خدا کے لئے آپ تشیع کے نام پر سوچیں۔ تنگ نظری اور محدودیت (کہ جسے ہم جمود کہتے ہیں) کو چھوڑ دیں۔ آپ ریٹیم کے کیزے کی طرح نہ بنیں کہ جو ایک تار اپنے ارد گرد لپیٹ کر اس میں اپنے آپ کو محدود کر لیتا ہے آپ ایسے نہ بنیں کہ آپ کو دنیا جہان کی خبر نہ ہو کہ آپ کے خلاف کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔

### نوجوانوں سے ایک خواہش

میں آپ سب نوجوانوں سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ آپ کا تعلق چاہے تحریک سے ہو یا آئی۔ او اور آئی۔ ایس۔ او سے ہو آپ سب شیعہ ہیں اور سب کتب اہل بیت کے پیروکار ہیں آپ جس کی بھی تقلید کریں آپ سب کا مقصد ایک ہے سب مل کر کام کریں۔ تشیع کو پھیلانے اور تعلیمات اہل بیت اطہار علیہم السلام کو عام کرنے کے لئے آپ اپنے درمیان ان گروہ بندیوں کو ختم کر دیں۔

میں یہاں آیا تو بعض دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ اب کراچی میں ایسے حالات

پیدا ہو گئے ہیں کہ ہمارے نوجوان جو ہر سال مساجد یا امامبارگاہوں میں شال وغیرہ لگاتے تھے یا نماز کے حوالے سے پروگرام کرتے تھے وہ اس سال شاید فلاں فلاں مسئلے کی وجہ سے نہ کر سکیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ حالات کس نے پیدا کئے ہیں؟ اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا یہ آپ کے اسی عمل کا نتیجہ تو نہیں؟ میں نہیں کہتا کہ ان لوگوں میں کمزوریاں نہیں ہیں یقیناً ان افراد میں بھی کمزوریاں ہوں گی لیکن کیا ان کمزوریوں کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ منبر پر بیٹھ کر یا مسجد میں نور دیگر اجتماعات میں انہیں کھلم کھلا برا بھلا کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں اور پھر آپ توقع رکھیں کہ وہ آپ کو السلام علیکم کہیں۔ ان کے بھی احساسات و جذبات ہیں آپ نے اگر یہ رویہ اختیار کیا ہے تو پھر اس کے رد عمل (reaction) کے لئے بھی تیار رہیں۔

ایک ایسا آدمی کہ جسے ہم مردہ سمجھتے ہیں اور وہ سیاسی اور مذہبی لحاظ سے دنیا سے نکل چکا ہے کیا آپ اس کے گھر کے سامنے مظاہرے کر کے اسے دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ تقریروں میں یا خصوصی و عمومی محافل میں جہاں بھی آپ کو موقع ملے آپ اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد وہ بھی آپ کو دشمن سمجھ کر آپ کو میدان سے نکالنے کی سرٹوڈ کوشش کرے گا۔ پس تصور کس کا ہے؟

أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ  
الْحَسَنَةِ وَجَاوِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ - (احق - ۱۱۵)

اگر آپ ایک مکتبی نوجوان ہیں، ہر خط امام ہیں، نظریاتی شیعہ ہیں، تو یہ طریقہ صحیح نہیں تشدد، گالیاں اور نازیبا الفاظ کا استعمال ایک نظریاتی جوان کے لئے مناسب نہیں۔ "أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ" اگر عام آدمی دلیل و برہان کو نہیں سمجھتا تو اس سے مَوْعِظَةُ الْحَسَنَةِ کے مطابق بات کریں کوئی تاریخی واقعہ یا

حکایت سنائیں اور اچھے انداز میں اس سے گفتگو کریں۔ "وَجَلَّوْا لَهُمْ بِلَاغَتِي هَيَّ  
 أَحْسَنُ" اگر آپ دیکھیں کہ نہ دلیل کو مانتا ہے اور نہ ہی مَوْعِظَہ سے متاثر ہوتا  
 ہے تو پھر بھی اسلام نے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی کہ آپ نازیبا الفاظ  
 استعمال کریں۔ کلمہ "أَحْسَنُ" بعض مفسرین کے نزدیک حَسَنُ کے معنی میں ہے یعنی  
 اچھے طریقے سے اس سے بحث و مباحثہ کریں۔

برادران عزیز! اگر میں یہ کہوں کہ یہ خطرہ جو آپ محسوس کر رہے ہیں یہ  
 آپ کا اپنا پیدا کردہ ہے تو اس میں شاید کوئی مبالغہ نہ ہو ابھی بھی وقت نہیں گزرا  
 آپ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کریں۔ برادران! میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے ہمارے  
 ذاکرین اور علماء حضرات میں کمزوریاں ہیں لیکن اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان کمزوریوں  
 کو دور کریں تو برادرانہ ماحول میں اور اچھے انداز میں یہ کام کریں۔

کیا ہم مؤمن ہیں؟

ایک مؤمن کی یہ خصوصیت ہے۔ "الْمُؤْمِنُ مِزَآةُ الْمُؤْمِنِ" کہ ایک  
 مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے آئینہ ہوتا ہے اگر آپ کہیں کہ نہیں ملاں تو مؤمن  
 نہیں ہے تو پھر آپ کے اور ہمارے ماتھے پر یہ کہاں لکھا ہے کہ ہم مؤمن ہیں لہذا  
 جو بھی ظاہراً شیعہ ہے وہ مؤمن ہے۔ ہم کسی کو تشیع کے دائرے سے خارج نہیں  
 کر سکتے۔ پس جب مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے آئینہ ہے تو ایک آئینے کی  
 خصوصیت کیا ہوتی ہے؟ جب آپ ایک آئینے کو اپنے سامنے رکھتے ہیں تو وہ  
 خاموشی سے آپ کو آپ کے عیب بتاتا ہے شور مچا کر لوگوں کو آگاہ نہیں کرتا۔  
 آپ بھی اگر کسی میں کوئی عیب دیکھیں تو اچھے انداز میں اس کے ساتھ بیٹھ کر گھر  
 جا کر برادرانہ ماحول میں اس سے بات کریں۔ اگر آپ مثلاً یہاں عز خانہ زہراؑ میں آ  
 کر اس کے خلاف بات کریں گے یا مسجد میں عمومی یا خصوصی محفل میں اس کی

غیبت کریں گے تو وہ بھی اپنی عزت کو خطرے میں دیکھ کر یقیناً رد عمل کا اظہار کرے گا۔ میرا مقصد صرف آپ کو متوجہ کرنا ہے کہ آپ نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں اس سے شیعیت کو نقصان پہنچ رہا ہے اور آپ جو فعالیت کر سکتے تھے اس کے راستے بند ہو رہے ہیں۔ مساجد و امامباڑے آپ کے مورچے ہیں اگر یہاں سے آپ کام نہ کر سکتے تو کہاں جا کر کریں گے۔ میں ایک بار پھر آپ سے اہل کروں گا کہ آپ اپنے رویے پر تجدید نظر کریں اور وہ رویہ اختیار کریں جو شیعیت کے لئے مفید ہو۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں کہ آپؐ نے ان افراد کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جن سے کبھی کبھی غلط حرکات صادر ہو جاتی تھیں اور آپ ان سے آئندہ بھی خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اسی طرح آپ آئمہ طاہرینؑ کی زندگی کا مطالعہ کریں۔ خود رہبر انقلاب امام خمینیؑ کو دیکھیں کہ جنہوں نے آپ کو اور مجھے ایک نئی زندگی عطا کی ہے اور زندگی کا حقیقی مقصد بتایا ہے اور بات کرنے کا طریقہ سکھایا ہے پس ہمیں چاہیے کہ ہم ایسا رویہ اختیار کریں کہ جس سے تشیع کو نقصان نہ پہنچے۔

میں سمجھتا ہوں کہ قرآن اور تعلیمات اہل بیتؑ کو سمجھنے اور قبول کرنے کا جو جذبہ کراچی کے جوانوں، خواتین اور بوزھوں میں پایا جاتا ہے شاید وہ پاکستان کے کسی دوسرے شہر میں نہیں۔ یہاں بہترین آبادگی پائی جاتی ہے لہذا ہمیں ایسے طریقے استعمال کرنے چاہئیں کہ ان بھائیوں اور بہنوں کو زیادہ سے زیادہ اسلام سے آگاہ کر سکیں ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے وہ لوگ بدگمان ہو کر ہم سے دور ہو جائیں جو قرآن، اہل بیتؑ اور اسلامی تعلیمات کو قبول کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بھی ہماری بد قسمتی ہے کہ یہاں کراچی میں ہم جو مشکلات دیکھ رہے ہیں وہ دوسرے شہروں کی نسبت شدید تر ہیں۔

بہر حال اگر ہمیں پاکستان میں عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزارنا ہے اور شیعہ



تخص کا تحفظ کرنا ہے تو برادران! اس کے لئے وحدت و اتحاد کی اشد ضرورت ہے آپس میں ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ مختلف تنظیموں (مثلاً آئی۔ ایس۔ او، تحریک آئی۔ او اور دیگر انجمنوں) میں کام کرنا اگر صرف نام کے فرق کے ساتھ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن عملاً ہمیں ایک دوسرے کا معاون ہونا چاہیے۔ ہماری بد قسمتی سے ان اختلافات کا اثر خواتین پر بھی ہوا ہے وہ بھی آپ کی ان حرکات و سکنات سے نالاں ہیں۔ اگر آپ نے اپنے آپ پر رحم کرنا ہے اور ان بھائی بہنوں پر رحم کرنا ہے تو خدا کے لئے نگ نظری چھوڑ کر تشیع کے وسیع تر مفاد کی خاطر مل کر کام کرنا شروع کر دیں۔ حالات آپ خود دیکھ رہے ہیں۔

### ہم ایک پیکر کے اعضاء ہیں

بین الاقوامی سطح پر ایران کا مسئلہ ایک اہم اور حساس مسئلہ ہے یہاں لوگوں کو یقین ہے کہ ہمارے ایران کے ساتھ تعلقات ہیں۔ تشیع کا مسئلہ اب اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ بخدا اگر ہم سر پر قرآن رکھ کر ہزار بار اعلان کریں کہ ہمارا ایران سے کوئی تعلق نہیں تو پھر بھی وہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ہم کسی سوراخ میں بھی کھس جائیں تو وہ ہمیں پکڑ کر باہر نکالیں گے اور ایران کے حوالے سے ہم سے انتقام لیں گے فقط اس لئے کہ ہم شیعہ ہیں۔ برادران عزیز! ہمارا ایران کے ساتھ مذہبی رشتہ ہے ہم ان سے الگ تھلک نہیں رہ سکتے آپ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں ایران کے لئے جو حالات پیدا کئے گئے ہیں اگر خدا خواستہ ان کے اثرات منفی ہوں تو وہ ہم پر بھی مرتب ہوں گے اسی طرح اگر مثبت ہوں تو بھی ہم پر اس کا اثر پڑے گا لہذا ہمیں اس حوالے سے دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح آپ پاکستان میں صرف کراچی کی حد تک نہ سوچیں جیسا کہ قبلہ صاحب نے ذریہ اسماعیل خان کا تذکرہ کیا۔ ذریہ اسماعیل خان کے مسئلے کا آپ پر اثر ہوگا تو جہاں بھی اس قسم کا مسئلہ ہو

کا؟ تو پنجاب، بلوچستان، شمالی علاقہ جات، غرض تمام مناطق پر اس کا اثر پڑے گا۔ ہم آپس میں مربوط ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ہمیں یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ ہم سب ایک پیکر کے اعضاء ہیں اور یہ اعضاء افریقہ، ایشیاء، پاکستان، افغانستان، ایران، کشمیر غرض پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ برادران عزیز! خدا کے لئے تشیع کے عنوان سے سوچیں اور جو مسئلہ بھی آپ کو درپیش ہو اس پر تھلید، لسانیت یا اس قسم کا کوئی اور رنگ نہ چڑھنے دیں آپ صرف اسلام قرآن اور تشیع کو ترجیح دیں اور اس حوالے سے سوچیں۔

میں ایک بار پھر آپ سے یہی کہتا ہوں کہ بخدا ہمیں آپ سے محبت ہے خصوصاً آپ کراچی کے نوجوانوں سے خواہ وہ تحریک کے پلیٹ فارم پر کام کر رہے ہوں یا آئی۔ او۔ اور آئی۔ ایس۔ او یا ان سے ہٹ کر دوسری انجمنوں اور تنظیموں کے پلیٹ فارم پر۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ آئندہ اسلام کے لئے ایک امید ہیں اگر پاکستان میں اسلام اور تعلیمات اہل بیت اطہار علیہم السلام کے حوالے سے اگر کوئی تبدیلی آسکتی ہے تو وہ صرف آپ کے ذریعے آسکتی ہے۔ وہ افراد جو لا اُہالی یا بے تفاوت ہیں ان کے ذریعے یہ تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس طرح وہ افراد جو خشک مقدس ہیں اور انفرادی امور کی طرف متوجہ ہیں نماز روزے کے تو پابند ہیں لیکن اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ ایسی تبدیلی نہیں لاسکتے۔ نہ صرف میری بلکہ سب علماء کرام کی توقعات آپ سے وابستہ ہیں اور اسلام و قرآن و تعلیمات اہل بیت کے حوالے سے ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ برادران عزیز! جب سب کی توقعات آپ سے وابستہ ہیں تو علماء کی ان توقعات کا خیال کرتے ہوئے، تنگ نظری اور ذاتیات کو ایک طرف رکھ کر، صرف اسلام و قرآن اور اہل بیت و تشیع کے حوالے سے سوچیں اور آگے بڑھیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

## سوالات

☆ سوال۔ تحریک اور آئی او کو ایک کر دیا جائے یعنی تحریک فٹافٹ جعفریہ ہی کیوں نہ بنادیا جائے تاکہ بہتر کام کر سکیں؟

☆ جواب۔ اس سلسلے میں کافی جگہ پر ہماری بات ہوئی ہے۔ ہم نے وضاحت بھی کی ہے کہ یہ دو الگ تنظیمیں ہیں۔ ہدف ان کا ایک ہے اور اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو تقریباً اکثر و بیشتر شہروں میں وہی ہیں وہی جو ان جو آئی۔ او کے پلیٹ فارم سے کام کرتے ہیں تحریک میں بھی وہی ہیں وہی جو تحریک میں وہ آئی۔ او میں بھی ہیں اور کچھ مسائل ایسے ہیں مشکلات ایسی ہیں کہ ہم ان کے حوالے سے کہتے ہیں کہ آئی۔ او کا پلیٹ فارم بھی ہمارے لئے ضروری ہے اور تحریک کا بھی ضروری ہے۔ اگر آئندہ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اس وقت جو حالات، مشکلات اور موانع آپ دیکھ رہے ہیں یہ برطرف ہو گئے تو آئندہ کے لئے ہم سوچ سکتے ہیں لیکن اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آئی۔ او کا علیحدہ پلیٹ فارم ہونا چاہیے اور تحریک کا پلیٹ فارم علیحدہ ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس سلسلے میں جو چیز ہمارے لئے اہم ہے وہ مقصد ہے نام نہیں۔ آپس میں ہمکاری اور ہم آہنگی اہم ہے البتہ اب بھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے لیکن ہم تحریک اور آئی۔ او سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے درمیان اس سے بڑھ کر ہمکاری اور اس سے بڑھ کر ہم آہنگی ہونی چاہیے۔

☆ سوال۔ ایک اور سوال ہے کہ ذیلی نظارت کی کیا حیثیت ہے مرکزی اور ذیلی نظارت کے کیا اختیارات ہیں؟

☆ جواب۔ یہ جناب عالی آئی۔ ایس۔ او کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک مرکزی طور پر مجلس نظارت بنائی ہے لیکن پورے پاکستان کا احاطہ کرنے اور طلباء کے مسائل کو حل کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے اور خود مرکزی نظارت کے

جو ارکان ہیں وہ محدود ہیں لہذا اس حوالے سے پھر یہ سوچا گیا کہ ذیلی نظارت قائم کی جائے تاکہ ان دو کی آپس میں ہم آہنگی ہو۔

☆ سوال۔ ایک اور سوال ہے آیا ذیلی نظارت سے مرکزی نظارت کی غیر موجودگی میں رجوع کیا جائے؟

☆ جواب۔ واضح ہے کہ ذیلی نظارت کے جو افراد متعین کئے گئے ہیں وہ مرکز کے حوالے سے تو بنائیں جہاں پر مسئلہ اگر مرکز سے ڈائریکٹ مربوط ہے تو پھر ڈائریکٹ مراجع کیا جائے پھر وہی جو ذیلی طور پر مجلس نظارت ہے ان کو مراجع کرنا پڑے گا۔ اگر ایک ہی وقت میں مرکزی اور ذیلی نظارت دونوں موجود ہوں اور فارغ بھی ہوں تو کس کے حوالہ کیا جائے؟ اگر فارغ ہے تو یہاں پر بھی مسئلہ کی اہمیت کو دیکھیں آیا مسئلہ صرف علاقے تک محدود ہے؟ مثلاً عظیم کے حوالے سے اگر اس علاقے کا مسئلہ ہے تو اولیت یہ ہے کہ آپ ذیلی نظارت کی طرف رجوع کریں لیکن اگر پورے ملک کا مسئلہ ہے تو یہاں پر اولیت یہ ہے کہ آپ مرکز کی طرف رجوع کریں۔

☆ سوال۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ خواتین کے لئے تنظیم نو کس طرح کی جائے تحریک کی جانب سے سندھ میں شعبہ خواتین قائم نہیں ہوا لیکن کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے قائم کیا ہے اس بارے میں کچھ بتائیں؟

☆ جواب۔ اس سے پہلے ہماری جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں ہم نے کچھ شعبہ جات تقسیم کئے تھے ان میں سے مسئلہ شعبہ خواتین کا تھا ہم نے کہا کہ اصل شعبہ خواتین تو صوبائی صدر کے تحت ہو گا لیکن اس مسئلے کو فعال بنانے کے لئے آگے بڑھانے کے لئے ہم نے مرکزی طور پر بھی ایک نمائندہ متعین کیا تھا میرے خیال میں وہ نمائندہ فاضل موسوی ہیں جو ہمارے مرکزی نائب صدر بھی ہیں 'وہ مسئلے کا جائزہ لیں لیکن اصل جو شعبہ خواتین ہو گا وہ ہر صوبے کے صوبائی صدر کے تحت ہو گا نہ کہ مثلاً وہ مرکز کے ساتھ۔ ہمیں یہ احساس ہے کہ سندھ میں بھی اور

دوسری جگہوں میں بھی اس پر کام نہیں ہوا ہے اور انشاء اللہ فاضل موسوی صاحب جب ہم سے مراجع کریں گے ان کو ذرا فرصت ملے گی تو پورے ملک میں اس مسئلے کو آگے بڑھائیں گے اور یہاں پر جو جوان کام کریں گے ہم نے پہلے ہی سے کہا تھا کہ جو کام آپ نے کیا ہے وہ جو ہے خدا اس کا اجر دے گا آپ نے اچھی طرح کام کیا ہے لیکن اس کے بعد آپ آئین کے مطابق اپنی فعالیت کو آگے بڑھائیں اور آقائے جواد کے حوالے سے آگے بڑھائیں۔

☆☆☆☆☆

jabir.abbas@yahoo.com

# پیغامات

از

قائد شہید

علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ

بمناسبت

تنظیمی اور ملی امور

## قائد ” کا پیغام ملت کے جوانوں (I.S.O) کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان متدین و فعال طلبہ کی وہ واحد ملک گیر تنظیم ہے جو عوام الناس اور خصوصاً یونیورسٹیوں کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو دین سے آگاہی کی بہترین خدمات سرانجام دیتے ہیں اور بھرپور توانائی کو بروئے کار لاتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

اس سلسلے میں امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کراچی کا دانش رسالہ کا کیا اجراء نہایت مستحسن اقدام ہے۔ امیدوار ہوں کہ یہ رسالہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تعلیم یافتہ جوانوں کو حقیقی اسلام سے آگاہی میں بہتر کردار ادا کرے گا۔ کیونکہ آج طاغوتی قوتیں متحدہ طور پر اسلام کے حقیقی اصولوں سے انحراف کے درپے ہیں اور طرح طرح کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلم جوانوں کو مختلف عنوانات سے اسلام سے دور رکھنے کی پوری کوشش میں مصروف ہیں۔ لہذا ایسے حالات میں ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ لوگوں کو حقیقی اسلام سے روشناس کرا کے مشرق و مغرب کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے آگاہ کرا دیں۔

خداوند متعال سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے جوانوں میں شعور و بصیرت پیدا کرے تاکہ دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ

عارف حسین الحسنی

☆☆☆☆☆

## قائد ملت جعفریہ ” کا جوانوں کے نام پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ” اَوْصِيْنَكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَنَظْمِ اَمْرِكُمْ ”

اب جبکہ آئی۔ ایس۔ او کے معزز اراکین اپنی عظیم تنظیم کا یوم تاسیس منار ہے ہیں اس موقع پر ان برادران سے میں مولا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی اس فرمائش کو عملی جامہ پہنانے کی درخواست کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ آپ کی پوری توجہ خود سازی اور تنظیم سازی پر مرکوز ہونی چاہیے۔ جب تک آپ اپنی خود سازی نہ کریں تب تک اسلامی معاشرے میں بھرپور کردار ادا نہیں کر سکیں گے اور جب تک آپ منظم ہو کر اپنے مشن کے لئے جدوجہد شروع نہ کریں تب تک موجودہ دور کے پیچیدہ مسائل اور بے شمار مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا مولا علی علیہ السلام کے فرمائش کے مطابق تقویٰ الہی اور نظم امور کو اپنا مطمح نظر قرار دیتے ہوئے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے لائحہ عمل مرتب کریں۔ تقویٰ الہی کی وجہ سے انسان معاشرے کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر لیتا ہے اور پھر نظم امور اور تنظیم کی برکت سے اپنی ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دینے کے قابل ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھئے کہ کبھی تنظیم کو بت سمجھ کر خدا نخواستہ اس کی پرستش شروع نہ کریں تنظیم ایک مفید وسیلہ ہے اپنے الہی اہداف تک پہنچنے کے لئے۔ لہذا مقصد اور وسیلہ کے درمیان تمیز اور ہر ایک کو اپنی جگہ پر مناسب مقام اور اہمیت دینا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی وسیلہ میں انسان الجھ جائے اور مقصد تک پہنچنے سے رہ جائے۔ یا مقصد کو ہی بھول جائے۔ ان سب خطرات سے بچنا تب ہی ممکن ہو گا کہ ہم ایک متقی تنظیمی بن جائیں۔ تقویٰ ہمیں ان خطرات سے بچا سکتا ہے لہذا ہمیں اپنی تنظیم کی اساس ہی تقویٰ الہی پر رکھنا چاہیے۔ میری آئی۔ ایس۔ او کے برادران سے یہی توقع ہے۔ خداوند متعال



۳۵۳

ہم سب کو اپنے فرائض پر آگاہی اور انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے ۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

سید عارف حسین الحسینی

☆☆☆☆☆

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

## پیغام قائدؒ بمناسبت اجلاس مجلس عاملہ (I.S.O) کوئٹہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”قَبِّلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْمَحْسَبَةِ وَاَمْلِكُوْهَا بِالْمُخَالَفَةِ“

خود کو محاسبہ کے ساتھ مقید رکھو اور نفس کے ساتھ مخالفت میں اس کے مالک

بن جاؤ۔

ہماری اطلاع میں آیا کہ امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے ذمہ دار ادارے مجلس عاملہ کے اراکین کا ایک اہم اجلاس کوئٹہ میں منعقد ہو رہا ہے اس موقع پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے عزیز جوانوں کو یہ احساس دلائیں کہ ان کی یہ نشست اور باہمی گفتگو پوری ملت کے نوجوان طالب علموں کی زندگیوں پر موثر ہوگی لہذا اس لئے ضروری ہے کہ وہ پوری سنجیدگی اور متانت کے ساتھ امور پر بحث و تحقیق کریں اور فقط قربت الی اللہ کی نیت سے اپنی رائے کا اظہار کر کے صحیح فیصلہ جات کریں جو ان کو صحیح معنوں میں ”انما المؤمنون اخوة“ سے آراستہ کریں انہیں یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ دور حاضر میں مذہب حقہ اور اسلامی انقلاب کو مشرق و مغرب کی بین الاقوامی طاقتوں کے ساتھ نبرد آزمائی درپیش ہے۔ جس میں ان نوجوانوں کو بھی ایک بھرپور اور موثر کردار سرانجام دینا ہے۔ تب ممکن ہے جب فرمان امیر المؤمنینؑ کی روشنی میں ہم ذاتی محاسبے کے ذریعے اپنے نفسوں کو کنٹرول میں رکھیں۔ خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں کسی بات کو انا کا مسئلہ نہ بننے دیں اور ہمیشہ ذاتی و انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو فوقیت دیں۔

اس موقع پر ہم اپنے عزیزوں کو یہ یاد کرانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ زندہ قومیں ملی تشخص برقرار رکھتی ہیں تاکہ آئندہ نسلیں اپنے اسلاف کی تاریخ سے آگاہ رہیں اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنا کر تشخص کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تاریخ کے مخصوص ایام کو شایان شان طریقہ سے

مناتے رہیں۔ چھ جولائی ۱۹۸۰ء کا دن پاکستان میں اہل تشیع کے لئے خاص اہمیت کا حامل ہے جس دن حکومت وقت نے شیعیان حیدرکراڑ کے ساتھ وعدہ کیا کہ ملک میں ان کے لئے فقہ جعفریہ نافذ کیا جائے گا۔ شیعیان مولائے مشکیان کو چاہیے کہ اس دن کو شایان شان طریقہ سے منائیں۔ لہذا ہم نو جوانان امامیہ سے خواہاں ہیں کہ وہ ملی تقاضوں کے پیش نظر اس دن کو بڑھ چڑھ کر منائیں۔

خداوند متعال سے اسلام و مسلمانوں کی سر بلندی بالخصوص جوانان ملت جعفریہ کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

عارف حسینی الحسینی

۶ شوال ۱۴۰۵ھ

☆☆☆☆☆

پیغام قائد ملت جعفریہ ”ملت کے جوانوں کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَخْشٰی وَفُرَادٰی

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا ایک مرتبہ پھر لاہور میں سالانہ اجتماع باعث مسرت ہے کیوں کہ اس قسم کے اجتماعات باعث خیر و برکت ہوتے ہیں اور یہی اجتماعات ہمارے عزیز جوانوں کی سطح فکری کی بلندی میں مدد و معاون ثابت ہوں گے۔ آج کا طالب علم نہ صرف طالب علم ہے بلکہ معاشرے خاص کر یونیورسٹی میں اسلام کا ایک سپاہی ہے وہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے اعلیٰ افکار کی رسالت کا بھی ذمہ دار ہے۔ نہ فقط تحریر و تقریر کے ذریعے بلکہ اپنے عمل و کردار سے دوسروں کو خیر کی دعوت دینے کی مسؤلیت رکھتا ہے۔

ملتان سے اسلام عزیز کو دشمنان اسلام کے نفوذ و پروپیگنڈے کی وجہ سے انحرافات و کج فہمیوں کا سامنا ہے اسلام جو دراصل ایک مبارز آسمانی کتب ہے جسے غیروں کے ایجنٹوں کی غلط تبلیغات نے دوسرے رنگ میں پیش کیا ہے۔ قرآن کریم مشرکین و مفسدین کے ساتھ جہاد اور سامراج و استعمار کے خلاف قیام کرنے کا جو حکم دیتا ہے اس کو غلط انداز میں پیش کر کے دوسرا رنگ دیا گیا ہے۔ اس طرح اسلام کے نورانی اور نجات بخش احکام آہستہ آہستہ سامراج کے مزدوروں اور استعمار کے آلہ کاروں کے ذریعے اپنے فاسد اغراض و مقاصد کے لئے پامال ہوتے جا رہے ہیں۔ اسلام عظیم جو سامراجی تسلط کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے بے ضحیر اور بے غیرت حکمرانوں کے ذریعے توڑا جا رہا ہے تاکہ سامراج کی غارگری کے لئے راستے کھول دیئے جائیں۔

مسلمانوں کے آپس میں اختلافات اور سہل انگاری کی وجہ سے استعمار سرخ و

سیاہ کاسلمین کے مقدسات و مقدرات پر قبضہ روز بروز مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔  
ایسے حالات میں ایک مسلم اور غیرتمند جوان کا کیا فریضہ ہے؟

اے فرزندانِ توحید و اسلام! خداوند تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی نعمات سے نوازا ہے آپ معنوی اور مادی قوت کے مالک ہیں اپنی قوت اور خدا داد صلاحیتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کیجئے اپنی ہمت و قوت کے ذریعے اسلام اور وطن اسلامی کو عظمت اور سرفرازی کی بلندیوں سے ہم کنار کیجئے۔ اپنے برادر اسلامی ممالک سے سامراج کے ہاتھوں کو کوتاہ کیجئے۔ کیونکہ جو قوت اور صلاحیت خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے اسے دوام حاصل ہے اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کے سامنے سرخروئی ہوتی ہے جبکہ شہوتوں اور بے ہودگیوں میں صرف شدہ توانائی اس دنیا میں باعث ذلت و بردگی اور آخرت میں باعث عذاب اور شرمساری ہے۔

جوانانِ عزیز بیدار ہو جاؤ اور سوئے ہوئے افکار کو بھی بیدار کرو۔ جوانانِ فیور زندہ ہو جاؤ اور مردہ دلوں کو بھی حیات بخش دو۔

سرخ و سیاہ سامراج کے گندیدہ اور بدبودار جنازوں کو اسلامی ممالک کی پاک سرزمینوں سے باہر پھینکنے کے لئے توحید کے پُر قدرت پرچم تلے اکٹھے ہو جاؤ آپس میں اتحاد و اخوت کے ذریعے خدا کے دین کی مدد کرو کہ خدائے عزیز نے وعدہ فرمایا ہے۔

”إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ“

آج جبکہ سارے اسلامی ممالک میں اسلامی تحریکوں کی لہر دوڑ چکی ہے نسلِ جوان کی بیداری اور آگاہی اور روشن فکر افراد کی نہفت و قیام جو تیزی کے ساتھ رشد کر رہا ہے ہمارے لئے نیک فال اور امید بخش ہے۔

پس آپ پاک دل نو جوانوں کا فریضہ ہے کہ ہر ممکن وسیلہ کے ذریعے اپنی ملت کے افراد کو آگاہ و بیدار کریں اور اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب

کریں اور پوری دنیا میں عدالت پرور اسلام کو متعارف کرائیں اور مظلوم و ستم رسیدہ اقوام کی فریاد رسی کریں۔

علماء کے ساتھ اپنے روابط مزید مستحکم کریں کیونکہ علماء دین اسلام و قرآن کے پاسان ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں مدارس دینی اور یونیورسٹی کے مابین استعمار کی جانب سے ایجاد کردہ فاصلوں کو ختم کریں اسی طرح باہم وحدت و محبت کے ساتھ اسلام عزیز کے دفاع اور عظمت کے لئے دشمنان اسلام کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

خداوند متعال سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت و عظمت کا خواہاں ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

سید عارف حسینی الحسنی

۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

☆☆☆☆☆

## قائد ملت جعفریہؒ کا جوانوں کے نام پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادران اسٹوڈنٹس و فرزندان اسلام ایدہ اللہ تعالیٰ

درود و سلام ہو ان نوجوانوں پر جو قوم و ملت کی امید ہیں درود و سلام ہو ان نوجوانوں پر جو ملک کے آئندہ مسؤلین ہیں۔ درود و سلام ہو ان پاک مخلص افراد پر جو اس پر آشوب دور میں اسلام و قرآن کی بالادستی کے لئے کوشاں ہیں۔

میرے عزیزو! چونکہ آپ نوجوان خط امام مدظلہ العالی کے پیرو ہیں اور امید امام و امت سے تمہاری امیدیں وابستہ ہیں اور چونکہ آپ پاکستان میں ایک اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے آرزومند ہیں تو پھر میں آپ کی توجہ چند نکات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

۱۔ وہ چیز جو انسان کو کفار و منافقین کے جہاد (جہاد اصغر) میں کامیاب کردیتی ہے وہ جہاد اکبر (نفس کے ساتھ مقابلہ) ہے۔ تمہاری رفتار تمہارے راستے کی اصالت پر شاہد اور تمہارا کردار تمہارے کتب کا آئینہ ہونا چاہیے۔

حدیث میں ہے کہ جب ایمان کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا ایمان قول پر عمل کرنے کو کہتے ہیں؟ جواب میں فرمایا گیا ”الْإِيْمَانُ عَمَلٌ كُلُّهُ“ یعنی تمام ایمان عمل ہے۔ پس اے نوجوان عزیز! خود سازی کیجئے اور دوسروں کو بھی خود سازی کی طرف متوجہ کیجئے تاکہ ہمارا معاشرہ اسلامی شخصیت کو پالے۔ تقویٰ اور عمل صالح ہمارے مدی پر شاہد ہونا چاہیے۔ اسے اپنی ذات سے شروع کرے۔ اپنی سوچ اور عمل کو مکتبی بنا کر ہر قسم کے غیر مکتبی اور غیر اسلامی تعلقات سے اپنے آپ کو آزاد کر دے۔

۲۔ اسلام علم کو سب چیزوں سے زیادہ اہمیت دیتا ہے ہر وہ علم جو ایک اسلامی معاشرہ کی ضروریات و احتیاجات میں سے ہو وہ علم اسلامی اور ضروری ہے۔ اگر ہم

چاہتے ہیں کہ اسلامی پاکستان مشرق و مغرب کی وابستگی سے آزاد ہو کر ایک خود کفیل اور مستقل مملکت بنے تو پھر ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حرکت آنی چاہیے۔ طلباء کو شب و روز زحمت اٹھانا چاہیے۔ مسلمانوں کے دماغ دوسری قوموں سے کمزور نہیں ہیں۔

۳۔ دشمنان اسلام کا ہمیشہ ایک حربہ یہ رہا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے ذہن میں ایک بات ڈال دی جائے کہ ہمیں اسلام چاہیے منہائے علماء۔ اگرچہ انقلاب اسلامی نے اب اس بات کو باطل کر دیا ہے مگر پھر بھی ممکن ہے کہ آپ کے درمیان بھی کوئی اس قسم کی بات کرے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر علماء کو اسلام سے جدا کیا جائے تو پھر اسلام خود بخود ختم ہو جائے گا۔ وہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں صرف اس لئے کہ مشرق و مغرب کے درندوں کے لئے مسلمانوں کو ہڑپ کرنے میں آسانی ہو اور کوئی حرام نہ ہو۔ پس جوانان عزیز! صہبہ علماء کے ساتھ اپنے رابطے کو مضبوط بناؤ اور اپنے عمل کے ذریعے دشمنوں کے غلط پروپیگنڈا کو ناکام بنا دو۔

خداوند تعالیٰ سے اسلام و مسلمانوں کی کفر اور سامراج پر کامیابی برہبری حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طول عمر کا خواہاں ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

سید عارف حسین الحسینی

۳/۱/۱۴۰۶ھ

☆☆☆☆☆



طلباء تنظیموں کے دو روزہ سیمینار پر قائد ”کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”فَبَقِّضْ عِبَادِیَ ۝ الَّذِیْنَ یَسْتَمِيعُونَ الْقَوْلَ فِیَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهُ“ (آلایہ)

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں جو مرکز علم ہے وہاں پر طلباء تنظیموں کا ایک عظیم الشان سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے جو کہ ہمارے لئے باعث راحت و اطمینان ہے۔ ہم اس سیمینار کے انعقاد کو وقت کی ایک اہم ضرورت اور مستحسن قدم سمجھتے ہیں توقع کرتے ہیں کہ نوجوان طلباء کو باہمی یگانگت اور سوچ و بچار کا ایک زریں موقعہ میسر آئے گا۔ وہ باہمی مباحثے اور تبادلہ خیال سے مستفیض ہوں گے۔ اس طرح وہ ایک طالب علم کی گراں قدر زندگی کی کیفیات سے آشنا ہو کر اس کو کمال اور ارتقاء کی جانب گامزن کرنے میں مدد و معاون محسوس کریں گے۔

حصول علم نہ صرف یہ کہ منفعت بخش جتنو ہے بلکہ ایک دینی فریضہ ہے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ زندگی کے اس دور کے لمحات سے بھرپور استفادہ کریں۔ کیونکہ اس زمانے کی کامیابیاں انسان کی پوری زندگی کے متمنائے مقصود کی بنیاد ہوتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ ان نوجوانوں کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ حصول علم صرف مادی زندگی کا وسیلہ نہیں بلکہ یہ ایک شرعی فریضہ ہے معنوی زندگی کے تکامل کا حصول اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ انسان اعلیٰ علمی منازل کو طے نہ کر لے۔

ہماری یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں جو نظام تعلیم رائج ہے وہ ہمارے نوجوانوں کو مادی علوم میں ایک حد تک دسترس حاصل کر لینے کے قابل بناتا ہے مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ نظریاتی اور مکتبی طور پر وہ ان کو باطل نظریات اور عمرانیات سے روشناس کراتا ہے اور ان کو آلائشات اور فحش زندگی کی طرف راغب کرتا ہے نوجوان نسل پوری تن دی سے ان علوم کو حاصل کرنے میں مشغول رہتے

ہیں مگر دیر سے دیر سے وہ فکری طور پر مذہب سے لا تعلقی اور لا پردائی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یوں وہ اپنی زندگی میں ہمیشہ کے لئے مذہب کو ایک ثانوی حیثیت کے طور پر لیتے ہیں جو کہ سنگین جرم ہے۔ ان حالات کے پیش نظر نوجوان نسل پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات پر گہری نظر رکھیں اپنے نظریاتی اور مذہبی مطالب کو اسی تندہی کے ساتھ اخذ کریں اور یہ کہ اپنی ذات کو کبھی بھی حالات کے سپرد نہ ہونے دیں وہ نظر عیق کے ساتھ یہ مرتب کریں کہ انہوں نے ان تعلیمی اداروں کی آلائش شدہ فضا سے اپنے دامن کو کیونکر بچا کر رکھنا ہے۔ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب وہ اس تباہ کن صورتحال کا پورا احساس برقرار رکھیں حقیقتاً یہی احساس فرض ان کو ایک بامقصد زندگی کی راہ پر ڈال سکتا ہے۔

ایک باوقار اور قدرت کے نزدیک کامیاب زندگی کے حصول کے لئے طلباء کو رائج الوقت سیاسیات، معاشرتی اقدار اور عالمی حالات سے پوری آگاہی ہونی چاہیے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی انجمن اور تنظیم میں بھرپور اور مؤثر کردار سرانجام دے۔ اپنی صفوں کو منظم کریں اور معاشرہ میں طالب علموں کے گروپ کی اہمیت کا بھرپور احساس کریں۔ وہ جذباتی کشش اور چنی انتشار کا شکار نہ ہوں تاکہ دشمن آسانی کے ساتھ ان کی صفوں میں گھس کر ان کو محض آلہ کار کی حیثیت میں نہ اتار لے۔

موجودہ ان طالب علموں کے اذہان روشن اور شگفتہ ہوتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ معینہ اصولوں کے تحت ملکی اور بین الاقوامی حالات کا تجزیہ کریں اور اس میں مذہب، ملت اور اپنے وطن کی خدمت کے لئے اپنی ذات اور اپنی تنظیم کو وقف کرے۔ وطن عزیز پاکستان جس طور عالمی سامراج اور استکبار کے چنگل میں پھنس چکا ہے اس کی نجات کا واحد راستہ ہماری نوجوان نسل کا شعور اور بے لوث قربانی کا جذبہ ہے۔ اگر آپ نوجوانوں کی تنظیموں نے ملک کی جہاد

سلامتی کے لئے اعلیٰ چیلانے پر جدوجہد کو نہ اپنایا تو ہمارا یہ ملک نہ صرف عالمی برادری میں رسوا ہوگا بلکہ اسلام جیسے عظیم مذہب سے انسانوں کی بے یقینی کا باعث ہوگا۔

بین الاقوامی سطح پر آج بیضہ اسلام کو جس قدر شدید اندیشہ جات لاحق ہیں شاید ہی تاریخ اسلام میں ایسا کٹھن وقت آیا ہو۔ قبلہ اول کی مسلسل بے حرمتی، فلسطین، لبنان، افغانستان، اریتریا، یاہندوستان فلپائن کے مسلمانوں کی کسمپرسی اور اسلامی سلطنتوں کے مادی وسائل کا بے دریغ استعمال ایسے مسائل ہیں جو ذی شعور مسلمان کے لئے باعث ابتلا ہے۔ حقیقتاً وقت کے دھارے کا تقاضا ہے کہ نوجوان نسل اٹھ کھڑی ہو۔ دنیا کے مظلوموں اور محکوموں کو اپنے ساتھ ملا کر مشرق و مغرب کی باطل قوتوں کا کرہ ارض سے سمٹ جانے پر مجبور کریں اور یوں حقیقی معنوں میں انسان کی آزادی و حریت کے علمبردار بنیں۔

ہمیں توقع ہے کہ طلباء تنظیموں کا یہ اجتماع ان کی برادری کو مضبوط کرنے اور باہمی افہام و تفہیم مواقع فراہم کرے گا۔ وہ معمولی رنجشوں پر اپنی توانائیاں زائل کرنے کی بجائے اعلیٰ مقاصد کی خاطر عزائم لے کر ان کے ہم ان کے لئے ہر قدم پر مصمم قلب کے ساتھ کامیابی کے لئے رب العزت سے عاجزانہ دعا گو ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ جَمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

سید عارف حسین الحسینی

۱۲/رج ۱۴۰۶ھ

☆☆☆☆☆

## یوم سیاہ کی مناسبت سے قائد ”کا پیغام

قابل تعظیم علمائے کرام، محترم دانشوران ملت، پُر جوش نوجوانان ملت اور باہمی قوم کی دلیر ماؤں اور بیٹو!! السلام علیکم

یا علیؑ مدد کے عظیم نعرے سے میں آج کے پیغام کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج علیؑ کے شیدائیوں پر کڑی آزمائش کا وقت آپڑا ہے اور جس طرح ہر مشکل وقت پر ہماری امداد مولائے کائناتؑ نے کی ہے اسی طرح آج بھی ہوش اور جوش کی آمیزش سے حالات کی سوجھ بوجھ کے بعد ملت کی فلاح و بہبود کے لئے جو بھی قدم اٹھایا انشاء اللہ حیدر کراڑ کی مدد ہر قدم پر شامل حال رہے گی اور کفر و ظلم کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

حضرت علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم کا وہ جملہ مجھے ہر لمحہ یاد آ رہا ہے جو انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ جتنے مصائب اس دور حکومت میں ہیچیان پاکستان پر ٹوٹے ہیں وہ کسی اور حکومت میں نہیں ٹوٹے۔ کتنا سچا اور دوہین بیان تھا کاش اجل انہیں اتنی جلدی نہ چھینتی اور ہم ان کی سرکردگی اور رہنمائی میں ان مسائل کو سلجھاتے۔

بہر حال آج مشکل وقت درپیش ہے ہمیں ان مشکل حالات کا سامنا ہمیشہ سے رہا ہے بلکہ وہ حالات جو بنی امیہ اور بنی عباس کے ادوار سے منسلک ہیں ان حالات سے بھی زیادہ بھیا تک ہیں۔ مگر ہمارے علماء، دانشور اور دوسرے تمام طبقات نے ہمیشہ جس ہمت حوصلے اور جوانمردی سے مقابلہ کیا ہے وہی ہمارے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ آج بھی اسی طرح ہمیں ظلم کا جواب ظلم شک حوصلہ سے دینا ہوگا۔

آج تمام دنیائے کفر متحد ہو کر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تمام عالم اسلام کے درپے ہے۔ یہ ایک صیہونی سازش ہے اور ان ظالموں کا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ ہمیں جوش کے ساتھ ساتھ ہوش سے کام لیتے ہوئے دشمنان اسلام

کے عزائم کو ناکام بنانا ہے۔ وہ یہی چاہتے ہیں۔ کہ ہم جوش میں آکر آپس میں دست و گریباں ہو کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی طاقت کو پھل دیں لیکن یہ سازش ہم سمجھ چکے ہیں ہم خواب خرگوش میں مدہوش نہیں کہ ان ہتھکنڈوں کو سمجھ نہ پائیں۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حکومت ان غیر ملکی ایجنٹوں کے ہاتھ مضبوط کر رہی ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے دورے حکومت کی توسیع بھی کر سکتی ہے اور اپنے آقاؤں کو بھی خوش کر سکتی ہے لیکن ہم آخری بار حکومت پر واضح کر رہے ہیں کہ جانبداری کی راہ کو ترک کر کے پاکستانوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر برتاؤ کرے اور ہر شہری کی جان و مال 'مساجد' مدرسوں اور امامبارگاہوں کی سلامتی اور حفاظت کی ضمانت مہیا کرے۔ ہم خود اپنی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں لیکن پہلے جنت کو تمام کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرنا چاہتے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر اپنی محترم بہنوں اور عزیز بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ صبر و استقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں اور اپنے مقاصد و مطالبات کی حصول کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے خود کو آمادہ کریں۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ

سید عارف حسین الحسینی

یکم نومبر ۱۹۸۴ء

☆☆☆☆☆

قائد ” کا پیغام ملت کے نام۔ ۱۴۔ اکتوبر ۸۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادران ملت جعفریہ!

میں کراچی اور جہلم کے ان شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے ملت جعفریہ کے عہد عزاداری امام حسین علیہ السلام پر اپنے لبو سے دستخط ثبت فرمائے ہیں۔ پروردگار معزز شہداء کو ہمارے اور اپنے ابدی رہنماؤں یعنی شہداء کربلا علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے۔

برادران ایمانی!

یہ ہنگامے، یہ پُر تشدد واقعات اور ان کا پس منظر صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کا تعلق ایران و لبنان میں سامراج کی مذموم سازشوں کی شکست سے ہے۔ ان کا تعلق اقوام متحدہ سے اسرائیل کے اخراج کی کوششوں سے ہے۔ ان کا تعلق اسلامیان پاکستان کی قادیانی فتنے کے خلاف تازہ جدوجہد ہے۔ یہ سامراجی ٹولے کی پے درپے شکستوں کے انتقام لینے کی کوشش ہے۔ یہ ایک صیہونی سازش ہے یہ اسلام، اتحاد امت اور پاکستان کے خلاف بدترین سازش ہے اور حکومت آمرانہ اور سواد اعظم براہ راست صیہونیت کے آلہ کار ہیں۔ مزید برآں یہ سامراجی گماشتے ہماری کمزوریوں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔

لیکن ہم ہر سازش کا مقابلہ کریں گے ہمیشہ کی طرح سے ناکام بنائیں گے۔ یہ خدا، امام زمانہ علیہ السلام اور ملت سے ہمارا عہد ہے کہ ہم ہر طاغوتی صیہونی اور شیطانی سازش کا منہ توڑ جواب دیں گے لیکن اس کے لئے خدا ئے رحمن و رحیم کے فضل و کرم اور امام زمانہ علیہ السلام کی سرپرستی کے ساتھ ہمیں قوم کا تعاون بھی چاہیے۔ لہذا میری طرف سے ملت کے ہر فرد کو خواہ وہ عالم ہے یا طالب علم، وہ وکیل ہے یا تاجر جوان ہے یا ضعیف ہے یعنی بلا تخصیص ملی تشخص، شعار اور

عزاداری کے تحفظ کے لئے اپنا دن رات ایک کر دینے کی درخواست ہے۔ اپنی تمام صلاحیتیں اور وسائل قوم کے لئے وقف کر دیں تاکہ اس سازش کا قلع قمع کیا جاسکے۔

اس سلسلے میں اجلاس ہذا میں ہمدردان ملت اور علمائے عظام نے جو فیصلے کئے ہیں وہ ملت کے مفاد میں بہترین ہیں یعنی ملت کے ایک ایک فرد کو اس سازش اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات سے آگاہ کرنے کے لئے لٹریچر کی اشاعت، تحریک کے مرکزی راہنماؤں اور ضلعی عہدیداروں کے قریب بہ قریب دورے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح ۲ نومبر کو ضلعی سطح پر اس سازش اور صیہونی ایجنٹوں کی نقاب کشائی کے لئے مذمت کے لئے اور عالمی اتحاد و تنظیم کے مظاہرے کے لئے یوم سیاہ منانے کے فیصلہ کو کامیاب بنانا ملت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ کراچی اور دیگر شہروں کے متاثر افراد مؤمن بھائیوں کی مالی اعانت کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔ اس سے قبل ہم تحریک کی جانب سے کراچی کے بھائیوں کو مالی امداد کی پہلی قسط بھجوا چکے ہیں اور میں وہاں کے متاثر افراد اور شہداء کے لواحقین کو اپنے تعاون کا یقین دلانے کے لئے خود کراچی کا دورہ کر چکا ہوں۔

لیکن اگر انتظامیہ دشمنان اسلام اور حکومت وقت کے رویے میں تبدیلی نہ آئی اور ہمارے جائز حقوق کا تحفظ فراہم نہ کیا گیا تو ہم اپنے جنگی اعلان کے مطابق تمام ملت کو کسی ایک مقام پر جمع ہونے اور اپنے حقوق کی بازیابی اور نفاذ کے لئے عملی دعوت دیں گے۔ اس سلسلے میں تاریخ اور مقام کا اعلان چہلم امام حسین علیہ السلام کے بعد کروں گا۔

حکومت کے علاوہ دوسرے صیہونی ایجنٹ یعنی نجدی جو سواد اعظم کے نام سے معروف ہیں ہم ان کے تمام الزامات کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ میں یہاں ملت اسلامیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ مخصوص ٹولہ سامراجی مفادات کا محافظ ہے یہ

ازل سے اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے اور اب خاتم المرسلینؐ اور ان کی آل اطہارؑ کے ساتھ ملت مسلمہ کی محبت کی کھلم کھلا مخالفت کر رہا ہے اور اسے حکومت کی مکمل سرپرستی حاصل ہے چنانچہ یہ کبھی عید میلاد النبیؐ کے خلاف اور کبھی عزاداری نواسہ رسولؐ کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے امت مسلمہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور صاحبان دانش سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ متحد ہو کر ان کی سازش کو ناکام بنائیں۔

میں خصوصاً عالم اسلام کے ان تمام افراد کو تحظیم و اتحاد، اتفاق و یگانگت کی دعوت دیتا ہوں کہ جن کے دلوں میں سرکار ختم نبوتؐ کی محبت اہل بیت پاکؑ کی مودت اور صحابہ باوقار کی عظمت قائم و دائم ہے۔

خداوند متعال سے ملت مسلمہ پاکستان کو سامراجی سازش کے ناکام بنانے کی توفیق عطا کرنے کے لئے دعا گو ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

عارف حسین الحسینی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

☆☆☆☆☆



شہداء کو سید کے سوم کی مناسبت سے قائد ” کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پسماندگان شہداء عزیز! میں آپ کو اس موقع پر تعزیت پیش کرتا ہوں۔ چاہتا تھا کہ کوئٹہ جو شہداء کے خون سے مہل ہے آ کر نزدیک سے آپ کو تسلیت دے سکوں مگر حکومت نے کوئٹہ ایئر پورٹ سے ہمیں واپس کر دیا۔

اس دردناک اور افسوس ناک سانحہ سے نہ صرف آپ کے قلوب مجروح ہوئے ہیں بلکہ اس سانحہ نے پوری ملت جعفریہ کے قلوب کو زخمی کیا ہے۔ آج اس واقعہ پر پوری ملت جعفریہ عزادار ہے۔ اس خونین سانحہ سے کربلا کا واقعہ تازہ ہو گیا ہے۔ شہادت ہماری میراث اور آرزو ہے۔

”خَطُّ النَّوْتِ عَلَى وَلَدِ آدَمَ مَخْطُةُ الْقَلَادَةِ عَلَى جَنَدِ الْفَقَاةِ“

”فرزندِ آدم کے لئے موت ایسی ہے جیسے ایک دو شیرہ کے گلے میں پڑا ہوا ہار“  
تشیع کی تاریخ اپنے عزیز شہداء کے خون سے منور اور روشن ہے۔ ہمارے پیشواؤں نے خود کلمہ حق کی سر بلندی کے لئے عظیم قربانیاں پیش کی ہیں لہذا ہمیں بھی قربانیاں دینے سے نہیں گھبرانا چاہیے۔

کوئٹہ کے شہداء مظلوم نے تشیع کی تاریخ میں اپنے لئے ایک تابناک صفحہ نقش کیا ہے۔ ملت غیور ہریان پاکستان کے جیلے فرزند آپ کے شہداء کی قربانیوں کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ جس مقدس مقصد کے لئے یہ پاک خون بہایا گیا ہے ہم اس کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ خداوند متعال ان شہداء کو شہداء کربلا کے ساتھ محشور فرمائے اور آپ عزیزان کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

عارف حسین الحسنی

۱۹ شوال ۱۴۰۵ھ

## معززین ملت کے نام قائد " کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گرامی قدر و ذکرین عظام و خطباء کرام و عزاداران امام حسین علیہ السلام

السلام علیکم۔ تحفہ یاعلیٰ مدد

ملت مظلوم پاکستان آج کل جن حالات سے گزر رہی ہے ان کی صحیحی کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم سب بھائی جسد واحد کی طرح ان نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے۔ بد قسمتی ہے استعماری سازشوں نے ہمارے درمیان پہلے نفاق کی دیوار کھڑی کی۔ پھر ملت کی جابی و بر بادی کے لئے ہر قسم کا ظالمانہ جھکنڈہ اختیار کیا۔ سانحہ کونڈ آپ کے سامنے ہے۔ جس انداز سے اپنے ہی ملک کی فوج اور پولیس نے شیعان حیدر کرار " کو سفاکی اور بربریت کا نشانہ بنایا اس نے کربلا کے واقعات کی یاد تازہ کر دی۔ نیچے اور مظلوم شیعوں کے جلوس پر وحشیانہ گولہ باری کی۔ جس سے بارہ مؤمنین جام شہادت نوش فرما گئے۔ پھر انتہائی دھوکہ اور کمر سے کام لے کر علماء حق کو گرفتار کیا۔ شیعوں کے محلہ میں کرفو نافذ کر کے ایک سو میں گھنٹے میں کوئی وقفہ دیئے بغیر پانی بجلی اور خوراک کی ترسیل روک دی۔ چار دیواری کا مقدس پامال کرتے ہوئے گھروں میں گھس کر عورتوں کی توہین کی۔ مردوں کو گرفتار کر کے بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس طرح مزید چھ افراد جام شہادت نوش فرما گئے۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ کیا یہ لوگ عادی یا کسی اخلاقی جرم کے مرتکب پائے گئے ہیں؟ نہیں!! بلکہ ان کا صرف اور صرف قصور یہ ہے کہ یہ شیعہ ہیں۔ اور حیدر کرار " کے ماننے والے ہیں مظلوم کربلا " اور ثانی زہرا سلام اللہ علیہا کے عزادار ہیں۔ سفاک دشمن نے ظلم کرتے ہوئے اس بات کا خیال نہ کیا کہ یہ کس گروپ سے وابستہ ہیں بلکہ ظلم کا سزاوار صرف شیعہ ہونا قرار پایا۔ ان حالات میں میں نے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کو دعوت فکر دوں کہ ان حالات کی روشنی میں آپ کا یہ دلیفہ شرعی بنتا ہے کہ آپ ظلم

کے خلاف ملت مظلوم کی اس جدوجہد میں شریک ہوں۔ ہر طرح سے ظلم سے نفرت  
کا اظہار کر کے بارگاہ رب العزت میں سرخروئی حاصل کریں اور محمد و آل محمد علیہم السلام  
کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں۔

امام زمانہ علیہ السلام آپ کے حامی و ناصر ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

عارف حسین الحسینی

۱۲ شوال ۱۴۰۵ھ

☆☆☆☆☆

jabir.abbas@yahoo.com

علماء کرام کے نام قائد ” کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آقایان علماء کرام و حج اسلام دامت افاضائهم

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ

کوئٹہ کے حالیہ افسوسناک واقعات پوری ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ پاکستان میں نظام اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والے نہتے مسلمانوں پر ایک اسلامی مملکت میں جس وحشت و بربریت کا سلوک کیا گیا ہے اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانا شرعی فریضہ ہے لہذا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی مرکزی کونسل کے حالیہ اجلاس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۵ء میں فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کے تمام علماء کرام اور دینی مدارس کے اساتذہ و طلبہ راولپنڈی میں مورخہ ۲۱ جولائی بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے صبح ظلم کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے اکٹھے ہوں۔

میں تمام علماء کرام سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس احتجاجی اجتماع میں شرکت فرما کر اپنی شرعی ذمہ داری پوری کریں گے۔

وَالسَّلَامُ  
عارف حسینی الحسینی  
۲۷ شوال ۱۴۰۵ھ

☆☆☆☆☆

## ملت عزیز کے نام قائدؒ کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سانحہ کوئٹہ کہ جس نے ہر ذی ہوش اور اہل دل انسان کو ہلا کر رکھ دیا ہے اس نے قرون وسطیٰ میں ملوکیت کی جانب ہونے والی دہشت و بربریت کو بھی مات کر چھوڑا ہے۔ مظلوم ہیعیان کوئٹہ کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور جس استغلال و پامردی سے یہ حسینی جانناز ظلم کے خلاف سینہ سپر ہوئے ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے شہداء کے چہلم تک احتجاجی اجتماعات اور مجالس کا انعقاد آپ کا اولین فرض ہے۔ خصوصاً جمعہ کے روز بھر پور انداز میں ظلم کے خلاف آواز بلند کریں اور ہر علاقہ سے مختلف وفد کوئٹہ تشریف لے جا کر مظلومین کے ساتھ اظہار ہمدردی و تعزیت کریں۔

امام زمانہ علیہ السلام آپ کے حامی و ناصر ہوں۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ

عارف حسین احمسی

۲۷ شوال ۱۴۰۵ھ

☆☆☆☆☆

## جہلم شہدائے کوئٹہ کی مناسبت سے قائدؒ کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلام دورود ہو کوئٹہ کے مؤمنین پر جنہوں نے اپنے خون کے نذرانے سے شہیدانِ حیدر کرار علیہ السلام کے لئے فقہ اہل بیت علیہم السلام کے حصول کو یقینی بنادیا۔  
سلام دورود ہو کوئٹہ کے ان جوانوں پر جو ابھی تک جیلوں میں بند ہیں اور قلعہ واذیت برداشت کر رہے ہیں۔

سلام دورود ہو ان باہمت وپااستقامت خواتین اور بچوں پر جنہوں نے سو گھنٹے سے زائد کرفیو کی حالت میں شہداء اور تکالیف کو برداشت کیا۔

اب جبکہ ہم کوئٹہ کے شہداء کا جہلم منار ہے ہیں۔ ان چالیس ایام میں پوری ملت جعفریہ نے اپنے شہداء عزیز کے لئے کتنی سوگواہی کی ہے اس عرصہ میں کوئٹہ کے مظلوموں پر کس قدر مصائب و تکالیف کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ماؤں کے جوان بیٹے شہید ہوئے اور ان کے شب و روز کس طرح گزرے؟ ہسپتالوں میں داخل زخموں سے کیا سلوک ہو۔ ہم یہ شکایات کس کے پاس لے جائیں سوائے اس کے کہ خداوند قہار و جبار یا خدا کی حجت حضرت ولی اللہ اعظم رومی نہ اللہاء کی درگاہ میں شکایت کریں۔

کوئٹہ کے شہداء نے فقہ اہل بیت کو زندہ کیا ہے اور شیعہ قوم کو بیدار کیا ہے۔ شہداء کی یہ خدمت رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ ان کا ہر قطرہ خون ہمارے غیر متہمہ جوانوں کی رگوں میں جوش لائے گا اور جوانوں کے دلوں میں ایسا چراغ روشن کرے گا جو انشاء اللہ تعالیٰ ابد تک خاموش نہ ہو سکے گا۔

اہلایان کوئٹہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اس حق و حقیقت کے راستے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ پوری ملت جعفریہ ان کے ساتھ ہم صدا اور ہم ہدف ہے۔ پوری ملت جعفریہ اپنے آپ کو کوئٹہ کے شہداء کے ہمسائے گان کے ساتھ شریک غم سمجھتی ہے۔

میں کس طرح اور کس زبان سے اہلایان کوئٹہ اور مادران و انحدیدہ اور پدران

مصیبت کشیدہ کوتلی کہوں جو عظیم قربانی اہالیانِ کوسید نے دی ہے پاکستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

خداوند تعالیٰ ہمارے ان شہداء کو شہدائے کربلا کے ساتھ محشور فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے اور ملتِ جعفریہ کو ان مقاصد میں جن کے لئے شہداء کوسید نے نذرانہ پیش کیا ہے کامیابی عطا فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ  
عارف حسین السینی

(۹ اگست ۱۹۸۵ء چولم شہدائے کوسید)

☆☆☆☆☆

## بیرون ملک مقیم شیعیان پاکستان کے نام قائد کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیزان محترم! اپنے عزیز و اقارب اور وطن سے دور مقیم رہ کر ایک منفعت بخش زندگی کے لئے آپ جو تک دو کر رہے ہیں ان حالات میں آپ پر آپ کے مذہب اور وطن کی طرف سے بعض فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اعلیٰ زندگی کے لئے جستجو کرنا اور دور دراز کے سفر اختیار کرنا باعث سعادت دنیوی ہے تاہم اسی جدوجہد میں آپ حضرات کے لئے لازم ہے کہ آپ اپنے مذہبی فرائض کو قطعاً فراموش نہ کریں۔ ایک معنوی زندگی کی تکمیل اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ مادی فلاح کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی ضروریات کو بھی پورا کریں۔

دیار غیر میں آپ کب رزق حلال ضرور کریں مگر وہاں کی تہذیب اور ماحول کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیں۔ آپ یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ ان معاشروں میں آپ کا وجود آپ کے وطن اور مذہب کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے آپ اپنے مذہب اور اسلاف کی تعلیمات کو اپنے حسن عمل سے تابندہ رکھیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ آپ باہمی طور پر مربوط ہوں اور اخوت کے دائرہ کو مضبوط کریں۔ موزوں ہوگا کہ آپ حضرات ایک تنظیم سے منسلک ہوں اور اس کے لئے فحش اقدامات کریں۔ یوں آپ ایک موثر انداز میں مذہب و ملت کی خدمت کر سکیں گے۔

ہم خداوند متعال سے دعا گو ہیں کہ آپ کو وطن سے دور اپنے حفظ و امان میں رکھے اور یہ کہ آپ کی زندگی اسلام کی سربلندی اور کفر کی سرکونی کا باعث ہو۔

وَالسَّلَامُ

عارف حسین الحسنی

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ



قائد ملت جعفریہ ”کا علماء کے نام پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علماء ذی الاحترام و مؤمنین کرام.....

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ

۶۔ جولائی کو کوئٹہ میں رونما ہونے والے المناک سانحہ میں اور بعد ازاں

طویل اور تشددانہ کرفیو کے دوران اٹھارہ شیعہ و سنی برادران شہید ہوئے۔ ان بے گناہ اور پر امن مقتولین میں بوڑھے اور ننھے بچے شامل تھے۔ مہیوں شہری زخمی ہوئے اور سینکڑوں گرفتار کر لئے گئے۔ خواتین اور بچیاں تک پولیس کے تشدد کا نشانہ بنیں۔ زخمیوں میں سے دو مظلوم ہمیشہ کے لئے معذور ہو گئے ہیں۔ تاحال ۳۷ افراد پس دیوار زنداں ہیں جن میں دو قاتل احترام علماء (حجت الاسلام مولانا یعقوب علی توسلی اور حجت الاسلام محمد جمہ اسدی) اور دیگر مؤمنین شامل ہیں ان اہل ایمان ساتھیوں کی استقامت پوری ملت کے لئے نمونہ عمل ہے۔ شہداء مجروحین اور امیروں کے دروازہ نے بھی جس استقامت اور حوصلے کا ثبوت دیا ہے وہ پوری ملت کی طرف سے تحسین کا مستحق ہے۔ اس سانحہ کے بعد قوم کی طرف سے اس سانحہ پر رد عمل کے دو پہلو قائل ذکر ہیں۔

ایک! احتجاجی پہلو ہے جو موجودہ قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے کیا گیا۔

ملک بھر کے نمائندہ علماء کرام نے اسلام آباد میں احتجاج کیا اور قوم کے مختلف طبقوں نے اپنی سطح پر تحریری اور زبانی احتجاج کیا۔

دوسرا! مذاکراتی پہلو ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں حکومت سے رابطہ کیا تاکہ

مباحثہ کا اہتمام و تنہیم سے کوئی حل نکل سکے اس سلسلے میں تحریک کے وفد نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے رابطہ کر کے اپنا موقف پہنچایا۔

یہ امر باعث افسوس ہے کہ کسی صورت میں کوئی قابل ذکر نتیجہ برآمد نہ ہو سکا اور ملت ۶ جولائی سے تاحال امید اور انتظار کی صبر آزمائگیوں سے گزر رہی ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ زیادہ دیر امیدیں اور ناامیدی کے اس دور میں نہیں رہا جاسکتا۔ ہم اپنے اسلامی حقوق کی خاطر اپنی جان کا نظرانہ پیش کرنے والے شہداء اور مصیبتیں اٹھانے والے علماء اور مؤمنین کو فراموش نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس مقصد کو نظر انداز کر سکتے ہیں جس کے لئے انہوں نے یہ قربانیاں پیش کی ہیں اور پیش کر رہے ہیں۔ جس ملت غیور نے ۵ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں اپنے والے ایک جوان کو فراموش نہیں کیا وہ اٹھارہ شہداء راہ حق کو کیسے فراموش کر سکتی ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیے اپنی تحریک کو منظم کریں۔ معاشرے سے ظلم و فساد اور آمریت کے خاتمے کے لئے انہیں۔ غیر اسلامی بے ہودہ ثقافت کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے قیام کریں۔ دین مقدس کی اقدار کو پامالی سے بچانے کی جدوجہد کریں۔ وطن عزیز پاکستان کے داخلی و خارجی دشمنوں کا مقابلہ کسی ایک گردہ کا ذمہ نہیں ہم سب کے ذمہ ہے۔ معاشرے کو عدل اسلامی سے ہمکنار کرنے کی جدوجہد ہم سب کے ذمہ ہے۔ اس موقع پر میں پھر اس امر پر زور دیتا ہوں کہ دین و سیاست کو جدا کرنے کی استعماری سازش کو عوام کے سامنے آشکار کر کے ناکام بنادیں اور اپنی سیاسی میں اتحاد بین المسلمین کی اہمیت ہرگز فراموش نہ کریں۔

کوئٹہ میں اسیر علماء مؤمنین کی رہائی کے لئے میں ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ صفر المظفر ہندو مقلوبین مٹانے کا اعلان کرتا ہوں۔

آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں اسیران کوئٹہ کی مطلوبیت کو عوام پر آشکار کریں اور حکومت سے ان کی رہائی کا مطالبہ کریں۔ اس موقع پر اپنے مطالبات کو بھی یاد رکھیں اور قوی حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کے لئے تہذیب مجدد کریں۔

ہم یہ احتجاجی ہفتہ پر امن طور پر منائیں گے تاکہ یہ بات ایک مرتبہ پھر ثابت ہو جائے کہ ہمیں وطن عزیز کا امن نہایت عزیز ہے۔

میں ایک مرتبہ پھر اس موقع کا اظہار کرتا ہوں کہ حکومت ہمارے جذبہ خیر سگالی کے جواب میں اسیران کوئٹہ کو فی الفور غیر مشروط طور پر رہا کر دے گی اور چھ جولائی ۱۹۸۰ء کے معاہدے پر اس کی روح کے مطابق عمل کرے گی۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
عارف حسین الحسنی

۱۴۰۶/۱۲/۱۱ھ

☆☆☆☆☆

## قائد ملت جعفریہ کا علماء کے نام پیغام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت جناب -----

السلام علیکم

امید ہے کہ آپ عنایات ربانی کے سایہ میں مقرون بعافیت ہوں گے اور یقین ہے کہ آپ دین مبین کی سر بلندی کے لئے مصروف عمل ہوں گے۔ گرامی قدر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۶ جولائی ۱۹۸۵ء کے سانحہ کوئٹہ میں جن بے گناہ افراد کو رفتار کیا گیا ان میں ۲۳ افراد بشمول دو علماء کرام جو ابھی تک جیل میں ہیں ہم نے گزشتہ آٹھ ماہ سے کئی قسم کے ذرائع از قبیل احتجاجی جلے پوسٹرز ٹیلیگرامز حکومت کے ذمہ دار افراد سے متعدد بار ملاقاتیں علماء کانفرنس اور قانونی چارہ جوئی وغیرہ اختیار کئے لیکن یہ تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء کو تحریک کے سالانہ تنظیمی کنونشن منعقدہ کراچی میں شرکاء کی تجاویز کی روشنی میں ہم نے یہ اعلان کیا کہ ان بے گناہ اور مظلوم اسیروں کو رہا کرانے کے لئے بیس اپریل کو علماء و زعماء پر مشتمل چودہ رکنی وفد کوئٹہ جائے گا وہاں مختلف مکاتب فکر کے علماء و زعماء سے ملاقات کرے گا اور مناسب ہوا تو بلوچستان کے گورنر اور وزیر اعلیٰ سے ملے گا۔ نتیجہ منفی ہوا تو اس کے بعد ۲۴ اپریل ۱۹۸۶ء کو دوسرا وفد ۷ افراد پر مشتمل کوئٹہ کے لئے روانہ ہوگا۔ اگر اس اقدام پر بھی حکومت ہمارے اسراء کی رہائی پر آمادہ نہ ہوئی تو یکم مئی ۱۹۸۶ء سے تمام شیعیان حیدرکراڑ پاکستان کے کونے کونے سے علم حضرت عباسؑ لے کر کوئٹہ کی طرف لاٹک مارچ کریں گے۔

آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ ایک اہم قدم ہے اس لئے آپ بھرپور

طریقہ سے اس کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور مساعی عمل میں لائیں۔ آپ پہلی فرصت میں جمعہ و جماعت اور مجالس عزا اور دیگر مناسبات میں عوام سے رابطہ پیدا کر کے ان کو اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت و افادیت سے آگاہ فرمائیں تاکہ ہر علاقہ سے مومنین کرام بھرپور انداز میں اس لانگ مارچ میں حصہ لیں۔ تاکہ ہم اپنے ان بے گناہ اسیر بھائیوں کو رہائی دلوا سکیں۔ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف آپ کے حامی و ناصر ہوں۔

نوٹ: آپ سے مزید گزارش ہے کہ آپ اپنے علاقہ کے مختلف مکاتب فکر کے علماء و زعماء اور سیاسی شخصیات سے ملاقات کر کے انہیں اپنی حقانیت سے آگاہ کر کے ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

والسلام  
عارف حسین الحسنی  
۳ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

## پندرہ روزہ ”المظہر“ کے نام قائد کا پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی قوم اور ملت کی خط فکری اور سوچ کا اندازہ اس قوم اور ملت کے جرائد اور وسائل سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اخبارات اور رسائل اقوام کی فکر کی ترجمانی کرتے ہیں بلکہ اخبارات اور رسائل سے لوگ فکر لیتے ہیں اور اہل قلم فکر کے معمار ہوتے ہیں۔ معاشرہ کی تعمیر میں ان کا ایک نمایاں کردار ہوتا ہے۔ اگر اہل قلم اپنے آپ کو اپنے قول کا ذمہ دار سمجھ لیں اور کوئی ایسا مقالہ یا خبر تحریر نہ کریں جس سے معاشرہ میں منفی اثرات مرتب ہوں تو یقیناً اس کے دور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ بالخصوص ہمارے معاشرے میں جوانوں کو اسلامی آداب قرآنی تعلیمات اور انسانی اصولوں کی طرف متوجہ کرنا اشد ضروری ہے۔ موجودہ دور میں معاشرہ میں بے پردگی بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب کو روکنے کے لئے ذرائع ابلاغ بالخصوص رسائل ایک مثبت کردار سرانجام دے سکتے ہیں ہماری نوجوان نسل تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے درد دل رکھنے والے اہل قلم اس نسل کو تباہی سے بچا سکتے ہیں اور ان کو جذبہ اسلامی سے معمور صحیح باعزت اور ترقی یافتہ زندگی کی ترغیب دلا سکتے ہیں اور مسلمانان کو باور کروا سکتے ہیں کہ ان کے لئے زندگی گزارنے کے لئے اعلیٰ نمونہ اسوہ حسنی حضرت ختمی مرتبتؐ اور اہل بیت علیہم السلام ہیں نہ کہ کوئی مغربی یا مشرقی فلاسفر یا مفکر یا سیاستدان۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ پشاور کے ایک نیک شریف اور مذہبی گھرانے سے تعلق رکھنے والے اخونزادہ صاحبان نے ایک پندرہ روزہ جریدہ ”المظہر“ کے نام سے شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ انشاء اللہ یہ پرچہ اسم با مسمی ہوگا اور ہمیں توقع ہے کہ علم اخلاق پند و نصائح موعظ بلکہ ہر قسم کی اچھائیوں کا مظہر ہوگا جس کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں اچھے اور مثبت اثرات

مرتب ہوں گے اور جوانوں کو ایک اسلامی فکر ملے گی۔  
خداوند تعالیٰ سے اسلام اور مسلمانوں کی ملت و وحدت اور المظہر کی  
کامیابی اور لغزشوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا گو ہوں۔  
والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین  
عارف حسین الحسینی

jabir.abbas@yahoo.com